الیاقوت والمرجان فی ذکر علماء سہسوان

المعروف

حیوۃ العلماء

مولفہ

مولنا سید محمد عبدالباقی سہسوانی دام فیضہ

باہتمام کیسری داس سیٹھ سپرنٹنڈنٹ

در مطبع منشی نولکشور واقع لکھنؤ طبع شد

۱۹۲۲ء
۱۳۴۰ھ

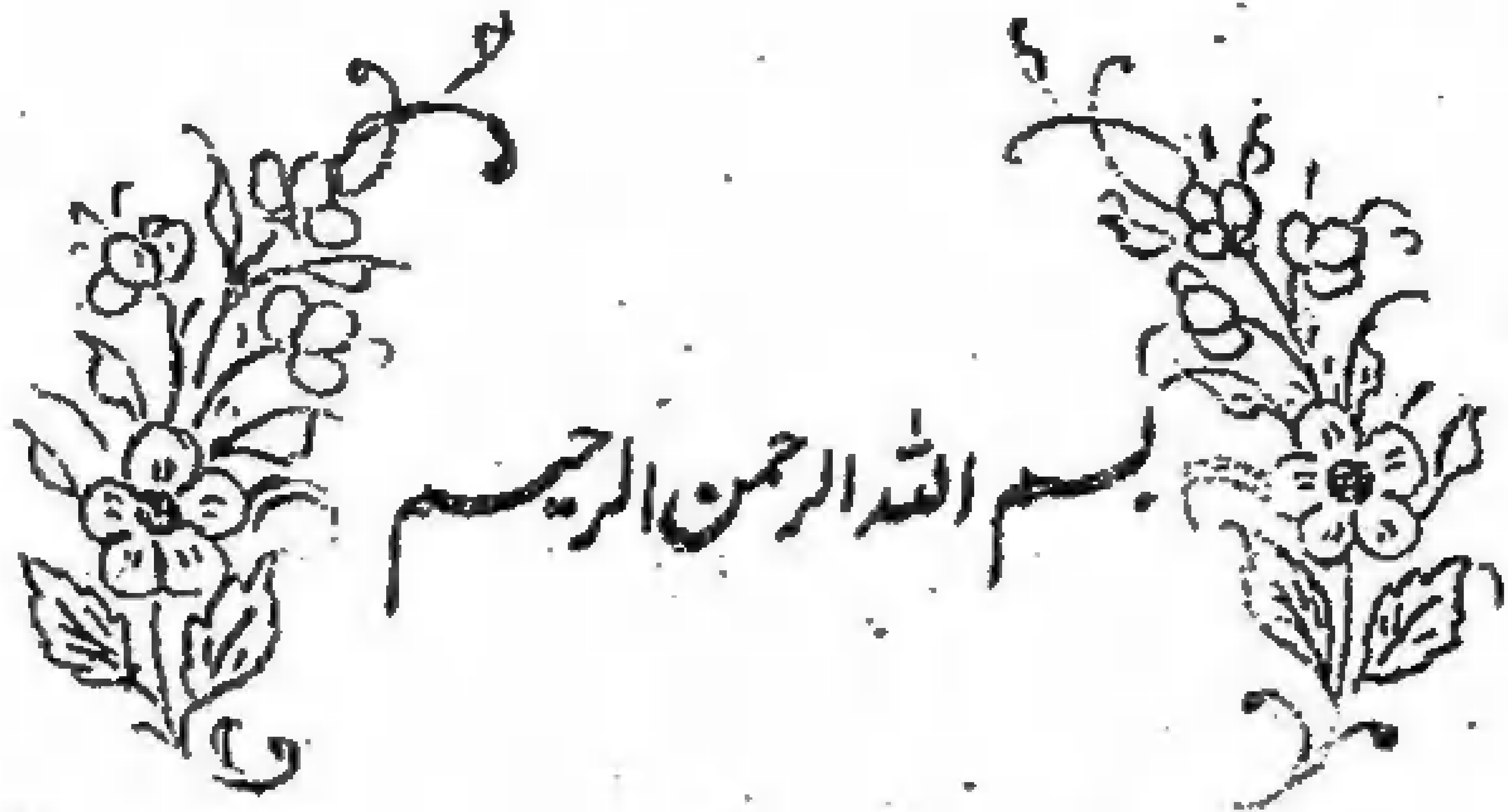
بار اول

۵۰۰ جلد

فہرست مضامین کتاب حیوۃ العلماء سہسوان ضلع بدایون

P9L599PD
2 PALE

~~uf III 5~~
6469



فقل حسبی اللہ لا الٰہ الا ھو علیہ توکلت وھو رب العرش العظیم ۝ ان اللہ وملٰئکتہ یصلون علی النبی یا ایھا الذین اٰمنوا صلوا علیہ وسلموا تسلیما ۝

اما بعد باقتضائے مشیت الٰہی ۲۷- ماہ ذیقعدہ ۱۳۲۹ھ ہجری مطابق ۱۹- نومبر ۱۹۱۱ء روز یکشنبہ سے لغایت ۲- جمادی الاخری ۱۳۳۱ھ ہجری و ۹- مئی ۱۹۱۳ء روز جمعہ تک محلہ لال باغ حضرت گنج[عہ] شہر لکھنؤ میں میرا قیام رہا اس زمانہ میں وہاں کے اکثر نامور علمائے دین و اولیائے متقین کی مجالس مذاکرہ علمیہ میں بطور تفنن طبع شریک ہوتا تھا جیسے مشہور مقتدائے قوم مولنا عبد الباری صاحب فرنگی محلی جو خدمات قومی و مذہبی میں نمایاں دلچسپی رکھتے ہیں اور حاجی مولنا شاہ عین القضاۃ صاحب جنکا زہد و تقوی اس دور آخر میں غنیمت سمجھا جاتا ہے آپ کے ذاتی مصارف سے ایک مدرسہ تعلیم قرآن مجید و قرات و تجوید و علوم صرف و نحو و حدیث بڑے پیمانہ پر جاری ہے جسمیں صدہا طلبہ غیر مستطیع تعلیم پاتے ہیں اور انکے لیئے قیام و خوراک و پوشاک کا انتظام بھی مدرسہ ہی کی جانب سے ہے جزاہ اللہ خیراً- اور گاہ گاہ محب مکرم مولنا حکیم سید[عہ] عبد الحی صاحب ناظم

عہ میں حسام الملک صفی الدولہ جناب نواب سید محمد علی حسن خان صاحب بہادر بن امیر الملک والاجاہ حضرت مولنا نواب سید محمد صدیق حسن خان بہادر مرحوم و مغفور کی کوٹھی پر بوجہ مراسم قدیم مقیم رہا میں آنجناب کی قدر افزائی کا بدل ممنون ہوں - منہ

عہ آپ نسباً قدوۃ المجاہدین حضرت مولنا سید احمد شہید رائے بریلوی کے ہم جد ہیں جو ۱۲۴۶ھ ہجری میں بمقابلہ راجہ رنجیت سنگھ جہاد فی سبیل اللہ میں شہید ہوئے حضرت مولنا شاہ محمد اسمٰعیل و مولنا محمد عبد الحی رحمہما اللہ بھی اسی معرکہ میں آپکے ہمراہ شہید ہوئے - سید اعجاز احمد عفی عنہ ۱۲

ندوۃ العلما کی صحبت علمی مین اتفاق شرکت ہوا آپ نے ایک مرتبہ باثنائے تذکرہ اہل علم فرمایا کہ "ہم نے علماے ہند کا ایک مبسوط تذکرہ بزبان عربی لکھنا شروع کیا ہے آپ اپنے وطن سہسوان کے علماے نامور کے حالات تحریر کر دیجیے تاکہ تذکرۂ مذکورہ مین درج کیے جائین سہسوان مین بکثرت علما و فضلاے کاملین گذرے ہین مگر انکا ذکر خیر کہین تفصیل کے ساتھ نہین دیکھا گیا" مین نے ہر چند اپنی ناواقفی کا عذر واقعی پیش کیا فرمایا جو کچھ حالات کم و بیش معلوم ہو سکین وہی سہی۔ بحسن اتفاق دو مہینہ کے اندر ہی میرا وطن جانا ہوا اور اس خیال کو اپنے ساتھ لیتا گیا بعض اعزہ سے اس امر خیر مین امداد کا خواہان ہوا مگر انھون نے ایک بے اعتنائی کے ساتھ روکھا سوکھا جواب دیا جس سے شوق و ارادہ مین کمی پیدا ہو گئی اسی حالت امید و یاس مین مخدومی مولوی سید ابن حسن[1] صاحب و مکرمی منشی محمد فاخر حسین صاحب صدیقی فاخر تخلص سے کچھ تذکرہ آگیا ہر دو اصحاب نے میرے خیال کو بنظر استحسان دیکھا اور سرسری طور پر کچھ یادداشتین بزور قوت حافظہ ایک ورق پر لکھا کر رہنمائی کی اور بعض مسودات غیر مطبوعہ کا پتا بتایا جن سے بہت کچھ مادۂ تالیف کتاب راقم کے ہاتھ آیا بس اسی ورق کو اس عظیم الشان عمارت کا سنگ بنیاد سمجھنا چاہیے اس سے بڑا فائدہ یہ ہوا کہ افسردہ طبیعت کا حوصلہ پھر تازہ ہو گیا اور اسی دن سے احوال علما کی تلاش و جستجو شروع ہو گئی۔ مجھکو فخر خاندان علامۂ زمان عزیزی مولوی سید اعجاز احمد سلمہ ربہ کا بمزید ادعیہ ماثورہ صلاح و سعادت شکر گزار ہونا چاہیے

[1] یہ ہر دو بزرگ معمر بعمر ۹۶ و ۹۷ سال معزز رؤسا و زمینداران قصبہ سہسوان سے علمی مشاغل سے دلچسپی رکھنے والے ہین اول الذکر کے مختصر حالات ضمناً درج کتاب نمبر ۲ ہین۔ مؤخر الذکر ریختہ کے نام آور دہر گو شاعر اور منشی منیر شکوہ آبادی کے سرمایۂ ناز شاگرد ہین نہایت مستقل مزاج پختہ وضع خوش عقیدہ مسلمان ہین کلام صنف غزل مین اور مراعات لفظی سے مملو ہے کتاب قانون شریعت محمدی رد شرک و بدعت مین آپ نے تالیف فرما کر طبع کرائی یہ فیض صحبت اہل علم ہے۔ آپ کی وفات ۲۱۔ رجب سنہ ۱۳۳۵ ہجری مطابق ۱۳۔ مئی سنہ ۱۹۱۷ء یکشنبہ وقت دوپہر ہوئی۔ نجات فاخر مادہ تاریخ نتیجہ طبع وقاد مولوی سید ابو احمد سلمہ ربہ ہے ۱۲
سید اعجاز احمد سہسوانی غفرلہ ۱۳۳۵ھ

جنھون نے بکمال محنت و عرقریزی بہت سے علماے کرام کے حالات اجمالی و تفصیلی تحریر کرکے مقام بسولی ضلع بدایون سے میرے پاس قصبۂ رائسین[1] علاقۂ ریاست بھوپال مین بھیجے اِس تحریر سے واقعی تصنیف کتاب کو بہت بڑی مدد ملی اور اسی کا نتیجہ ہے کہ ایک سرسبز و شاداب چمن آپ کے پیش نظر ہے اسکے سوا ترتیب و تہذیب کتاب مین بھی عزیز موصوف نے خاص حصہ لیا ورنہ چند علما کے مختصر و ناتمام وغیر مربوط حالات کے سوا مین کیا لکھتا عافاہ اللہ تعالیٰ عن جمیع الآفات والمحن و حفظہ عن شر اہل الحسد والاحن جہان تک مجھے ممکن ہوا مین نے تحقیق و انکشاف حالات واقعیہ مین تقصیر نہین کی تاہم اپنے جہل و قصور بشری کا اعتراف کرتے ہوئے عزیزان نیک نفس سے با دب و رجا استدعا کرتا ہون کہ جو کچھ کمی و بیشی ناخواستہ ہوگئی ہو بہ نیک نیتی خود حاشیہ پر تحریر فرما دین یا زمرۂ علما و فضلا سے کسی بزرگ کا تذکرہ بسبب عدم تیسّر حالات درج کتاب ہونے سے رہگیا ہو میرے نسیان و نقصان بشری پر محمول کرکے جداگانہ بطور تتمہ ضم کتاب کردین[2] بمضمون شعر ؎

قبا اگر حریر است و گر پرنیان	بناچار حشوش بود درمیان

عیب جوئی و نکتہ چینی سے معاف فرمائین گو فطرت انسانی کا اقتضا یہ ہے۔ ؎

صد نقش ہنر داری و کس را نظری نیست	چون رفت خطائے ہمہ را چشم بر آنست

جن حضرات نے کوئی سوانح عمری لکھی ہے وہ خیال کرسکتے ہین کہ ایک شخص کے حالات لکھنے مین کسقدر خون جگر کھانا اور دماغ سوزی کرنا پڑتا ہے چہ جائیکہ بیشتر اتنی علما کے حالات جمع کرنا اور صحیح واقعات کو غیر صحیح سے بہ تحقیق و تنقید جدا کرنا اسمین

[1] مخدومی حضرت مؤلف دام فیضہ نے تاریخ رای سین بکمال تحقیق و جہد بلیغ تصنیف فرمائی ہے انشاء اللہ عنقریب طبع ہوگی ۱۲ سید شہزاد علی عفی عنہ۔

[2] جب مسودہ تیار ہوگیا تو اکثر احباب و اعزہ کی پسند و بجد اصرار سے مستقل کتاب کی صورت مین بناچاری طبع کرانا پڑا۔ ۱۲ منہ۔

کیا کچھ مصائب کا سامنا نہوا ہوگا۔ سوا اس کے مین سات سو میل پر وطن سے دور بیٹھکر یہ لکھ رہا ہون تو کسقدر دشواری ہوگی اُسپر طرّہ یہ کہ کوئی صاحب عزیزان وطن سے میری کسی تحریر کا جواب حسب منشا نہین دیتے۔ مجکو اس قدر فرصت اور فکر معاش سے فراغ نہین کہ ایک مدت کے لیے صرف اسی غرض سے قیام وطن اور مزید تلاش و تجسس کتب و مسودات کے لیے بار بار سفر اختیار کرون اور خدمت ملازمت سے سبکدوش ہوجاؤن ناچار حالات و معلومات ماحضر پر اکتفا کیا گیا۔ التماس۔ چونکہ عُلماے مذکورین مین ایک گروہ اہل کمال کا فن شریف طب سے بھی موصوف نظر آیا اس لئے بعض ایسے حذاق و ماہرین طب کو بھی جگہ دینا پڑی جو علوم عقلیہ ونقلیہ مین کوئی خاص پایہ نہین رکھتے کتب درسیۂ رسمیہ پڑھ کر فن طب کو باقاعدہ حاصل کیا اور نامور معالج و طبیب ہوئے ناظرین پُرتمکین بمطالعہ حالات خود تفریق و امتیاز فرمالینگے۔ ہر چند کہ مین نے تلاش و تجسس حالات عُلماے متقدمین مین حتی الامکان کمی نہین کی تاہم مجھکو اعتراف کرنا ضرور ہے کہ بہت سے عُلماے گرامی متقدمین کے حالات نہ لکھ سکا کیونکہ اِن کے حالات مفصل و مجمل دستیاب نہوئے لہذا اُن کے ذکر خیر سے مجبور رہا اگرچہ معمر بزرگون سے اکثر متقدمین کی نسبت سُنا کہ فلان فلان اپنے عصر مین بڑے نامور عالم باعمل ہین مگر اُن کی نسبت کیا لکھتا ناچار ترک اولی سمجھا علماء مذکورہ و متروکہ مین اکثر سیاسات تمدنی و مُہمات مُلکی وغیرہ مین بیحد قابل و نامور تھے اور غزوات و جہاد کفّار مین بڑی بڑی خدمات دینی و مُلکی انجام دین مگر انکا حال ہر جگہ لکھنا مکررات کا درج کرنا ہے لہذا اس سے اجتناب کیا الا ماشاءاللہ۔

مُناجات بحضرت مجیب الدعوات

یا الٰہی یا غفور یا رحیم خاص تیری بارگاہ اقدس وا علےٰ مین عاجزانہ و مخلصانہ دُعا

کرتا ہون مین بندۂ عاصی سیاہکار صرف تیری رحمت وسیع کا اُمیدوار ہون مجھ سے کوئی طاعت وعبادت بخلوص نیت نہین ہوئی جس سے اُمید گلوخلاصی ومغفرت آخرت کر سکون۔ اس ناچیز مسودہ کو جو تیرے عباد مخلصین واولیاے متقین کا تذکرہ ہے تیری سرکار مین پیش کر کے تیری قبولیت اور عزت وحرمت دارین کا ملتجی ہون اس ہدیۂ محقر کو زیور قبول سے مزین فرما کر مطبوع طبائع اولی العلم فرما اور اس مذنب خاطی کو محض اپنے وفور رحمت سے بخش دے کیونکہ مین تجکو وحدہٗ لاشریک لہٗ بصدق دل جانکر اَشْهَدُ اَنْ لَّآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ کے ساتھ گواہی دیتا ہون اور تیرے بندۂ خاص مقبول بارگاہ سرور کائنات حضرت خاتم النبیین والرسل محمد صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم کو رسول برحق مانکر اَشْهَدُ اَنَّ مُحَمَّدًا عَبْدُهٗ وَرَسُوْلُهٗ کی بخلوص قلب شہادت دیتا ہون اور اپنے نفس کو گنہگار ترین اُمت مرحومہ سمجھتا ہون۔ مین تیرے اور تیرے نبی کے احکام کو فرض وسنت بے شک ولاریب واجب الاتباع جانتا ہون تو بلاشبہ نکتہ نواز غافر الذنب قابل التوبہ وارحم الراحمین ہے۔ سُبْحَانَ رَبِّكَ رَبِّ الْعِزَّةِ عَمَّا يَصِفُوْنَ وَسَلَامٌ عَلَى الْمُرْسَلِيْنَ وَالْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعٰلَمِيْنَ ۵

حررہ محمد عبد الباقی غفرلہ سہسوانی مقام رائسین ریاست بھوپال ۵-۲-جنوری ۱۹۱۴ء مطابق ۲۷-صفر ۱۳۳۲ھ۔

دیباچہ لکھنے کے بعد مناسب معلوم ہوا کہ سہسوان کے تاریخی وجغرافیائی حالات مختصر طور پر قبل از مقصود درج کتاب کردون جو کہ ناظرین والاشان کے لیے باعث ازدیاد بصیرت ہین وباللہ التوفیق۔

تاریخی وجغرافیائی حالات سہسوان

سہسوان ایک قدیم شہر قسمت بانس بریلی ملک روہیلکھنڈ صوبہ ممالک متحدہ آگرہ

واودھ مین بدایون سے ۲۵ میل جانب غرب واقع ہے ابتداے عملداری انگریزی مین ایک مدت تک صدر ضلع رہا اور اب دفتر ضلع شہر بدایون مین ہے۔ پانسو برس سے پہلے حالات بتانے کے لیے یہان کی تاریخ بالکل خاموش ہے البتہ پرانے کھنڈر اور منہدمہ عمارات کے اونچے اونچے سر بفلک ٹیلے دیکھنے والون کو انقلاب عظیم کا پتا دیتے ہین لفظ سہسوان کی اصل حسب تصریح محققین سہنسر باہن سے ماخوذ ہے اور یہ یہان کے راجہ کا نام تھا جو پہلی صدی عیسوی مین خاندان راجہ سالباہن سے یہان حکمرانی کرتا تھا۔ بعض سنگین کتبے جو کہنہ عمارات کے کھنڈرون سے حاصل ہوئے صدہا سال قبل مسیحؑ کا پتہ ونشان دیتے ہین ابتداے عہد انگریزی مین بعض کتبے محققین آثار قدیمہ نے کلکتہ بھیج دیے اور قدیم زبان کے ماہرون نے انکو پڑھا کہا جاتا ہے کہ یہ مقام راجگان قنوج و دہلی کا شکارگاہ و سیرگاہ تھا واللہ اعلم بالصواب زمانہ ترقی اسلام مین آخر عہد سلاطین مغلیہ تموریہ تک یہان حکام والاقدر جمعیت فوج سوار و پیادہ متعین رہے ابتداءً شیوخ زبیری وافاغنہ شہر انتظام ملکی وسرداری کے لیے منتخب ہوتے رہے۔ عہد اکبری ۹۸۰ھ ہجری مین قلیچ خان[1] چوگان بیگی یہان کا حاکم ذی اختیار و اقتدار تھا اسی کے زمانہ مین ملا عبدالقادر مشہور مورخ کا قیام کئی سال یہان رہا۔ قدیم حکومت اسلامی کی ایک شاندار یادگار یہان کا وہ سنگین کتبہ ہے جو سکندر ثانی سلطان علاء الدین خلجی کے عہد مین تعمیر قلعہ عظیم کا پتا دیتا ہے یہ خوشنما تحریر بحروف ملنت طغراے خط ثلث ہے الفات متصلہ خطوط مستقیمہ طویلہ ہین جو مثل انگشتان کشیدہ متوازی نظر آتے ہین تمام عبارت ایک موٹی سطر مین ڈیڑھ گز طویل ہوگی یہ پتھر اب صحن جامع مسجد مین پڑا ہے

[1] یہ قلیچ خان چوگان بیگی سورت و گجرات کا بھی صوبہ دار رہا ہے اس نے پرتگیزیون کو جو ہمیشہ دریا مین ڈکیتی کیا کرتے تھے چند مرتبہ تباہ کیا ۱۲ تاریخ گجرات مولفہ شاہ تراب معتمد خاص اکبر شاہ۔ فارسی مطبوعہ ٹائپ آہنی ۱۲

فاعتبروا یا اولی الابصار۔ عبارت کتبہ نذر ناظرین ہے[1]

بنائے این حصن رفیع الارکان از برائے مامن اہل ایمان بفرمان
مجلس اعلیٰ خدایگان زبدۂ سلاطین جہان سایۂ رحمان علاء الدنیا والدین
الواثق بنصر اللہ المجاہد فی سبیل اللہ ابو المظفر محمد شاہ السلطان
ناصر امیر المومنین خلد اللہ ملکہٗ تاریخ غرہ جمادی الاولےٰ روز جمعہ
مبارک بسال ہفتصد سال از ہجرت نبی علیہ السلام والتحیۃ۔

ممکن ہے کہ مجھ سے حل عبارت میں لفظی تقدم وتاخر ہو گیا ہو کیونکہ سواد خط بالکل غیر مانوس ہے۔ اب قلعہ کا نام ونشان صفحۂ ہستی سے مٹ چکا ہے مگر اب سے اسّی سال پیشتر اندرون قلعہ کی شاہی مسجد کے آثار نمایاں تھے وہ مسن بزرگ جن کی عمر نوّے ۹۰ سال سے متجاوز ہے مسجد مذکور کی شکستہ فصیلیں ریختہ دیواریں وہ دردہ کنواں اور دروازہ قلعہ کے پرانے کھنڈر بچشم خود دیکھنا بیان کرتے ہیں۔ اب اسی کی بنیاد پر مسلمانان شہر نے جدید مسجد جامع نہایت عالی شان وخوشنما بصرف کثیر ۱۳۰۲ھ ہجری میں تعمیر کی اور بکمال جد وجہد دو سال کے اندر تکمیل[2] کو پہونچ گئی مگر افسوس ہے کہ تعمیر دروازہ ہنوز ناتمام ہے۔ بسعی ملک العلما مولانا الحاج حضرت سید عبد الباری صاحب سہسوانی رحمہ اللہ تعالےٰ مبلغ دو ہزار روپیہ والی ریاست بھوپال سے چندہ میں وصول ہوا۔ اس تعمیر بینظیر کی تاریخیں شعرائے نازک خیال نے بصنائع عجیبہ وغریبہ بکثرت لکھیں۔ ایک قطعۂ تاریخ اردو

[1] سلطان علاء الدین نے ۶۹۵ھ میں تخت نشین ہو کر اسی سال بدایون پر فوج کشی کر دی سلطان رکن الدین شاہ بدایون بعد جنگ شکست کھا کر بھاگ گیا سکندر ثانی فاتحانہ داخل بدایون ہوا جشن فتح کیا حوالی سہسوان میں بھی مقیم رہا اسی زمانہ میں غالباً تعمیر قلعہ سہسوان واقع ہوئی اور ۷۰۰ھ میں انجام کو پہونچی۔ اس سے قبل بمعیت عم خود سلطان جلال الدین خلجی بھی اس جگہ ایک مدت تک اسنے قیام کیا تھا۔ مقالہ دوم تاریخ فرشتہ ۱۲

[2] یہ مسجد زیر اہتمام مقتدائے عالم حضرت عم مکرم مولانا حکیم سید نذیر احمد شاہ قدس سرہ ابتدا سے انتہا تک تعمیر ہوئی للہ الحمد ۱۲

جو اندرونی محراب مسجد مین سنگ مرمر پر کندہ ہے سادہ و بے تکلف ہے۔ وہو ہذا۔

کیون نہ غش ہو مسجد جامع پہ دل	اس نزاکت پر ہے کیسی استوار
حسن و خوبی مین عمارت اسکی ہے	سہسوان کو باعث صد افتخار
سال ختم اس کی بنا کا اے جمیل	کر رقم ہے خانۂ پروردگار

یہ مسجد جامع مرتفع حصہ زمین پر قریب قاضی محلہ واقع ہے۔ یہان آثار قدیمہ ہنود سے ایک چشمہ بصورت تالاب سرسوتہ[1] نام تفرجگاہ خاص و عام آبادی سے ایک میل جانب شمال معبد اہل ہنود ہے یہ ایک طویل و عریض سنگین و پختہ حوض ہے جو ہر وقت پانی سے لبریز رہتا ہے طول تخمیناً پندرہ گز اور عرض کچھ کم ہے اندر اترنے اور نہانے کے لیئے ہر طرف طویل پتھر کی سیڑھیان ہین۔ تیرتھ کے خاص ایام مین دور دراز مقامات سے عام ہنود پنڈت۔ سادھو۔ جوگی۔ براگی۔ بھگت۔ امیر غریب مرد عورت جوق جوق یہان آکر نہانے اور غسل کرنے کو اپنے گناہون کا کفارہ جانتے ہین۔ اکثر ہنود مرد و عورت روزانہ صبح کو غسل کرتے ہین۔ پانی اس مین ہمیشہ تا سینہ و کمر رہتا ہے حالانکہ بذریعہ ایک نالہ بدر رو کے ہر وقت نکلتا رہتا ہے بقول مشہور سبب یہ ہے کہ اس مین متعدد چشمے ہین اسی لیئے اس کا پانی کبھی کم ہی نہین ہوتا۔ حوض کے کنارہ بجانب غرب ایک سہ دریہ پختہ وسیع دالان بنا ہے جو سادھوون کے رہنے اور ٹھہرنے کے لیے وقف ہے دالان کی پشت پر کیوڑہ کی بیچ در بیچ گھنی جھاڑیان دور تک چلی گئی ہین کیوڑہ کی پیداوار اس کثرت سے دوسری جگہ نہین سنی گئی اس مفرح جان و دل کا مخزن جغرافیہ مین سہسوان ہی بتایا جاتا ہے بلاد اطراف و جوانب کے اہل شوق نے بہت تدبیرین کین اور یہان سے جڑین و شاخین منگاکر

[1] سرسوتہ لفظ مرکب بمعنی سرچشمہ ہے یا مفرد سرسوتی سے ماخوذ ہے جو ایک ہندوونکا معبود ہے گویا کہ سورج کنڈ ہنود ہے یہ بہت قدیم ہے کیا عجب کہ راجگان دہلی و قنوج کے عہد مین تعمیر ہوا ہو۔ ۱۲ منہ

باغون مین لگائیں مگر نخل اُمید سرسبز نہوا یہان کیوڑہ کے درخت متعدد جگہ ہین اور یہ سرزمین اسکے لئے مخصوص ہے۔ اگرچہ گلاب چنبیلی بھی آبادی کے متصل بکثرت پیدا ہوتا ہے اور انکی باقاعدہ کاشت کی جاتی ہے۔ چند سال ہوئے کہ جیون رام نقبال قوم مہیسری بھگت نے سرسوتہ کے پاس ایک سنگین حوض جو عرض وطول مین اس سے کچھ کم ہے تعمیر کرایا ہے یہ بھی آب سرد کا قدرتی چشمہ ہے جو سرسوتہ سے پانچ چھ جریب بجانب غرب ہے اس پر کتبہ سنگین بخط ہندی نصب ہے۔ ایک اسلامی یادگار قدیم زیارت حضرت میران صاحب آبادی سے سمت جنوب مین ہے پختہ احاطہ کے اندر مقبرہ جسپر عظیم الشان گنبد ہے واقع ہے مشہور ہے کہ یہ مزار حضرت سید محمد ابراہیم شہید رح[1] کا ہے جو ابتداے اشاعت اسلام مین تخمیناً آغاز پانچوین صدی ہجری کو بمعیت حضرت سید مسعود سالار غازی رح کفار و مشرکین سے جہاد کرتے ہوئے یہان تک پہونچے اور شہید ہوئے ہر موقع پر راجگان ہنود سے سخت محاربے ہوئے حضرت سید سالار رح کا یہ سفر جہاد اجودھیا سے قنوج تک اسی راستہ سے ہوا۔ تعمیر مقبرہ و احاطہ و مسجد وغیرہ بعض اُمراے دربار جہانگیر بادشاہ کی کوشش سے یہان انجام کو پہونچی سلطنت تیموریہ کے ضعف و زوال پر سہسوان رہیلہ کی حکومت سے نکل کر نواب شجاع الدولہ وزیر سلطنت وصوبہ دار اودھ کے زیر حکومت ہوگیا آخر کار بائیس سال کے بعد ۱۸۰۱ء مین بعد نواب سعادت علی خان والی لکھنؤ اودھ ملک روہیلکھنڈ بقبضۂ گورنمنٹ انگریز الیسٹ انڈیا کمپنی آگیا اور بلحاظ خوبی موقع وعمدگی آب و ہوا و کثرت شکار سرکار نے سہسوان کو صدر مقام ضلع بنایا۔ اور ایک مدت تک اس حال پر رہا بعدہ ۱۸۳۸ء مین دفتر ضلع بدایون کو منتقل ہوا شہر کا موجودہ جغرافیہ

[1] آپ حضرت سید سالار مسعود غازی رح کے معتمد خاص و منیر نظام فوجی تھے جو ۴۱۲ھ کو ہندمین تشریف لاکر بجہاد وغزا اعلاے کلمۃ اللہ فرماتے رہے۔ از اخبار الاخیار مولفہ شاہ عبدالحق محدث دہلوی ۱۲ منہ۔

یہ ہے کہ آبادی تیس ہزار نفوس ہے مسلم وہنود تقریباً مساوی تعداد میں ہیں اور مسلمانون مین بجز مذہب سنت وجماعت کے دوسرا فرقہ نہین ہے ہنود کی حالت تعلیمی واقتصادی رو بترقی ہے آبادی کے اکثر محلّے غیر متصل ہین مساجد بکثرت وآباد ہین وللہ الحمد۔ قاضی محلّہ مخصوص اہل اسلام وشرفائے سادات وشیوخ کا ممتاز مسکن ہے ثروت ووجاہت وعلم وفضل وعزت مین خاص حیثیت رکھتا ہے۔ سہسوان سے بجانب جنوب پانچ چھہ میل پر دریائے گنگا موجزن ہے بحالت طغیانی یہ فاصلہ کم ہوجاتا ہے۔ لطافت آب وہوا واعتدال موسمی کے باعث وبائی امراض دیگر مقامات کی طرح یہان نہین پھیلتے فصلی تغیرات کا اثر بھی کم ہوتا ہے حشرات الارض وموذی جانورون کی بہت کمی ہے۔ لوگ عموماً ذکی وذہین علوم وفنون وصنعت وحرفت سے فطری مناسبت رکھتے ہین۔ اکثر نامآور تحصیل کمال وکسب ہنر مین یگانۂ آفاق گزرے ہین اسی لئے اہل نظر سہسوان کو خطۂ یونان کے لقب سے پکارتے اور اس سرزمین کو دیگر مشہور قصبات وبلاد مردم خیز پر ترجیح دیتے ہین۔ یہان کے تمدن وتہذیب وترقی علم وفضل کی مجمل تاریخ یہان سے شروع ہوتی ہے کہ سہسوان مین سادات کرام کی آمد ساڑھے چار سو سال سے بماموری عہدہ ہائے جلیلہ قضا وافتا ونظام ملکی وفوجی منجانب دربار سلاطین اسلام ہوئی اور خدمات مفوضہ کی وجہ سے ان حضرات کا قیام یہان ہوا رفتہ رفتہ بعد حصول جاگیرات ومعافیات مستقلہ وحقوق وراثت منصب وجاگیر سلسلۂ سکونت بالاستقلال قائم ہوگیا۔ اوّلاً زبدۂ سادات عظام حضرت مولٰنا خواجہ سید محمد اسمعیل بن صفوۃ الاولیا حضرت ملک العلما[۱] خواجہ شاہ محمد عطاء اللہ نقوی مودودی چشتی قدس سرہما جنکا خاندان آغاز عہد سلاطین

---

[۱] آپ نے دربار سلاطین دہلی سے خطاب ملک العلما پایا اور ہمراہی صاحبزادہ خود بھی رونق افروز سہسوان ہوئے اور یہین وفات پائی ۱۲ شرف السادات۔

اسلام دہلی[1] سے دربار شاہی مین معزز و محترم چلا آتا تھا اور اُنکے آبا و اجداد قدیم سے مخدوم و مقتدائے انام و ندیم و مشیر سلاطین عظام رہے تھے عہد سلطان سکندر[2] شاہ لودھی بن سلطان بہلول مین بحصول جاگیر و منصب قضا یہان تشریف لائے اور مُقیم ہوئے۔ آپنے کمال دیانت و معدلت و زہد و ورع و پابندی شریعت غرّا کے ساتھ اپنے فرائض انجام دیے اور مکارم و فضائل کسبی و تقدس و نجابت وہبی کے سبب دربار سلطانی مین آپ کا اکرام و احترام بخلوص عقیدت و ارادت کیا جاتا تھا اور مراتب و مناصب و جاگیر و معافیات دوامی نسلاً بعد نسل عطا ہوتے رہے چنانچہ جناب ممدوح کی وفات کے بعد آپ کے خلف رشید حضرت خواجہ قاضی القضاۃ مولنا سید محمد عبد الشکور شہید رح جو کمالات علمی و عملی و برکات ظاہری و باطنی مین مثل آبائے کرام فائق الاقران تھے باضافہ منصب و مواضع[3] معافیات دائمی مسند قضائے سہسوان و مضافات پر متمکن ہوئے اور اس خطّہ کو اپنا وطن و مسکن بنایا۔ اِن ہر دو بزرگ رح کی توجہ و برکات سے یہان کی حالت مین نمایان تغیّر ہوا پدر و پسر کی پنجاہ سالہ کوششون نے اہل سہسوان کو شاہراہ تہذیب و تمدن پر لا ڈالا ہزار ہا کفار ہنود کو مومن اور مومنون کو متبع شریعت بنا دیا سیکڑون جاہل آپ کے فیض سے اہل علم و فضل ہوگئے

---

[1] حضرت خواجہ سید محمد خطیر رح جو جناب قاضی محمد اسمعیل رح کی ساتوین پشت ماقبل ہین ۶۸۱ھ مین شہزادہ محمد شاہ شہید ولیعہد سلطان غیاث الدین بلبن کے اتالیق و معتمد خاص امور ملکی و فوجی تھے جاگیر ملتان و پنجاب کا عمدہ انتظام کیا جنگ تاتار مین سخت زخمی ہوئے اور محمد شاہ شہید ہوا پھر غیاث الدین نے آپکو وزیر بنایا آپکی سعی سے کیخسرو بن محمد شہید ولیعہد ہوا مگر بعد وفات غیاث الدین امرا نے معز الدین کیقباد کو تخت نشین کیا اور ولیعہد شہید کیا گیا اور خواجہ صاحب کو داخلہ دہلی کی ممانعت ہوئی۔ جب سلطان جلال الدین خلجی بادشاہ ہوا تو اس نے ۶۸۸ھ مین آپ کو پھر عہدۂ وزارت دیا بعدۂ علاء الدین خلجی نے بھی خلعت وزارت پیش کیا عبارت مقالہ دوم تاریخ فرشتہ یہ ہے۔ چنانچہ حضرت خواجہ سید خطیر را کہ بہ نیکی ذات و پسندیدگی صفات و اصابت رائے در نظام ملکی و فوجی اشتہار بکمال داشت بعہدۂ وزارت ممتاز گردانید و مہمات و قوام سلطنت برائے صوابدید آنحضرت واگزاشت ۱۲

[2] خواجہ سید محمد اسمعیل بعہدۂ قضائے سہسوان ۹۰۶ھ مین مامور ہوئے سکندر شاہ لودھی نے ۸۹۴ھ سے ۹۲۳ھ تک سلطنت کی ۱۲ منہ

[3] آپ کو علاوہ معافیات و جاگیر موروثی ۱۴ گاؤن سربستہ دربار شاہی سے بطور معافی دوام نسلاً بعد نسل عطا ہوئے سند بفرمان سلطانی موجود ہے ۱۲ سید اعجاز احمد سہسوانی

طلبۂ علم مقامات دور و دراز سے آکر یہان مستفید ہوئے اور طالبان معرفت وحقیقت کو ہدایت کی روشنی مین منزلِ مقصد کا پتا ملا۔ الحاصل حضرت قاضی القضاۃ مورث اعلائے سادات مودودیۂ سہسوان خواجہ سید عبد الشکور شہید رح نے غایت احترام و وجاہت دینی و دنیوی وافادۂ خلق اللہ وفصل خصومات وعدل وسیاست شرعی کے ساتھ تقریب تیس سال کے وسادۂ قضا و حکومت کو رونق دی آخر کار بروز جمعہ یوم عاشورائے محرم سنہ ۹۴۷ھ مین بعض اشرار جہال کے ہاتھ سے مسجد قاضی محلۂ چوک مین بحالت تلاوت قرآن شریف شربت شہادت نوش فرمایا۔ مادۂ تاریخ (بے شبہہ شہید شد) ہے آپ ضرب تیغ سے شہید ہوئے اور بیگناہ خون کے قطرے اوراق مصحف مجید پر گرے جو تبرکاً ابتک محفوظ ہے مرقد شریف مسجد چوک مین ہے۔ اسی سال ہندوستان کی سلطنت مین انقلاب عظیم رونما ہوا نصیر[۱] الدین محمد ہمایون کی حکومت کا دور اول ختم ہوکر شیر شاہ سوری مالک تاج وتخت ہوا قاضی صاحب شہید رح کے عم نامور حضرت خواجہ سید عبد اللہ معروف بشاہ پنجین حاکم سنبھل کی دادخواہی پر قاتلون اور مفسدون کو سزائے مناسب دی گئی۔ آپ کے پانچ صاحبزادے جو سپہر مجد و کمال کے رخشندہ ستارے حلیۂ فضائل صوری ومعنوی سے مزین تھے بہ تجدید فرامین سلطانی وارث مناصب جلیلہ قضا و افتا و تولیت اوقاف وحکومت مالی وملکی ہوکر مورد انعامات وخلعت وجاگیر ہوئے۔ اسمائے سامی یہ ہین۔ مولنا قاضی محمد صالح۔ مولنا مفتی محمد فاضل۔ خواجہ صدر الدین محمد حاکم الملقب بشاہ ولایت بنگی۔ مولنا محمد قاسم۔ مولنا محمد ہاشم[۲] رحمہم اللہ تعالےٰ۔ یہ سب حضرات دربار سلاطین عصر مین

---

[۱] ہمایون سنہ ۹۳۷ھ سے سنہ ۹۴۷ھ ماہ رجب تک دس سال بادشاہ ہندوستان رہا پھر بسبب غلبۂ شیر شاہ افغان یکایک بھاگ کر ایران گیا پھر دوبارہ سنہ ۹۶۳ھ مین ہندوستان پر متصرف ہوکر چند ماہ حکومت کی اسکی وفات کے بعد جلال الدین اکبر تخت نشین ہوا ۱۲ منہ۔

[۲] نسخۂ کتاب بستان فقیہ ابو اللیث سمرقندی آپ کے دست مبارک کا لکھا ہوا بوسیدہ و کرم خوردہ و ناتمام مین نے دیکھا خاتمہ کے ورق پر سنہ ۹۹۲ ہجری درج ہے کاتب نے جابجا اپنے محققانہ حواشی کتاب پر لکھے ہین عبارت خاتمہ مع نام ونسب کاتب و مہر و دعائے ختم مندرج ہے ۱۲ سید اعجاز احمد سہسوانی عفی عنہ۔

بزمرۂ علمائے دین و اولیائے متقین و ارکان و اعیان سلطنت مقرب و محترم رہے جیساکہ اسناد و فرامین و شقہ ہائے ہمایونی واکبری و جہانگیری سے ثابت ہے اِن کے بعد اِن کے اخلاف بھی دربار شاہجہانی و عالمگیری وغیرہ مین معزز و مقتدر اور مناصب موروثی پر فائز رہے۔ زمانہ مابعد مین یعنی آج سے تنو سال کے اندر بذریعہ کسب معاش و حصول امارت و ریاست بعض سادات مودودیہ شکوریہ نے دور و دراز شہرون مین سکونت اختیار کی اور اب اِن کی اولاد و احفاد بعزت و احترام وہان مسکن گزین ہے مثلاً ریاست بڑودہ۔ گجرات و لکھنؤ۔ وبانس بریلی۔ ومراد آباد وغیرہ مین علم و فضل و ثروت و عزت مین محسود زمانہ ہین حضرت قاضی صاحب شہید رح کی نسل اُنکے فرزندون کی جانب منسوب ہوکر پانچ قبائل مین منقسم ہے۔ صالحی فاضلی۔ حاکمی۔ قاسمی۔ ہاشمی۔ ان سب خاندانون مین گزشتہ چار سو سال کے اندر بڑے بڑے نامور حکام و رؤسا و اُمرا اور جلیل القدر علما و فضلا جامع علوم عقلیہ و نقلیہ و صلحائے متقین و اولیائے کاملین ابدال و اقطاب زمانہ و اطبائے حاذق و شعرائے نازک خیال و منشیان اعجوبہ نگار و غازیان صف شکن و شجاعان تیغ زن تعداد کثیر مین شہرۂ آفاق ہوئے اور ان کے کمالات کی برکت اور فیضان صحبت سے دیگر قبائل شہر و مردمان وطن نے بھی ترقی کے زینہ پر قدم رکھا اور رفیع فضائل علمی و عملی ہوئے مگر افسوس کہ اُن اسلاف باکمال کے جانشین زمانۂ حال مین النادر کالمعدوم کا حکم رکھتے ہین اور تقریباً پچاس سال سے ابواب فضائل علوم و فنون مسدود اور ترقی دینی و دنیوی کے وسائل مفقود نظر آتے ہین علمائے نام آور کی اولاد تغیرات زمانہ کے شکوہ سنج اور صلحا و اولیا کی ذریت تلاش وجوہ معاش مین خستہ حال ہے اُمرا و رؤسا کے اعقاب پریشان روزگار اور دلیران شیرافگن کے اخلاف زمانہ کے تیر ستم کا شکار ہین۔ اب نہ کوئی باکمال بزرگون کے نام کو پوچھتا ہے

نہ کہیں شرافت و نجابت بکتی ہے سلف کے آثار کمال مٹ گئے کتبخانے برباد
ہوگئے قیمتی و نادر روزگار کتابیں ردّی میں فروخت ہوئیں مسودات قلمی و بیاضہائے
تاریخی و علمی بوسیدہ ہوکر خاک ہوگئیں غرضکہ ہماری منزل مقصود کا پتا دینے والے
بھی یکسر نابود ہوگئے اور اخلاف کو ان کے اسلاف کے علمی و عملی کارنامے بتانیوالا
بھی کوئی نہیں رہا اور باوجود سخت جد و جہد و کمال جستجو تالیف کتاب ہذا کے لیے
صرف حالات علما و فضلا بھی کما ینبغی دستیاب نہوسکے اور بحکم مَا لَا یُدْرَكُ كُلُّهٗ
لَا یُتْرَكُ كُلُّهٗ ما تیسّر پر قناعت کرتا ہوں۔ یہاں یہ ظاہر کردینا بھی ضروری ہے کہ
اس ناچیز تالیف کا ماخذ مندرجۂ ذیل ذرائع میں محدود ہے۔ اوّلاً بزرگان ثقات کی
معتبرہ روایات اور ان کے چشم دید حالات متاخرین ثانیاً اسناد و فرامین شاہی جو
ابتک بفضلہ اعیان خاندان کے پاس محفوظ ہیں ثالثاً کتاب شرف السادات
مولفۂ حضرت عم مکرم سیدنا و مولانا عارف باللہ حکیم سید نذیر احمد شاہ مودودی چشتی
قدس سرہٗ رابعاً بیاض مشتمل بر مضامین مفیدۂ مہمہ مثل تحقیق نسب سادات
مودودیہ[1] و شجرۂ بزرگان و سیر بعض علما و صلحاء قلمی یادگار حضرت اخی المعظم
علامہ حاجی مولنا سید محمد عبد الباری رحمہ اللہ تعالیٰ خامساً اپنی تحقیقات اور اساتذۂ
کرام کی معلومات اور یہ زیادہ تر فضلائے متاخرین کے حالات میں ہے اور مصنفات

---

[1] خواجہ خواجگان قطب الاقطاب زمان حضرت سیدنا قطب الدین مودود چشتی نقوی رضی اللہ عنہ قاضی سید محمد عبد الشکور شہید کے
شجرۂ نسب میں سترھوین پشت ہیں اور حضرت خواجہ صاحب رحمۃ ۲۶ واسطہ سے امام عالیمقام حضرت علی نقی علیہ و علے آبائہ الصلوٰۃ والسلام سے
ملتے ہیں مزار اقدس مقام چشت میں ہے جو ہرات سے بجانب شمال دو منزل ہے سال وفات ۵۲۷ھ بعہد سلطان معز الدین سنجری ہے
آپکی اولاد میں یہ کرامت مشہور بلکہ آزمودہ ہے کہ سگ دیوانہ اور سانپ کا زہر انپر اثر نہیں کرتا اور اگر کسی سگ گزیدہ کے زخم
پر وہ اپنا لعاب دہن لگا دیں یا اسکو کھلا دیں تو وہ بھی اچھا ہوجاتا ہے ہزارہا بندگان خدا اس دوائے الٰہی سے فائدہ اٹھا چکے
ہیں مشاہدات کا انکار نہیں کیا جاسکتا اور کرامات الاولیاء حق عقیدۂ اسلام ہے۔ حضرت خواجہ صاحب رحمہ اللہ سے خلق کثیر
طریق معرفت میں فیضیاب ہوئی اور آپ کی اولاد میں بھی بڑے بڑے بزرگان دین و اولیائے کاملین و علمائے نامور ہوئے ہندوستان میں
دربار سلاطین اسلام میں بھی زیر و امیر ندیم و مشیر رہے اور مناصب رفیعہ و مراتب جلیلہ پر فائز ہوئے — منہ ۱۲

اہل علم و آثار متبرکہ علمیہ مابین مسودات مبیضات سے صرف اُن کا ذکر لکھا ہے جو مطبوع ہوکر مقبول عام ہوچکے ہین یا اپنے و دیگر اعزہ وطن کے کتب خانون مین خود فقیر کی نظر سے گزرے ہین یا عزیز گرامی مولوی سید اعجاز احمد معجز سلمہ ربہ نے بچشم خود دیکھین ما د شما کے مقالات اور عام لوگون کی روایات پر کان نہین دھرا اور مہما امکن شاعرانہ مداحی ومتعصبانہ نکتہ چینی اور عبارت آرائی سے اجتناب ملحوظ رکھا اگر اہل وطن اسکو دیکھین اور سبق عبرت لین تو اُن کا احسان ہے ورنہ کچھ شکایت نہین۔

(۱) حضرت مولانا سید صدر الدین محمد حاکم الملقب بشاہ ولایت بندگی رحمہ اللہ

آپ قاضی القضاۃ خواجہ سید محمد عبد الشکور شہید نقوی مودودی چشتی رح کے تیسرے فرزند ہین۔ پہلے لکھا گیا ہے کہ یہ پانچون بھائی جو اجداد سادات مودودیہ سہسوان ہین سب علوم وفنون ظاہری وباطنی وفضائل صوری ومعنوی مین مثل اب و جد رح یگانہ وشہرۂ آفاق تھے ہر ایک نے مسند علم وارشاد پر رونق افروز ہوکر افادۂ علوم وہدایت خلق وتبلیغ اسلام مین عمر عزیز صرف فرمائی اور بندگان خدا کو چشمۂ فیض وبرکات سے دور دور تک سیراب کیا۔ چونکہ حقیر کو اِن حضرات کے تفصیلی حالات و سنین ولادت ووفات بہم نہ ہوسکے اِس لئے صرف بنا بر قبولیت عام وحسن عقیدت اہل عصر آپ کی ذات قدسی صفات کو منتخب کیا اور حالات ضروری بسعی تمام حاصل کئے آپ کا زمانۂ تولد قریب ۹۴ھ ہے بعد شہادت والد بزرگوار رح برادران معظم سے تحصیل علوم ظاہری کی بعدہ دار الخلافہ دہلی کا سفر کیا اور وہان بقیہ درس حد تکمیل کو پہونچا کر بیعت طریقت حضرت خواجہ شیخ محمد چشتی خلیفہ اکبر شیخ المشائخ حضرت عبد العزیز شکر بار قدس سرہ کے ہاتھ پر کی اور اجازت وخلافت بحصول خرقہ وتاج

لیکر سہسوان تشریف لائے ۔ درس علم و وعظ و ارشاد خلق مین زیادہ وقت صرف فرماتے اور خاص اوقات مین عبادت و مجاہدہ و ریاضت مین مشغول ہوتے آپ کے فیض تعلیم و تربیت سے اکثر طلبہ مستفید ہوئے اور درجہ فضیلت کو پہونچے آپکے چھوٹے بھائی مولنا سید محمد ہاشم تلمیذ رشید صاحب درس و فیض عام ہوئے آخر مین آپنے کنج عزلت اختیار فرمایا اور خدمت تولیت اوقاف بلدۂ سہسوان اپنے بھائی مولنا سید محمد قاسم رح کو تفویض فرمائی اور مسند درس و تدریس مولنا محمد ہاشم رح کو عنایت کی آپکی برکات ظاہری و باطنی و کرامات و خرق عادات کا شہرہ عالمگیر ہوا اہل حاجت رؤسا و اُمرا و وزرا تک خدمت باسعادت مین حاضر ہوکر ملتجی دعا ہوتے تھے آپ کے متعدد خلفاے مجاز ہوئے جنسے سلسلۂ بیعت و ارادت جاری رہا وسعت و تبحر علوم و فنون مین بھی اپنا مثل نہین رکھتے تھے ۔ منقول ہے کہ ایک مرتبہ چند مریدین و معتقدین کے ساتھ زیارت قبور و فاتحہ خوانی کے لیے آبادی سے سمت جنوب تشریف لے گئے اور اُس موقع پر جہان میران صاحب شہید کا مزار ہے پہونچے اور ہمراہیون سے فرمایا کہ یہان ایک مجاہد شہید دفن ہین اور انھین کے پہلو مین انکا گھوڑا مدفون ہے یہ کہکر حضرت سید محمد ابراہیم شہید رح اور انکے گھوڑے کے مدفن کا نشان زمین پر بنا دیا اور اُنکے حالات بیان فرمائے لوگون کو نہایت تعجب ہوا بعض امراے دربار سلطان جہانگیر جو حلقۂ مریدین مین اِس وقت ہمرکاب تھے تعمیر مقبرۂ و احاطہ مین ساعی ہوئے چنانچہ بحکم بادشاہی وہ عمارت عظیم الشان معہ مسجد وغیرہ بہت جلد تیار ہوگئی کما ذکرنا ہ سابقاً اِس سے پہلے کسی کو واقعات اور نام و نشان قبر و صاحب قبر معلوم نہ تھا ۔ ایک مقرب ندیم بادشاہ جہانگیر کو خدمت بابرکت مین خاص عقیدت و ارادت تھی اور انجام کار وہ بزرگ دربار شاہی سے قطع تعلق کرکے آستانۂ عالی

ؐ شہرت السادات ذکر حضرت شاہ محمد حاکم بندگی رح ۱۲ منہ ؐ بیاض حضرت اخی المعظم علیہ الرحمۃ ۱۲

حاضر ہوئے اور اپنی آخر عمر تک خدمت اقدس مین رہے اور سہسوان ہی مین وفات پائی قبر متصل مزار میران صاحب شہید ہے۔ آپ کی برکات و کرامات کثیرہ مشہور وزبان زد خاص و عام ہین اس مختصر مین لکھنے کی گنجایش نہین وفات شریف بعمر ۹۶ سال سنہ ۱۰۳۳ ہجری مین بماہ جمادی الاخریٰ ہوئی مرقد مطہر اندر احاطہ مسجد پیرزادگان قاضی محلہ مین ہے مقبرہ پختہ ہے۔ آپ کا لقب شاہ ولایت ہے خاندان مین مدت تک سجادہ نشینی کا سلسلہ جاری رہا معافیات و تولیت وقف خیر آپ کی اولاد مین ابتک موجود ہین اسناد معہ فرامین شاہی متعدد ہین۔

قطعہ تاریخ وفات حضرت شاہ ولایت نتیجہ طبع عزیزی مولوی سید اعجاز احمد معجز سلمہ ربہ[1]

چو گشتہ رہگراے عالم قدس	محمد عالم ما کب ہدایت
پئے سال وصالش گفت معجز	کبیر اولیا شاہ ولایت ۱۰۳۳ھ

(۲) حضرت مولنا خواجہ شاہ محمد عطاء اللہ ثانی قدس سرہ بن مولنا سید محمد ہاشم رح

آپ حضرت شاہ ولایت رح کے حقیقی بھتیجے اور علوم ظاہری و باطنی مین آپ کے تلمیذ رشید و مرید و خلیفہ اکبر ہین اولیاے کاملین و عرفاے واصلین مین آپ کا مرتبہ اعلےٰ و ارفع ہے بعد وفات مرشد شریعت و طریقت حضرت شاہ ولایت رح آپ مسند رشد و ہدایت پر متمکن ہوئے چونکہ حامل فضائل صوری و معنوی تھے طلبہ علوم

[1] کتاب ہذا مین اکثر قطعات تاریخ اردو و فارسی و عربی و مادہ ہاے تاریخ آیات قرانی اسی علامہ زمان محمود دوران کے نتائج طبع ہین جو فی البدیہ بفرمائش راقم الحروف تصنیف و استنباط فرمائے ہین و ذلک فضل اللہ یوتیہ من یشاء ۱۲ منہ

ظاہری و مشتاقان فیوض باطنی کو یکساں مستفید فرمایا اور مرجع خلائق و مقتدائے عالم ہوئے۔ مریدین و طلبہ علم کو ہمراہ لیکر اکثر غزوات و جہاد فی سبیل اللہ کیئے اور کفار و مشرکین کو بارہا شکست دی اعلائے کلمۃ الحق و اشاعت اسلام بزبان ارشاد و تیغ و سنان کوشش بلیغ فرمائی کفار ہنود بتعداد کثیر آپ کے دست مبارک پر بطیب خاطر ایمان لائے اور صدہا منکرین و مشرکین بمعائنہ کرامات و خوارق عادات مشرف باسلام ہوئے شرف السادات میں لکھا ہے کہ "حضرت شیخ نور الدین بزرگ سنبھلی نے کتاب اسرار العارفین میں آپ کے حالات و کمالات و کرامات و فضائل علمی و عملی کا مفصل تذکرہ فرمایا ہے" افسوس کتاب مذکور با وجود تلاش محرر سطور کو نہ ملی۔ کہا جاتا ہے کہ ایک مدت تک آپ کی یہ شان رہی کہ کبھی جذب و سکر کا غلبہ ہوگیا اور کبھی سلوک غالب آگیا اور اس زمانہ میں ریاضت و عبادت جنگل میں پسند فرماتے اور شب و روز وہیں مقیم و شاغل رہتے آپ کی ہیبت و رعب سے عموماً دلوں پر اثر ہوتا تھا وفات آنجناب بعمر نوّد سال ۱۰۹۴ھ ہجری میں ہوئی کذا فی شرف السادات مزار مقدس وطن میں آپ ہی کی تعمیر کردہ مسجد کے متصل پختہ حجرہ کے اندر ہے قبر پر نہایت رعب و جلال برستا ہے

قطعہ تاریخ وفات شریف نتیجۂ فکر عزیز معجز سلمہ ربہ۔ ع

	چو آن سرور اولیائے گرامی		خرامید در صحن بستان رضوان	
	چو تاریخ جوئی پئے سال رحلت		زمعجز شنو۔ نخبۂ اہل عرفان	

(۳) شیخ الاسلام حضرت مولٰنا مفتی سید ابو محمد بن حجۃ اللہ مولٰنا مفتی سید محمد عاقل فاضلی رحمہما اللہ

آپ جد محرر سطور کے جد عالی منزلت تھے ولادت شریف اوائل صدی دوازدہم ہجری

عہد سلطان محی الدین عالمگیر غازی[۱] مین ہے آپ اہل بیت علم و وجود مان فضل وکمال سے تھے۔ علوم معقول ومنقول و فروع واصول کے امام اور کمالات و فضائل صوری ومعنوی مین مشار الیہ انام تھے علوم دینیہ تفسیر وحدیث وفقہ وکلام واصول مین مجتہد اور احیاے سنت ورد بدعت و وعظ وارشاد خلق مین دین برحق کے مجدد تھے تحصیل علوم وفنون اپنے والد علامہ رح سے فرمائی اور بعد وفات آن حضرت وارث درس وافادہ ومنصب افتا ہوکر خلق اللہ کو فیوض و برکات سے متمتع[۲] فرمایا عہد بادشاہ محمد شاہ غازی مین پچپن سال تک فرائض شرعی انجام دیے اور ۱۱۵۵ہجری کے قریب وفات پائی چند شقہ و پروانجات شاہی اور ایک فرمان مسجل بمہر سلطانی آپ کے نام کا ہنوز موجود ہے جس سے آپ کی جانب بادشاہ کی عقیدت مخلصانہ اور آپ کی حالت زہد ودیانت وفضل وتقدس ظاہر ہوتی ہے آپ کے بعد خلف رشید آپ کے مفتی خواجہ سید نظر محمد رح متمکن مسند افتا ہوئے

(۴) ہژبر بیشہ ولایت حضرت مولنا خواجہ مفتی سید شاہ نظر محمد نقوی موودوی چشتی قدس سرہٗ

ولادت باسعادت تقریبا ۱۱۲۵ہجری مین ہے۔ چودہ سال کی عمر مین آپ علوم درسیہ متداولہ وحفظ کلام الٰہی سے فراغ حاصل کر کے رموز طریقت ومعارف حقیقت کی جانب مائل ہوئے اور مجاہدۂ نفس وتزکیۂ باطن و ریاضت وشغل خلوت مین فرمانے لگے عمر شریف کا پندرھوان سال تھا کہ بعد قضاے حضرت والد علام رح مسند افتا پر بفرمان سلطانی متمکن ہوئے چندے علوم ظاہری کے درس وافادہ پر متوجہ رہے بعدہ بفور جذبۂ ذوق معرفت یکایک گھر سے نکل گئے اور بارہ سال تک کسی کو

[۱] وفات عالمگیر غالبا ۱۱۱۸ہجری ۱۲ منہ [۲] از بیاض حضرت برادر معظم قدس سرہ ۱۲ منہ [۳] والد ماجد جد راقم تھے ۱۲ منہ

آپکا پتا معلوم نہوا طلبۂ علم و اعزہ و اہل وطن تلاش مین جا بجا سرگردان رہے ۔ آپ
اس دوران مین باشارۂ غیبی بواسطۂ مرشد اول یعنی خواجہ شاہ محمد رمضان اللہ سہاورنی
قدس سرہٗ انکے شیخ خواجہ شاہ محمد سیف اللہ رحمۃ اللہ کی خدمت مین مقام سلون[۱] مین
پہونچے یہ بزرگ حضرت شاہ سید محمد حمزہ مارہروی[۲] قدس سرہ کے خلیفہ مجاز تھے آپنے
اُن سے بعد بیعت طریقۂ قادریہ اجازت خلافت آبائی حاصل کرکے وطن کا قصد فرمایا
اور قریب وطن ایک صحرا مین مقیم ہوگئے اس حالت مین ایک مدت بسر ہوئی پھر بریلی جاکر
خواجہ شاہ سید علی اکبر مودودی چشتی سے خرقۂ خلافت حاصل کیا[۳] اسکے بعد بھی برسون
غلبۂ جذب و استغراق مین جنگل مین مشغول ذکر و فکر و عبادت و مجاہدہ رہے اور بعد افاقہ
دولتخانہ پر رونق افروز ہوکر گوشۂ تجرید و توکل و کنج عبادت مین بسر کی فیوض و برکات
و کرامات عالی سے اہل طلب مستفید ہونے لگے اور شہرت کمالات نے صاحبان ارادت
و عقیدت کو دور دور سے کھینچکر آستانہ پر پہونچایا اہل حاجت غریب و امیر مقامات دور
و دراز سے جوق جوق آکر طالب و عادتمنجی برکت ہوتے تھے آپ نے جاگیر و معافیات
موروثی جزو کل کو مصرف خیرات و صرف فقرا و مساکین و مہمانان کے لیے مخصوص
فرماکر زہد و توکل کا دامن پکڑا خدمت درماندگان و بیچارگان ذوی القربی و
یتامی و محتاجین آپ کا خاص فرض ہوگیا بادشاہ عصر محمد شاہ غازی کو جب اس
حالت کی اطلاع ہوئی تو چار مواضع زرخیز آپ کی معافیات قدیم مین اور اضافہ فرمائے
فرمان شاہی کے بعض فقرات بلفظہ یہ ہین "شرافت و سیادت پناہ حقیقت و معرفت
دستگاہ مفتی سید نظر محمد شاہ گوشہ نشین و متوکل اند و از صرفہ فقرا و مساکین جمعیت
خاطر نمیدارند و اوقات بعسرت میگذارند لہذا النظر بر استحقاق شاہ موصوف نمودہ

---

[۱] مقام سلون جزیرہ جنوبیہ ہند مین مدراس کے قریب ہے [۲] قصبہ مارہرہ ضلع ایٹہ ہے ۱۲ - منہ
[۳] جملہ حالات بیعت و شیوخ شرف الساداتؐ سے منقول ہین ۔ ۱۲

مواضع مفصلۂ ذیل بنابر امر حزبور در وجہ مدد معاش شاہ موصوف نمودہ شد باید ..... برصرف شاہ ممدوح واگذارند و بوجہ من الوجوہ از محصول آن مزاحم نشوند و سال بسال سند مجدد نطلبند" مرقومہ بست و پنجم شہر ربیع الاول سنہ ۱۲ جلوس والا۔ یہ فرمان مسجل بمہر شاہی اس وقت موجود ہے۔ آپ نے اپنے فرزند اکبر مولٰنا مفتی سیّد نور احمد صاحب رح کو وارث کمالات ظاہری وعہدۂ افتا اور فرزند اصغر حضرت خواجہ سید آل احمد شاہ قدس سرہ جد راقم کو خلیفۂ برکات معنوی و صاحب خرقہ بیعت طریقت فرمایا جاگیر و معافیات شاہی دونوں بزرگوں مین تقسیم ہوئین آخر سنہ ۱۲۳۶ ہجری ۱۴ ذیقعدہ یوم جمعہ کو حضرت کا وصال ہوا مزار شریف مقبرۂ حظیرہ مین زیارت گاہ عام ہے آپ کے مکاشفات وکرامات وخوارق بوجہ تواتر و شہرت عام محتاج بیان نہین آپکے خلفا و مریدین کثیر تعداد مین دور دور تک منبع فیوض و برکات و مرشد طریق معرفت ہوئے بخوف اطالت اُن کے حالات سے اعراض کیا گیا۔

قطعہ تاریخ مشعر سال وفات تصنیف عزیز علامہ سلمہ ربہ		
دلیل راہ حقیقت نظر محمد شاہ		ز رحلتش شدہ برپا قیامت صغرائے
نوشت سال سفر معجز از سر الہام		زوال مہر سپہر ولایت کبرائے
		۱۲۳۶ھ

(۵) مولٰنا مفتی سیّد نور احمد بن قطب الاولیاء ہزبر بیشۂ ولایت رحمہما اللہ تعالیٰ

ولادت مبارک آخر صدی دوازدہم ہجری قریب سنہ ۱۱۹۰ھ ہے آپ نے بایمائے حضرت والد ماجد خود طلب علم کے لیے وطن سے رحلت کی مرادآباد۔ رام پور۔ لکھنؤ مین ایک مدت قیام رہا علامہ بحر العلوم رح و دیگر اساتذۂ عصر کے حلقۂ درس مین کتب معقولہ و منقولہ سے فراغ حاصل فرمایا دوران طلب علم مین آپ نے شرح سلم قاضی

محمد مبارک اور شمس بازغہ پر تعلیقات و حواشی لکھے جو آپ کے مسودات مین کہنہ و بوسیدہ ملے۔ بعد تحصیل علم آپ مسند افتا پر متمکن ہوئے اور چالیس سال بدیانت و تقوےٰ فرائض منصبی انجام دیے۔ فارسی مین نثر و نظم لکھنے کا خاص ذوق تھا اور ہر دو صنف مین بسرعت و ارتجال تصنیف فرماتے تھے ایک مثنوی گلشن عشق برنگ یوسف زلیخے جامی نتیجہ طبع والا مجلد ضخیم موجود ہے اُس مین راوی قصہ اپنے فرزند اصغر مولوی سید عسکری رح کو ظاہر کیا ہے اور جا بجا اُن سے خطاب ہے۔ آپ کے سامنے آپ کے دو صاحبزادے نوجوان جمیل و وجیہ زیور علم سے آراستہ رہگرائے جنت الماوا ہوئے ایک مولنا سید ظہور احمد جو خلف اکبر تھے اُنکی اولاد لپسر موجود ہے سلمہم اللہ تعالےٰ دوسرے مولوی سید ضیاء احمد رح جنکے حُسن و جمال صورت کا شہرہ بدرجہ غایت تھا لاولد فوت ہوئے۔ رحمہ اللہ لم حضرت مفتی صاحب رح امارت و ثروت خاندانی و وجاہت دینی و دنیوی مین ممتاز اور علم و فضل مین سرافراز تھے آپ کی توجہ و ترغیب سے آپکی اولاد اور برادرزادگان کو بلکہ عام طور پر لوگون مین اکتساب علم کا شوق دامنگیر ہوا آپ نے ابتداے سال ۱۲۸۰ھ مین رحلت فرمائی۔ رحمہ اللہ تعالےٰ عزیز علامہ معجز سلمہ ربہ نے آیہ پاک عِندَهُمْ قَاصِرَاتُ الطَّرْفِ سے اعداد تاریخ مستنبط کیے۔
۱۲۸۰ھ

(۶) قدوۃ العارفین حضرت مولنا خواجہ سید[1] آل احمد شاہ بن حضرت ہزبر بلیشہ ولایت قدس سرہما

آپ جناب مفتی صاحب اعلی اللہ مقامہ سے عمر مین دو سال چھوٹے حقیقی بھائی تھے ابتداے تحصیل علوم ظاہری مین وطن مین شریک درس برادر معظم رہے جب انھون نے وطن سے سفر کیا تو حضرت والد بزرگوار رح کی خدمت مین شب و روز مصروف

---

[1] جد راقم السطور تھے ۱۲ منہ

6469

استفادۂ علوم و اسرار ظاہر و باطن رہے اور بتوجہ آنحضرت رح بعد فراغ درس علوم رسمیہ آپ نے دقائق فن تصوف و تصانیف حضرت شیخ الاکبر بتکرار حل فرمائے فصوص الحکم معہ شرح شیخ محب اللہ الہ آبادی و نقد النصوص مولنا جامی ۲۰۷ مرتبہ حضرت کے مطالعہ مین آئی اور پھر خود اسکی شرح بزبان عربی التِّبیَانُ الْمَخْصُوصِ تصنیف فرما کر حضرت والد بزرگوار کی خدمت مین پیش کی آپ نے اسکے چند مقامات ملاحظہ فرما کر حکم دیا کہ تصنیف را مصنف نیکو کند بیان ۔ چنانچہ روزانہ بعد نماز عصر اسکا ایک حصہ آپ سناتے اور بایماے سامی جا بجا محو و اثبات فرماتے اس کتاب کے ختم ہونے پر حضرت اقدس نے آپکو ایک مجموعہ اپنی ملفوظات و مقالات خاص کا مرحمت فرمایا اور آپکے حق مین دعاے خیر کی آپنے سفر دہلی فرمایا اور مزار اقدس حضرت شیخ نظام الدین اولیا رح پر تشریف لے گئے خدام آستانہ نے دور تک استقبال کیا اسپر بعض ہمراہیان حضرت نے خدام زیارت سے پوچھا کہ آپ لوگون کو کسنے اطلاع دی ایک بزرگ معمر خادم خاص مزار نے جواب دیا کہ شب کو کسی نے بہ آواز بلند کہا کہ صبح کو ایک شہزادہ چشت و پیرزادہ سلطان المشایخ آنے والا ہے چنانچہ ہم سب منتظر قدوم میمنت لزوم برسم استقبال حاضر ہوئے ۔ وہان سے فارغ ہو کر آپ پھر دہلی تشریف لائے اور حضرت مولنا شاہ محمد عبد العزیز قدس سرہ دہلوی سے ملاقات ہوئی شاہ صاحب رح نے اپنی مسند چھوڑ کر آپ کو باصرار اسپر بٹھایا اور وقت رخصت کچھ دور تک مشایعت فرمائی القصہ آپ بعد وفات حضرت ہزبر بیشۂ ولایت مسند نشین خلافت ہو کر قطب الاقطاب عصر و سر آمد اولیاے دہر ہوئے طالبین معرفت و طریقت کو فیوض و برکات روحانی سے مالا مال کیا اور بندگان خدا کو کمالات ظاہری و باطنی سے معمور فرمایا کرامات کا دور و دراز شہرہ ہوا ۔ بریلی ۔ رامپور ۔ مرادآباد سنبھل ۔ پیلی بھیت سے مشتاقان انوار الٰہی آستانۂ فیض کاشانہ پر حاضر ہو کر حلقۂ مریدین مین داخل ہوتے اور اہل حاجات اپنے مقاصد مین کامیاب ہو کر معتقد خاص بنتے ہر صادر و وارد و ابن سبیل و فقرا و مساکین کے لیئے

انتظام خورو نوش روزانہ موروثی طریقہ پر بصرف کثیر جاری رہا حضرت کے چار صاحبزادے حلیۂ فضل و کمال سے آراستہ اور مکارم صورت و معنی سے متصف ہوئے ہر ایک کا ذکر خیر بجائے خود مذکور ہوگا وصال آن حضرت بسن ہشتاد سال ۱۲۵۹ھ ہجری مین ہوا آیۂ شریفہ قِیْلَ ادْخُلِ الْجَنَّۃَ مشعر سال وفات مستخرجہ عزیز علامہ سلمہ ربہ ہر دم افضالہٗ
۱۲ھ ۵۹

قطعۂ تاریخ

	عارف کامل آل احمد شاہ		بود محو تجلی یزدان	
	گفت ہجری چو با احد پیوست[1]		رحلت قطب عارفین زمان ۱۲۵۹ھ	

(۷) قطب زمن تاج الاولیا حضرت مولنا سید محمد تاج الدین حسن نقوی مودودی فاضلی قدس سرہ

بن مولنا حاجی سید محمد عارف علی رحمہ اللہ تعالےٰ آپ بحر زخار علوم ظاہری و باطنی و سرچشمۂ کمالات صوری و معنوی تھے ذات قدسی صفات مصدر کمالات لاتحصے و منبع کرامات و فضائل انسیہ و ملکیہ تھی ولادت شریف تقریباً بارھوین صدی ہجری کے اواخر مین اور بقول بعض تیرھوین صدی کے اوائل مین ہوئی حضرت ماہر بر جلیۂ ولایت قدس سرہ نے آپ کے والد بزرگوار کو جو کہ حضرت کے قریبی برادرزادہ تھے آپ کے تولد کی بشارت پیشتر سے دی اور فرمایا کہ "اس نفس زکیہ مین کمالات خفیہ و جلیہ کا ظہور کامل ہوگا" اسی لئے حضرت تاج الاولیا رح کو آنجناب رح کی خدمت مین تقرب خاص تھا اور ابتدا سے برکات ظاہر و باطن کا گنجینہ ہوئے۔ آپ کی ابتدائی تعلیم آپ کے برادر کلان مولنا سید محمد بہار الدین حسن رح

[1] ایک عدد کا تعمیہ ہے ۱۲

کے ساتھ وطن مین ہوئی کتب درسیہ فارسی وصرف ونحو عربی وغیرہ حضرت والد بزرگوار
کی توجہ سے حاصل فرما کر وطن سے ریاست رامپور افغانان بزمانۂ نواب فیض اللہ خان
تشریف لے گئے اور مدت قلیل مین تمام کتب معقولہ ومنقولہ علوم متداولہ کمال
بحث وتدقیق کے ساتھ مختلف کاملان عصر و اساتذۂ فحول سے حد تکمیل کو پہونچائین
قوت ضبط وسرعت ادراک وذہن وحافظہ خداداد کی مدد سے ہر استاد فن پر
آپ کا نقش فضل وکمال بیٹھ جاتا تھا اہل کمال ہر بحث ومناقشہ مین آپ کو حکم
تسلیم کرتے تھے ۔ دقائق ومحاورات زبان فارسی وحل مغلقات و استحضار مصطلحات
وبدیع ومعمّٰی وعروض وقافیہ وبلاغت مین درجۂ کمال پر فائز تھے حتی کہ استادان
فن آپ سے مستفید ہوتے تھے ۔ ملا غیاث الدین صاحب غیاث اللغات وشارح
سکندرنامہ آپ کے خرمن فضل کے خوشہ چین تھے جب وہان آپ کی شہرت عام
ہوئی تو والی ملک نے چند مرتبہ بکمال قدر ومنزلت آپ سے ملاقات کی یہ حالت
دیکھکر آپ کے استغنا وزہد نے وہان زیادہ قیام کی اجازت آپ کو ندی اور
دفعتہً رامپور سے دہلی کا قصد فرمایا یہان درسگاہین طلبۂ علم سے معمور تھین علوم
تفسیر وحدیث وادب ومعقول وریاضی کے دریا بہ رہے تھے حضرت مولنا شاہ
عبد العزیز ومولنا شاہ رفیع الدین ومولنا شاہ عبد القادر ابناے مجدد الوقت
مولنا شاہ ولی اللہ محدث دہلوی رحمہم اللہ تعالے مسند درس وافادہ پر رونق افروز
تھے آپ نے مذکور الصدر حلقون مین شرکت فرمائی اور حظ کامل حاصل کیا فنون
حکمیہ وریاضیہ مین وہ مہارت تامہ پیدا ہوئی کہ خود حضرت استاد مولنا شاہ محمد رفیع الدین رح
آپ کی مدح رسائی ذہن فرماتے اور متحیر ہو کر طلبہ سے آپ کی قوت ادراک
کا بار بار ذکر کرتے آپ کے جملہ اساتذہ واہل علم آپ کی سیادت ونجابت وورع
وتقدس کے باعث نہایت احترام واکرام کرتے تھے اور مولنا شاہ عبد العزیز رح

آپ کو موید بالقوۃ القدسیہ کے لقب سے یاد فرماتے تھے۔ اسی دوران مین آپ دقائق فن تصوف و نکات معارف اپنے مشائخ عظام سے حل فرماتے رہے آپ نے بعض کتب منتہائیہ مولنا محمد بزرگ علی مارہروی رح سے استفادہ فرمائین جو کہ کبار فضلاے مشاہیر سے متوطن فرخ آباد تھے مولنا سید عبد الحسیب[۱] صاحب رح فرماتے تھے کہ ایک مرتبہ مولوی شیخ امام بخش صہبائی سے بعض مصطلحات زبان فارسی پر آپ سے بحث ہوئی آخرکار جانبین کی رد و قدح حضرت مولنا شاہ محمد عبد العزیز رح کے سامنے پیش ہوئی آپ نے اسکا فیصلہ مولنا سید تاج الدین صاحب کے موافق فرمایا علمی مناسبت طبع و ملکۂ فطری کا یہ عالم تھا کہ جس فن مین کلام فرماتے اُسی کے امام و محقق معلوم ہوتے تھے۔ الحاصل بعد تکمیل علوم درسیۂ و رسمیہ و تحصیل فنون غریبہ و دقیقہ و قطع منازل معرفت و حقیقت و طی مراحل مجاہدہ و ریاضت وطن مالوف کو مراجعت فرمائی اور باصرار بعض اعزۂ بزرگ آپ کا عقد نکاح ہوا طبع وارستگی پسند کا پابند علائق ہونا دشوار تھا اُسپر توجہ و التفات کا تقاضا اور پھر اہل قرابت جدیدہ کی ناگوار طبع ادائین آپ کب برداشت کر سکتے تھے فوراً راہ غربت اختیار کی اور کچھ مدت کے بعد طلاق بذریعۂ تحریر واقع ہوئی۔ اس آزادی نے کیفیت باطنی و ذوق معرفت کو ترقی دے کر شدت تقییت سے جا ملایا تزکیہ قلب و تصفیہ باطن و ریاضت نفس و مجاہدات مین مشغولیت ہوئی اور مدت دراز تک بیابان و کوہ و صحرا مین اوقات گزاری فرمائی سفر بلاد دور و دراز اختیار کیا جاذبۂ شوق نے حرمین شریفین کی جانب رہنمائی کی اور براہ خشکی کابل و ایران و عراق کے شہرون اور مواضع مین قیام کرتے ہوئے ملک حجاز مین پہونچے اور کئی سال وہان اقامت و سفر مین بسر ہوئے۔ اب

[۱] آپ کا ذکر خیر اس کتاب مین مندرج ہے ۱۲ منہ

حالت مین تغیر ہوا اور اطمینان قلب کے ساتھ وطن کو معاودت فرمائی قدوۃ الاولیا
حضرت خواجہ سید آل احمد شاہ قدس سرہٗ یہان متمکن مسند رشد و ہدایت وقطب
دائرۂ عرفان وکرامت تھے برعایت کفو و قرابت و اجتماع مکارم وفضائل لاتعد

عقد نکاح

آپ کا نکاح اپنی صاحبزادی[1] کے ساتھ منعقد فرمایا یہ بی بی ولیۂ صالحہ ثانیہ رابعہ بصری
تھین ازدواج موافق مزاج واقع ہوا کنج قناعت وتوکل وگوشۂ طاعت وریاضت
مین ایک دوسرے کا رفیق و دمساز تھا۔ آپ نے اسکے بعد وطن سے باہر قدم
نہ رکھا اور تقریبًا پچاس سال کامل زاویۂ تجرید وتفرید مین بے ہمہ و باہمہ بسر ہوئے

طرز بود و باش

حالت یہ تھی کہ نہ تعلقات قرابت و یگانگت مین کوئی خاص دلچسپی ظاہر ہوتی تھی
نہ آپ کے یہان پیری و مریدی کا سلسلہ تھا نہ تعلیم وتدریس طلبہ علم کی پابندی
تھی نہ وعظ وتلقین طالبان و معتقدان کا مشغلہ تھا نہ مجامع و مجالس علما و فضلا مین
آمدورفت تھی نہ اہل قرابت سے زیادہ ملنا جلنا نہ اعیان شہر و امرا و رؤسا سے
ملاقات طالبان زیارت و مشتاقان فیوض و برکات و اہل حاجات دولتکدہ پر
حاضر ہوکر انوار جمال سے مستفید ہوتے اور عرض مطالب کرتے خواہشمندان فیوض
علمی کو اکثر آبادی کے قریب بیابان اور جنگلون مین استفادہ کا موقع ملتا تواضع
وانکسار وفروتنی کی کوئی حد نہ تھی سوکھی لکڑیان جو جنگل سے خود چُن کر گھر لاتے
قریب شہر پہونچکر طلبۂ علم و معتقدین ہمراہیون کے ہاتھون سے باصرار تمام خود
لے لیتے تاکہ آبادی سے تھے اندر اُن کو عار وکسر شان نہو۔ کبھی کسی سے خود کلام
کرنے مین سبقت نفرماتے ہمیشہ خاموشی قفل دہن ہوتی باایں ہمہ لطیفہ گوئی

خصائل

وبذلہ سنجی وخوش طبعی سے محظوظ فرماتے۔ ہر وقت مراقب وصامت ذکر قلبی مین مشغول
ومحو تجلیات عرفان رہتے بظاہر معمولی حالت کے انسان اور حقیقت مین جنیدؒ و بایزیدؒ

---

[1] راقم کی حقیقی پھوپھی تھین غفرلہا اللہ تعالی ۱۲ منہ

وقت وقطب الاقطاب دوران تھے اہل زمانہ کی ظاہر بین آنکھین آپ کے نفس قدسی کے کمالات کا اندازہ کرنے سے قاصر ہین۔ استحضار علوم ظاہری باوجود ترک مشاغل درس ومطالعہ لاریب خرق عادت وکرامت تھا علوم رسمیہ وفنون غریبہ مین عموماً ملکہ خداداد تھا جودت حافظہ وقوت ادراک ومناسبت فطری سے ہمیشہ فضلاے عصر انگشت بدندان رہتے اور آپ کی امامت وفضیلت علمی کا اعتراف کرتے مسائل دقیقہ ومباحث مہمہ ومغلقہ جنکے حل کرنے سے مشاہیر اہل فن عاجز ہوتے یا اہل علم مین جب کسی مسئلۂ دقیق یا مغلق عبارت پر نزاع واقع ہوتا تو آن حضرت فوراً بکمال متانت وسہولت مختصر عبارت مین اصل مطلب ارشاد فرماکر تمام شکوک واعتراض رفع فرما دیتے جس سے ہر ایک مطمئن ہوجاتا برہان المتکلمین حضرت مولنا سید امیر حسن صاحب محدث رح وعلامہ نحریر مولنا شیخ محمد بشیر رح اکثر فرمایا کرتے تھے کہ یہ استحضار وتبحر علوم وفنون وقوت ذہن وحافظہ منجملہ کرامات اولیا وکمالات وہبی ہے۔ بعض اساتذہ عصر نے زکی ومستعد طلبہ علم کو کتب منتہائیہ کے مطالب دقیقہ سمجھا کر امتحاناً آپ کی خدمت مین بھیجا اور آپ نے بلے تامل حسب عادت چند زبانی الفاظ مین معلم ومتعلم دونون کی تشفی فرمادی اور کسی کو پھر موقع بحث نہوا ایسا واقعہ بارہا پیش آیا ذٰلِكَ فَضْلُ اللّٰهِ يُؤْتِيْهِ مَنْ يَّشَآءُ طلبہ علم صحرا مین یا راستہ چلتے آپ سے مستفید ہوتے تھے اور چند سال یہ وتیرہ رہا کہ بعد نماز عصر مسجد چوک مین ایک جماعت ارباب علم وفضل کی مجتمع ہوتی اور کتب اخلاق وتصوف مثل کیمیاے سعادت واحیاء العلوم ومثنوی معنوی وحدیقہ وفصوص الحکم وغیرہا سے کوئی کتاب پڑھی جاتی اور اسکے خاص مقامات پر باہم بحث وجدال ورد وقدح کی جاتی حضرت والا بھی وہان روزانہ تشریف لے جاتے اور صدر نشین جلسہ ہوتے اس جلسہ کے انعقاد کی غرض وغایت یہی تھی کہ آپ سے استفادہ کیا جائے چنانچہ جب کسی مسئلہ یا عبارت

دقیق پر باہم نزاع ہو کر ہر جانب سے دلائل پیش ہوتے اور فیصلہ کی صورت ممکن
نہوتی تو حضرت توجہ فرماتے اور مطلب حل فرما کر سب کی تسکین کر دیتے - بظاہر
آپ وجوہ معاش کچھ نہ رکھتے تھے مگر مصارف اہل و عیال مین کوئی عُسرت و تنگی
کسی کو محسوس نہوئی بلکہ ہمیشہ آپ اور تمام متعلقین بفراغ و اطمینان زندگی بسر
کرتے رہے - آپ کے استغناے نفس و بے نیازی کے باب مین یہ واقعہ مشہور عام
ہے کہ جب دہلی مین آپ کا قیام تھا تو جرمن یا انگلستان سے چند مسائل پیچیدہ علم
ریاضی جو ہندسہ و مساحت سے متعلق تھے بذریعہ اخبار انگریزی ہندوستان مین
پہونچے - معزز حکام شہر مین سے ایک یورپین نے برہنمونی بعض علماے مقتدر
آپ سے ملاقات کی اور مسائل مشتہرہ پیش کیے اسی کے ساتھ کہا کہ انکے جوابات
شافی ملجانے پر مجھے اور آپ کو منفعت کثیر کی اُمید ہے کیونکہ جس جماعت نے اُنکو
شائع کیا ہے انعام کثیر کا وعدہ کیا ہے - آپ نے وہ سوالات لے لیے اور پھر ملنے کا
وعدہ کیا دوسرے روز وہ انگریز خود آیا اور آپ سے جوابات لیکر ولایت کو روانہ کر دیے
چار پانچ ماہ گزرنے پر اس انگریز نے آپ کو طلب کیا مگر آپ نے بے پروائی کے ساتھ
ٹال دیا مگر بعض بے تکلف احباب دامنگیر ہوئے اور باصرار آپ کو اُسکے بنگلہ پر
لے گئے وہ آپ کو دیکھتے ہی جوش مسرت مین کھڑا ہو گیا اور آپ کو انعام[عله] حاصل
کر لینے پر مبارکباد دی اسکے بعد مدرسہ عالیہ کلکتہ مین پروفیسر ریاضی کی جگہ کا
پروانہ آپ کے نام پہونچا جسمین حکم تقرر ملازمت بمشاہرہ چار سو روپیہ درج تھا
آپ اسی روز دہلی سے بجانب علی گڈھ روانہ ہو گئے اور کسی کو سفر کی اطلاع نہ دی
انگریز مذکور نے آپ کی تلاش مین نہایت سعی کی جب اُس کو ورود علی گڈھ کی خبر
ہوئی تو خود پہونچا اور آپ سے مستدعی ملازمت مذکور ہوا اور ساتھ ہی کہا کہ اسکے سوا

عله یہ رقم انعام نقد ایک ہزار سے زیادہ تھی جو آپنے باوجود اصرار مسترد فرمائی ۱۲ منہ -

ایک رقم معقول نقد بھی آپ کو ملیگی آپ نے فرمایا کہ اس موقع کو کون چھوڑ سکتا ہے
مین بے سر و سامانی کی حالت مین ہون اس لیے دفعۃً کیونکر کلکتہ چلا جاؤن القصہ
بلطائف الحیل اس بلا کو سر سے ٹالا اور وہان سے سیدھے وطن تشریف لائے
سُنا ہے کہ مدت تک آپ کی جستجو رہی - اکثر دیکھا گیا کہ والی ریاست رامپور نواب
محمد کلب علی خان بہادر کی خاص سواریان مع معتمد خاص و سوار و چوبدار باستدعاے
تشریف آوری رام پور آپ کی خدمت[1] مین آئین اور جواب صاف لیکر خالی واپس
گئین رقم نذرانہ و سفر خرچ بھی قبول نفرمائی - نوابان رام پور کا یہ اخلاص معتقدانہ
قدیم سے قائم تھا کیونکہ جب سہسوان صدر ضلع تھا تو نواب محمد سعید خان بہادر یہان بعہدہ
ڈپٹی کلکٹری مامور اور قاضی محلہ مین مقیم ہوئے اور آپ سے رابطہ ارادت و عقیدت
دل مین رکھتے تھے چنانچہ حصول نوابی و امارت و ریاست کو محض آنحضرت کی دعا کا
اثر خیال کرتے تھے اُن کی حیات مین آپ ایک دو مرتبہ رام پور تشریف لے گئے
مگر اُن کے انتقال کے بعد پھر قصد نفرمایا اور ہمیشہ درخواستون کو رد فرمادیا مشہور شاعر
حکیم مومن خان دہلوی جب بغرض ملاقات نواب محمد سعید خان بہادر وارد سہسوان ہوئے
تو آپ کی خدمت مین معتقدانہ مستفیض ہوتے رہے - عرفاے صوفیہ بالاتفاق کہتے ہین
کہ فن تصوف و معارف مین حضرت تاج الاولیا کا ہمپایہ نہین دیکھا گیا اپنے عصر مین
ثانی شیخ الاکبر تھے - طریقۂ قادریہ اویسیہ مین آپ کو رئیس الموحدین حضرت خواجہ محمد
ناصر احمد خان شاہجہانپوری قدس سرہ سے بیعت تھی کذا فی شرف السادات اور
طریقۂ نقشبندیۂ مجددیہ و قادریہ مین بیعت و خلافت حضرت شاہ محمد نعیم اللہ صاحب
رام پوری سے حاصل تھی - یہان ایک واقعۂ غریب یہ پیش آیا کہ اثناے تحریر احوال

---

[1] یہ واقعات مؤلف کے چشم دید ہین حسب الحکم حضرت والدہ ماجدہ جبکہ حقیر سن طفولیت مین بخدمت حضرت تاج الاولیاء قدس سرہ ابتدائی کتب درسی لیکر بغرض استفادہ خیر و برکت حاضر ہوتا تھا - ۱۲ منہ -

آن حضرت مین حضرت کا سلسلۂ بیعت معلوم نہونے سے راقم مؤلف کو ایک خلجان
وقلق پیدا ہوا کیونکہ نہ مجکو ذاتی علم تھا نہ کسی اور عزیز وطن نے اُس کے متعلق
کچھ لکھا اِس فکر مین دو تین روز گزر گئے اور حصول مطلب کی صورت نہ نظر آئی
ناگاہ ایک مقدس بزرگ مسن العمر بمراہی مکرمی منشی محمد اسد اللہ خان صاحب
رامپوری تحصیلدار بہوری ریاست بھوپال مقام رایسین مین تشریف لائے اور
دوران تذکرہ صلحا مین راقم سے فرمایا کہ مین ریاست رامپور مین حضرت مولنا
سید تاج الدین حسن صاحب قبلہ کا مدت دراز تک خادم رہا ہون اور حضرت
کے خوان مکرمت کا ادنیٰ زلہ ربا ہون یہ کہکر حضرت کا شجرۂ سلسلہ بیعت تحریر فرماکر
اِس ناچیز کو عطا کیا اِس فیضان غیبی پر جو کچھ استعجاب ہوا بیان سے باہر ہے طرفہ
یہ کہ اسی روز ایک تحریر عزیزی مولوی سید اعجاز احمد صاحب سلمہ ربہ کی سہسوان سے
بذریعۂ ڈاک پہونچی جسمین آنعزیز نے عبارت شرف السادات متعلق بیعت طریقت
بسعی تمام حاصل کر کے براے اندراج کتاب نقل کر کے بھیجی جو بحوالہ درج ہو چکی
ہے عبارت شجرۂ بیعت عطیۂ مردغیب بجنبہ یہ ہے "حضرت مولنا سید محمد تاج الدین صاحب
مجاز حضرت شاہ نعیم اللہ صاحب رامپوری واو شان مرید حضرت شاہ درگاہی صاحب
پنجابی ثم الرامفوری واوشان مرید شاہ جمال اللہ صاحب رامپوری اوشان مرید
حضرت سید قطب الدین پنجابی واو شان مرید حضرت قبلہ عالم شاہ محمد زبیر صاحب
سرہندی واو شان مرید جد خود حضرت شاہ نقشبند سہرندی واو شان مرید وولد
حضرت عروۃ الوثقی خواجہ محمد معصوم واو شان مرید وولد حضرت امام ربانی مجدد
الف ثانی شیخ احمد سرہندی رحمۃ اللہ علیہم اجمعین ۔ در طریقہ عالیہ قادریہ ونقشبندیہ مرید
تحریر شانزدہم ذی الحجہ ۱۳۳۲ ہجری بمقام رایسین فقط این تحریر یکاز خدام این
بزرگواران مجاز طریقہ متخلص مجبور است" آپ کی کرامات وخوارق عادات ومکاشفات

کا باب نہایت وسیع ہے صدہا واقعات روزمرّہ حد تواتر و شہرت سے بھی بڑھ گئے ہیں اور ابتک بندگان خدا بتعداد کثیر آپ کے دیکھنے والے زندہ موجود ہیں دل حق منزل ہیں دریاے عرفان موجزن تھا اور سینۂ معرفت گنجینۂ رموز وحدت سے معمور مگر لب خاموش مُہر سکوت قفل دہن بقول حضرت معنوی ؎

برزبان قفل ست و در دل رازہا	لب خموش و دل پُراز آوازہا

قوت کشفیہ کا یہ عالم تھا کہ اکثر اظہار ماضی اور پیشین گوئیاں زبان حق بیان سے ادا ہوتی تھیں۔ تحریری تعویذ اور زبانی دعائیں اہل حاجت کےلیے اکسیر کا کام دیتی تھیں۔ اللّٰہ ھُو کی صدا ہر سانس میں بزور قلب و سینہ سوتے جاگتے گونجتی ہوئی نکلتی تھی جس کے اثر سے ہمنشین کا دل ہلجاتا اور نئے عالم میں پہونچ جاتا بلکہ آپ سے دس قدم کے فاصلہ پر بھی وہ صدا آدمی کا دل ہلا دیتی تھی اور غافل شخص یکایک چونک پڑتا تھا یہ کیفیت دائمی تھی واقعہ عجیب و مشاہدۂ غریب یہ ہے کہ وہی صدا اُسی تاثیر کے ساتھ اب تک بہنگام صبح صادق طلوع آفتاب تک مزار مقدس سے روزانہ سنی جاتی ہے۔ میں ایسے واقعات کو بتقاضاے آزاد خیالی ہمیشہ معتقدین کی حسن ارادت و تصویر تخیلہ پر محمول کرتا ہون مگر یہان میری بھی عقل دنگ ہے کیونکہ اکثر مقیم وطن رہکر اپنے گھر مین جو حضرت کے مرقد سے متصل ہے روزانہ وہ آواز فجر کو سنی جسمین کوئی ریب و شک ممکن نہین واللّٰہ اعلم بحقیقۃ الحال۔ جو بزرگ آپکے فیوض صحبت و برکات انفاس سے مستفید اور خرمن علم کے خوشہ چین تھے وہ سب صاحب نسبت و باخدا درویش پائے گئے۔ آپ کی بڑی کرامت و برکت یہ دیکھی گئی کہ جس نے دو چار سبق بھی کسی کتاب کے آپ سے پڑھ لیے وہ اہل علم میں شمار ہو گیا اور فضیلت علمی سے محروم نرہا اور وجہ معاش کی طرف سے بھی تمام عمر پریشان و خستہ نہوا بحمداللّٰہ خود کاتب حروف بھی اِس شرف سے محروم نہین ہے

دُعاء و سوز و ارادت

حضرت کے صاحبزادے مولوی سید محمود حسن صاحب محمودؔ[۱] رحمہ اللہ جو میرے برادر عمزاد اور عمر میں مجھسے قریب ۱۲ سال بڑے تھے چونکہ آپ اولاد ذکور میں اپنے والدین کے اکلوتے تھے اسلیے آپکو اُنسے خاص اُنس تھا مگر کبھی انکی تعلیم کی جانب توجہ نفرمائی اُنکا سن شعور جلسہ احباب مین گزرتا تھا انکی والدہ ماجدہ رحمہا اللہ نے بارہا آپ سے کہا کہ "میان محمود حسن کا وقت ضائع ہوتا ہے اور آپ کچھ خیال نہین فرماتے" اسکا کچھ جواب نہ ملتا تھا ایک مرتبہ سخت تقاضا ہوا تو آپ نے صاحبزادہ سے فرمایا کہ "اچھا کوئی کتاب اُٹھالاؤ اور پڑھو" اس حکم کی تعمیل ہوئی دو چار دن گلستان سعدی کا سبق پڑھا بعدہ دو چار سبق سکندرنامہ کے ہوئے پھر کوئی عربی صرف ونحو کی کتاب علےٰ ہذالقیاس چند کتب ورسائل مختلفہ مدت یکماہ مین جستہ جستہ آپ نے دکھائے اور پڑھائے تعلیم کا سلسلہ اس مدت یکماہ سے زیادہ نہین بڑھا نہ اس درس کے بعد پھر کبھی پڑھنے کی نوبت آئی بااینہمہ صاحبزادہ صاحب کی حالت یہ ہوگئی کہ مولوی منشی شاعر محقق فصیح وبلیغ اُستاد فنون مروجہ بن گئے اس قلب ماہیت پر تمام خاندان واہل وطن حیران تھے افسوس آپ نے حضرت کی حیات مین لبسن[۲] شباب شہر میرٹھ مین ۱۲۹۳ ہجری مین رحلت فرمائی خبر وفات آنے سے دو روز قبل وطن مین حضرت تاج الاولیاء رحمۃ اللہ علیہ آبدیدہ و محزون نظر آئے جب کوئی قریب آتا تھا تو رومال سے آنسو پونچھ لیتے تھے۔ جب خبر وحشت اثر وطن مین پہونچی تو لوگون کو آپ کی چشم گریان وملال طبع کا سبب معلوم ہوا اس واقعہ سے چند ماہ بعد حضرت نے بھی وفات پائی۔

---

[۱] سال ولادت آپ کا سنہ ۱۲۶۲ھ ہے عمر شریف ۳۱ سال ہوئی جودت ذہن وذکاوت طبع مین فائق الاقران کمالات وصنائع علمی وعملی مین اعجوبۂ روزگار تھے شعر اُردو کم اور فارسی زیادہ فرماتے رحمۃ اللہ علیہ آپ کا کچھ کلام فارسی تذکرہ صبح گلشن مین مندرج ہے ۱۲ منہ دام فیضہ۔

[۲] (حاشیہ) لعمر ۳۱ سال

تین چار روز معمولی حرارت سے آپ کو بخار رہا ایک روز کچھ افاقہ معلوم ہوا دوسرے
دن صبح کو نماز فجر کے سجدہ آخر مین بروز سہ شنبہ بائیس۲۲ شوال ۱۲۹۳ھ بعمر ۹۶ سال
اس دار فانی سے عالم جاودانی کو رحلت فرمائی۔ انا للہ و انا الیہ راجعون ؕ مرقد مطہر
اندرون احاطہ خام قاضی محلہ سے جانب شمال زیر دیوار مکان موروثی راقم الحروف
واقع ہے قدس اللہ سرہٗ و انار برہانہٗ عزیز علامہ مولوی سید اعجاز احمد سلمہ ربہ نے
جو آن حضرت قدس سرہ کے حقیقی نواسے ہین مادۂ تاریخ آیۂ شریفہ۔ ذٰلِكَ
جَزٰٓؤُا مَنْ تَزَكّٰى سے مستخرج کیا اور ایک قطعہ تاریخ فارسی بفرمایش راقم لکھا ہو

مرشد آفاق تاج الدین حسن	سید السادات تاج فرق دین
در نماز فجر ہنگام سجود	گشت محو ذات رب العلمین
گفت معجز سال تاریخ وفات	مقتدائے دورو قطب عارفین
	۹۳ ۱۲ ھ

(۴) مولنا سید محمد مبارز علی صاحب فاضلی رحمہ اللہ تعالے

آپ کے تولد و وفات کا سنہ صحیح نہین معلوم تاہم یہ قیاس قریب یقین ہے
کہ آپ کا زمانہ بارھوین صدی ہجری کے آخر اور تیرھوین صدی کے اول مین محدود
ہے۔ آپ نے اکتساب علم کے لیے سفر کیا اور مشاہیر اساتذۂ عصر سے تحصیل علوم
وفنون عقلیہ و نقلیہ بتمامہا فرمائی بعد فراغ مشاغل درس و تدریس و تصنیف و تالیف
بھی مدت تک جاری رہے آپ جامع کمالات ظاہری و باطنی تھے معرفت و زہد
و تقویٰ و اتباع کتاب و سنت مین راسخ القدم و فحول فضلائے عصر سے تھے۔
چند مرتبہ براہ خشکی حرمین شریفین کو گئے اور حج و زیارت سے مشرف ہوئے سفر حج
مین چشت و سبزوار و خراسان مین قیام کرتے ہوئے مدینہ منورہ فائز ہوئے اور
چند سال مسجد نبوی مین درس و وعظ فرمایا آخر مکہ مکرمہ ہوکر بعد ادائے حج رحلت فرمائی

رحمہ اللہ تعالے۔ آپ کے بیٹے اور پوتے عالم تبحر ہوئے۔ آپ کی تصانیف ابتدائی سے حاشیہ شرح ہدایت الحکمۃ صدرائے شیرازی مولوی حکیم سید اسد علی صاحب رح نے دیکھا تھا اُن کا بیان ہے کہ دقت مضامین و انداز بیان عجیب وغریب تھا از شرف الساوات۔ کہا جاتا ہے کہ آپ نے چند سال آگرہ مین بھی بمشغلہ درس و وعظ قیام فرمایا رحمہ اللہ تعہ

(۹) مولوی خطیب محمد معین الدین بن خطیب بخش الدین انصاری رحمہ اللہ

آپ کے اجداد عہد حکومت جہانگیر سے خطیب مسجد جامع سہسوان رہے آپ کی ولادت اوائل صدی سیزدہم ہجری مین واقع ہوئی تحصیل علوم وفنون متداولہ رام پور و لکھنؤ مین کی بعدہٗ دہلی کا سفر کیا اور علوم دینیہ حدیث وتفسیر وغیرہ حضرت مولنا محمد عبدالحیؒ و مولنا محمد اسمعیل شہید رح و شاہ محمد اسحٰق محدث رحمہم اللہ سے حاصل کر کے ایک مدت تک مصروف وعظ و اشاعت کلمۃ الحق و تبلیغ اسلام رہے اور برفاقت حضرت اساتذہٗ ممدوحینؒ جابجا وعظ ونصیحت خلق اللہ کے لیے سفر کیے پھر وطن واپس آکر حق ہدایت و ارشاد و موعظت بخلوص قلب ادا فرمایا پابندی نماز و روزہ و زکوٰۃ کا عام سبق دیا اور اتباع شریعت ورد شرک و بدعت کا غلغلہ ڈال دیا حتے کہ لوگون کو بزور تازیانہ نماز پڑھوائی مسجدون کو آباد کیا پنج وقتہ جماعتین پابندی کے ساتھ قائم کین رسوم جاہلیت تقریبات شادی وغم سے دور کین۔ گھر گھر دینداری کا چرچا پھیلا غریب و امیر جو اداے نماز و شرکت جماعت مین تساہل کرتا آپ نے خوف وخطر دُرّہٗ شرع کو کام مین لاتے کسی سے خوف نکرتے ادنٰی سے اعلیٰ تک آپ کے تازیانہ سے خالف و مرعوب رہتا اور کسی کو تعمیل حکم مین مجال سرتابی نہوتی آپ کی یہ سعی شہر تک ہی محدود نہ تھی بلکہ قریات و مواضع قریب وجوار مین بھی اکثر

دورہ فرماتے تھے اور لوگون کے دلون پر آپ کا دینی رعب وخوف ایسا طاری ہوتا تھا کہ کسی حاکم جابر کا بھی نہوگا ٥

ہیبت حق است این از خلق نیست	ہیبت این مرد صاحب دلق نیست

وفات شریف کو ساٹھ برس گزر گئے ہین مگر ابھی تک عام دلون پر آپکی دینی کوششون اور خالص عملون کا اثر باقی ہے اور بیباکانہ وعظ وتنبیہ کے قصے زبان زد خاص وعام ہین۔ ایک حاکم قصبہ تحصیلدار صاحب نہایت مغرور وجابر مشہور تھے اداے نماز مین بھی تساہل کرتے تھے ایکمرتبہ اتفاقاً آپ نے مسجد ملحق محکمہ تحصیل مین نماز باجماعت ادا کی اور تحصیلدار صاحب کو شریک جماعت نپاکر تحصیل مین برسر اجلاس تشریف لے گئے اور بعد سلام علیک سبب عدم شرکت جماعت دریافت کیا اور جواب معقول نہ ملنے پر حکم فرضیت نماز وتاکید جماعت مع عظمت وجبروت آلہی ووعید شدید بیان کیا اور بجبر انکو کرسی سے کھینچ کر مسجد کو لے آئے تحصیلدار صاحب اُفتان وخیزان آپکے ڈر سے کانپتے ہوئے مسجد پہونچے اور فریضہ ادا کیا اور آپ کی تاثیر خلوص سے آیندہ پابند نماز وجماعت ہوگئے۔ ایک گنوار مسلمان کو موضع سید پور مین ترک نماز پر درہ سے مارنا اور مسجد کو لیجانا چاہا وہ ڈر کر بھاگا اور آپ اسکے پیچھے دوڑے وہ ایک درخت پر چڑھ گیا آپ بھی باوجود عدم مہارت بخطر چڑھ گئے یہ دیکھکر وہ گنوار نیچے کو دپڑا آپ بھی فوراً کود ے جسکی وجہ سے جابجا جسم مبارک پر چوٹ آئی مگر کوشش سے منھ نہ موڑا اور اسکا تعاقب کیا آخر کار کمال بدحواسی مین وہ جاہل ایک کنوئین کے اندر گر گیا آپ بھی اسکے پیچھے قصداً کو د پڑے اور پانی مین غوطے کھانے لگے آس پاس سے کچھ کاشتکار دوڑے اور دونون کو باہر نکالا۔ راقم السطور نے سنہ ۱۲۹۶ھ مین اس غریب کاشتکار مسلمان کو سید پور مین دیکھا اور واقعہ مذکورہ کی تصدیق کی وہ دہاتی ضعیف ومُسن تھا اور پابندی نماز مین اس کی

شہرت تھی اپنے تمام خاندان پر تاکید نماز کرتا تھا۔ آپ کے خصوصیات مین بیان کیا جاتا ہے کہ کسی غیر مسلم بلکہ غیر متشرع حاکم و امیر کی تکریم نفرماتے اور جس گانؤن مین ہدایت و وعظ کے لیے جاتے وہان کے باشندون کی دعوت طعام قبول نکرتے اگر چند روز قیام ہوتا تو بذریعۂ محنت و حرفت بسر اوقات فرماتے۔ مساکین و بیوگان و یتامی کی اعانت بذات خود کرتے اور مالدارون کو اس کی ترغیب دیتے۔ آخر زمانہ مین قصبہ ڈبائی ضلع بلند شہر مین بغرض تعلیم و تلقین مسائل دین و اصلاح حال مسلمین زیادہ قیام فرمانے لگے وہین ایک بدبخت شقی نے موقع پاکر آپ کے کھانے مین زہر ملا دیا اسکے اثر سے آپ نے بعد نماز فجر قبل طلوع آفتاب اوائل ۱۲۷۲ھ مین غدر سے دو سال قبل عالم بقا کو رحلت فرمائی وہان ایک خلق کثیر نے نماز جنازہ ادا کی کہا جاتا ہے کہ قصبہ مذکور کی عام مردم شماری سے سہ چند آدمی شریک نماز ہوا یہ انبوہ دیکھکر حضار جنازہ سخت متحیر تھے اور سمجھ مین نہ آیا کہ اسقدر آدمی کہان سے اور کیونکر جمع ہوگئے بعدہ نعش مبارک سہسوان لائی گئی اور یہان بھی حاضرین نماز جنازہ کی وہی کثرت تھی بزرگان دین کا اعتقاد ہے کہ یہ انبوہ ملائکہ رحمت کا تھا۔ حضرت والد علامہ مولوی سید سراج احمد رحمہ اللہ نے خواب مین دیکھا کہ آج خواجہ عالم سرور کائنات رسول اللہ صلعم نے وفات پائی اس کو مولنا بزرگ علی صاحب مارہروی قدس سرہ سے بیان کیا آپ نے فرمایا کہ کسی عالم دین و ہادی برحق کا انتقال ہوا چنانچہ اسی دن شام کو نعش وطن کو آئی۔ عزیز مورخ مجرم سلمہ ربہ نے بفرمایش راقم قطعۂ تاریخ تصنیف فرمایا ؎

مقتدائے دین معین الدین احمد طیب	بود مرد متقی نیکو سرشت	بہر تاریخ وفات آن بزرگ	گفت مجرم یاد جایش در بہشت

(۱۰) مولوی سید قدرت اللہ بن سید خیر الحق فاضلی رح ۱۲۸۲ھ

آپ کے حالات باوجود تفحص و تحقیق دریافت نہوئے سنین ولادت و وفات کا

بھی پتہ نکلا صرف اسقدر معلوم ہوا کہ آپ کا زمانہ آخر بارھوین صدی ہجری ہے
اور بطلب علم چند سفر کیے دہلی مین حضرت مجدد وقت مولٰنا شاہ ولی اللہ محدث رح
سے کتب احادیث و تفسیر پڑھ کر سند فراغ حاصل کی اور عالم متبحر فنون عقلیہ و نقلیہ
کے ہوئے آپ کے بعض اہل خاندان نے آپ کی کچھ تصانیف کا بھی ذکر کیا مگر فقیر کے
مطالعہ مین کوئی کتاب نہین آئی اس لئے قلم انداز کیا۔ آپ نے وطن مین انتقال فرمایا
رحمہ اللہ تعالٰے

(۱۱) مولٰنا سید عبد العلی بن سید تراب علی فاضلی رحمہما اللہ تعالٰے

آپ مولٰنا محمد مبارز علی رح سابق الذکر کے پوتے ہین۔ ابتدائی تعلیم وطن و رامپور
مین بمعیت مولٰنا مفتی سید نور احمد رح علمائے عصر سے پائی پھر دہلی جاکر اخلاف
مولٰنا شاہ ولی اللہ محدث رح سے علوم دینیہ استفادہ کیے اس درس مین حضرت
مولٰنا سید حیدر علی صاحب رامپوری ثم التونکی بھی آپ کے شریک و دمساز رہے
اور رابطۂ اتحاد فیمابین آخر تک قائم رہا چنانچہ بعد حکومت نواب وزیر الدولہ
ریاست ٹونک مین مولٰنا سید حیدر علی صاحب کا توسل و تقرب ہوا اور زمرۂ
علما و اطباے دربار مین منصب و وجاہت مین ممتاز ہوئے اس زمانہ مین مولوی
سید عبد العلی صاحب بارادۂ سفر حج معہ متعلقین سہسوان سے ریاست ٹونک تشریف
لے گئے اور مولٰنا رح نے آپ کا استقبال کیا اور باصرار تمام چندروز مہمان رکھا اور
والی ریاست سے بھی دو ایک مرتبہ ملاقات کا اتفاق ہوا نواب وزیر الدولہ نہایت
نیک منش و قدردان اہل علم و فن و دیندار و متقی تھے انھون نے آپ کے علم و
فضل و زہد و تقوی و عزت خاندانی کو بنظر عظمت دیکھکر ریاست مین قیام و تعلق
کرنے کی آپ سے استدعا کی اور یہ طے ہوا کہ بعد واپسی سفر حج ریاست مین آئین اسکے

ساتھ نواب صاحب نے ایک رقم معقول بطور زاد سفر عطا کی جسکو آپ نے شکریہ کے ساتھ واپس فرمایا اور کہا کہ بغیر خدمت مین اسکا مستحق نہین ہون نیز یہ رقم میری ضرورت سے زیادہ ہے میرے پاس خرچ کافی ہے۔ الحاصل بعد مراجعت حرمین شریفین ٹونک مین بعہدۂ نظامت ضلع سرونج مامور ہوکر بکمال عزت و احترام و دیانت و ورع بسر کی نواب صاحب آپ کی قدردانی کرتے اور دربار مین اپنے قریب جگہ دیتے تھے اس عہد مین ہر علم و فن کے اہل کمال کا وہان مجمع تھا آپ کی ذات سے بھی مشاغل علمی کا سلسلہ قائم رہا اور جلسہ اہل علم مین مذاکرات و مباحثات مین شریک رہے۔ مولنا محمد فضل حق خیرآبادی حکیم مولوی امام الدین خان دہلوی حکیم مولوی کفایت اللہ امروہوی مولنا سید حیدر علی رامپوری متوسلین ریاست سے آپکے روابط دوستانہ تھے جب فاضل خیرآبادی رح و علامۂ رامپوری رح کے درمیان مناظرات و مشاجرات ہوئے اور مولنا شاہ محمد اسمٰعیل شہید دہلوی رح کے بعض تصانیف کا رد فاضل خیرآبادی نے لکھا تو آپ تائیداً للحق مولنا سید حیدر علی صاحب کے معین و ہم خیال رہے اور مخالفین حضرت شہید قدس سرہ کا جواب باصواب دیا۔ جب آپنے بتقریب عقد نکاح اولاد خود ریاست سے رخصت وطن چاہی تو نواب صاحب ممدوح نے خاص تزک و احتشام و دستہ فوج و نقیب و چوبداران کے ساتھ مرخص فرمایا اور تمام مصارف سفر و شادی کی کفالت کی چنانچہ آپنے وطن پہونچکر بیرون شہر خیمے نصب کیے اور تمام شہر کو ایک ہفتہ اپنا مہمان رکھکر الوان اطعمہ لذیذہ سے عام ضیافت و دعوت دی۔ فیاضی و سیرچشمی و مروت و قبیلہ پروری کے اوصاف سے موصوف تھے ہر خویش و بیگانہ کو احسان و کرم سے مرہون رکھنا آپ کا مشہور شعار تھا۔ ٹونک سے دوبارہ سفر حج بقصد ہجرت حرمین شریفین فرمایا اور وطن تشریف لائے نواب محمد سعید خان بہادر والی ریاست

رام پور جو بزمانہ قیام سہسوان آپ سے رابطہ خلوص رکھتے تھے متمنی قدوم زیارت ہوئے اور باصرار بلاکر رام پور مین چند روز مہمان رکھا اور قیام کی استدعا کی آپنے ارادہ ہجرت ظاہر کیا اور رخصت ہو کر مکہ معظمہ پہونچ گئے چند ماہ قیام کے بعد وہین وفات پائی یہ واقعہ سنہ ۱۲۶۰ ہجری کا ہے نواب صاحب رام پور نے آپ کے صلبزادون کا مولوی حکیم محمد یعقوب ؒ اور مولوی سید محمد میر ؒ کو وظیفہ طالب علی ستر روپیہ ماہوار باظہار خلوص عقیدت دیا جو نواب یوسف علی خان کے عہد تک قائم رہا تاریخ وفات سامی عزیزی مولوی سید اعجاز احمد معجز سلمہ نے آیہ یعظم لہ اجرا سے مستخرج کی جزاہ اللہ خیرا ۱۲۶۰ھ

(۱۲) مولنا محمد حسن بن مولوی محمد اشرف علی رحمہما اللہ تع

آپ عالم اکمل و فاضل اجل تھے طلب علم کے لیے سفر کیا اور علوم عقلیہ و نقلیہ بسعی تمام حاصل کیے دینیات مین آپ کو خاص تبحر تھا شہر اکبر آباد معروف بہ آگرہ مین قیام فرمایا اور درس و تدریس و وعظ کا مشغلہ رکھا۔ زہد و ورع و اتقا سے مزین تھے اور لوگون کو اتباع قرآن و حدیث و ترک بدعات کی جانب ہدایت فرماتے تھے ایک گروہ کثیر اہل حق کا آپ سے خلوص عقیدت رکھتا تھا۔ افسوس ہے کہ راقم آثم کو آپ کے سلسلۂ تلمذ و تصنیفات کے متعلق کچھ حال معلوم نہو سکا وفات شریف کو تقریباً ساٹھ سال منقضی ہوئے۔ آپ کے پدر بزرگوار مولوی شرف علی صاحب بادھوڑا ملک پنجاب سے ابتدائے حکومت رنجیت سنگھ و مظالم قوم سکھ مین سہسوان تشریف لائے فضائل علمی و عملی و شرافت خاندانی سے موصوف تھے چونکہ اس تاریک زمانہ مین پنجاب کے مسلمانون کا مذہب و جان و مال خطرہ مین تھا آپ نے اپنی تمام جاگیر و مکانات کو خیرباد کہکر معہ متعلقین و خدمتگزاران خاص وہان سے ہجرت فرمائی۔ بڑے موحد و دیندار

تھے عوام کو شرک و رسومات مبتدعہ سے زجر و منع فرماتے تھے۔ آپ کے محاسن و مکارم معاینہ کر کے سادات نے آپ کا خیر مقدم کیا ان سے قرابتیں پیدا ہوئیں آپ کی نسل ابادوسادات بتعداد کثیر ہے۔

(۱۳) مولانا مفتی سید ظہور احمدؒ بن مولانا مفتی سید نور احمدؒ رحمہما اللہ

ولادت مبارک تخمیناً ۱۲۲۸ھ ہجری میں ہے کتب درسیہ عقلیہ و نقلیہ اپنے والد علامہؒ سے اور بعض کتب فقہائیہ ادب و فن حکمت و ریاضی حضرت تاج الاولیا قدس سرہ سے استفادہ کر کے فراغ حاصل کیا متانت طبع و اصابت رائے میں ممتاز تھے ایک مدت منصب افتا کی خدمت بحکم پدر بزرگوار ادا کی اور درس و تدریس علوم کا سلسلہ جاری رکھا اپنے برادر اوسط مولنا سید ضیاء احمد رح کی تعلیم پر خاص توجہ فرمائی اور ایک کتاب مبسوط فن بلاغت و منطق میں باندازِ مفتاح سکاکی عربی میں تصنیف کی جو ہنوز مسودہ ہے۔ شہر مراد آباد میں بعہدۂ تحصیلداری مامور ہوئے اور کمال دیانت و سطوت و معدلت کے ساتھ فرائض انجام دیے دونوں بھائی علاوہ کمال علم و فضل و ریاست و اعزاز خاندانی حسن و جمال صورت میں بھی یکتا تھے دونوں حضرات نے بسن شباب عہد حیات والد میں رحلت فرمائی جیسا کہ سابقاً بذیل ترجمہ حضرت مفتی سید نور احمد صاحب رح ذکر ہوا ہے۔ آپ کے صاحبزادے مولوی مفتی سید مقبول احمد رح نے کنار جد بزرگوار میں تربیت پائی اور وارث عہدۂ افتا و ریاست ہوئے اب ان کی اولاد ساکن مراد اباد ہے وفات صاحب ترجمہ آخر ۱۲۶۳ھ ہجری میں واقع ہوئی رحمہ اللہ تعالےٰ آپ حضرت ہزبر بیشۂ ولایت کے پوتے تھے۔

(۱۴) مولنا حافظ سید ولاد احمدؒ خلف اکبر قدوۃ العارفین جو اجہ سید آل احمد شاہ قدس سرہٗ آپ ہزبر بیشۂ ولایت کے پوتے اور اپنے بھائیوں میں جو ارکان اربعہ کمالات

صوری و معنوی تھے سن و سال مین بڑے تھے ہر ایک کا ذکر خیر بالترتیب بلا فصل
نذر خامہ ہوگا۔ آپ کا سن ولادت تقریباً ۱۲۲۸ھ ہجری ہے۔ بحکم حضرت والد ماجد خود
ہمعیت اپنے منجھلے بھائی یعنی مولنا والدی سید سراج احمد رح طلب علم کے لیے مرادآباد
گئے اور پھر وہان سے رام پور پہونچے اکثر کتب درسیہ ادب و منطق و فقہ و اصول وغیرہ
علامہ مفتی شرف الدین صاحب رح رامپوری کے حلقہ درس مین تدبر و تحقیق کے
ساتھ پڑھین بعدہ لکھنؤ جاکر ابوالبرکات مولنا تراب[۵] علی لکھنوی و علامہ ادیب
مولوی محمد اسمعیل[۱] لندنی مرادابادی سے تکمیل درس فرمائی۔ ذہن دراک و طبع غواص
رکھتے تھے ہر فن کے اصول و فروع پر بہت جلد حاوی ہو گئے۔ خوشنویسی و انشا پردازی
عربی و فارسی مین ید طولی حاصل تھا تحقیق لغات و مصطلحات و دقائق علوم مین
بے نظیر سمجھے جاتے تھے عربی و فارسی کے اہل ادب آپ کو بدیع الزمان و ابوالفضل
کا ہمپایہ تسلیم کرتے تھے بزمانہ سلطنت اودھ و لکھنؤ بقدر دانی وزیر الممالک آپ
عہدۂ تحصیلداری سلطانپور پر مامور فرمائے گئے بعد چندے عدالت دیوانی و منصفی کے
حاکم اعلی ہوئے مشہور ہے کہ آپ کا فیصلہ بغایت قابلانہ اور تجویز نہایت پرزور
ہوتی تھی حکام بالادست شان عبارت و محاسن لفظی و معنوی دیکھ کر متعجب ہوتے تھے
اور اپیل مین کوئی اس کی تردید نکرسکتا تھا آخر نظام سلطنت مین آثار ابتری ملاحظہ
کرتے ہوئے قطع تعلق ملازمت فرمایا اور باوجود اصرار اراکین حکومت وطن مالوف کا
راستہ لیا اور کنج عزلت و عبادت مین ہمیشہ متوکلانہ بسر فرمائی۔ اسی دوران مین آپنے
حسب ارشاد حضرت والدۂ ماجدہ خود سات ماہ کے اندر تمام قران مجید حفظ کر کے محراب
تراویح سنائی یہ قوت حافظہ ابتک ضرب المثل ہے آپ کی مطبوعہ و مقبولہ تصانیف

ولادت

تحصیل علوم و اساتذہ

ملازمت سلطنت لکھنؤ

حفظ کلام اللہ

[۱] وطن قدیم مرادآباد ساکن و متوسل لکھنؤ علوم معقولات و ادب مین علامہ عصر صاحب تصانیف کثیرہ تھے بعہد سلطنت نصیر الدین حیدر بادشاہ لکھنؤ منجانب حکومت آپ لندن بھیجے گئے وہان ایک لیڈی سے نکاح کیا۔ تصانیف سے شرح مقامات حریری و حاشیہ میبذی وغیرہ مشہور ہین سنہ وفات ۱۲۵۳ھ ۱۲۔ سید احمد عباس احمد
[۵] آپ کے اجداد علماء دہلی سے شیخ زبیری تھے آپ نے محلہ امین آباد لکھنؤ مین قیام کیا بعد غدر ہند سے آپ اعظم گڑھ چلے گئے اور

سے مفتاح اللغات ہے جو خلف اکبر یعنی حافظ سید ابن احمد رح کی ابتدائی تعلیم کے لیئے تالیف فرمائی تھی حجم پانچ جز مطبوعہ آگرہ نصاب لغت عربی فارسی ہے۔ ابتداً الصرف علم صرف عربی بزبان اُردو بغرض تعلیم برادر خرد بطریق صرف میر قیام لکھنؤ مین تصنیف فرمائی ضخامت ۴ جز مطبوعہ لکھنؤ ہے۔ شمس الضحی عربی لکھنؤ مین مترجم طبع ہوئی ہے۔ شرح حسن و عشق لعنتخان عالی مطبوعہ لکھنؤ و کانپور اصل کتاب کے حاشیہ پر ابتک اس شرح کے حوالے درج ہوتے ہین مصنف کے شعر ابتدائی کے مصرعہ ع حدیث عشق شد زیب بیانم۔ کی شرح مین فرماتے ہین کہ بجاے لفظ زیب حسن زیادہ مناسب ہے تاکہ صنعت براعۃ الاستہلال پیدا ہو اس اصلاح نے شعر کا حسن بڑھا دیا۔ سراج التحقیق عربی مین ضابطہ تہذیب منطق کی مبسوط شرح ہے ابتک اس پایہ کی کوئی شرح نہین لکھی گئی یہ ہنوز غیر مطبوع ہے دیباچہ مین لکھا ہے کہ اپنے بھائی مولوی سید سراج احمد رح کی فرمایش سے تصنیف کی گئی ضابطہ تہذیب کے جواب مین بھی شرائط اشکال اربعہ کو خود اجبارت موجز و بلیغ تحریر فرمایا ہے اسکے سوا بعض کتب درسیہ ادب و منطق و فلسفہ پر شروح و حواشی قلمی بخط حضرت مصنف و بعض تصانیف مولنا محمد اسمٰعیل مراد آبادی آپ کی مکتوبہ موجود ہین خطوط مروجہ نسخ و نستعلیق و شفیعہ مین یکسان دستگاہ تھی آخر وطن مین اپنے منجھلے بھائی کے صدمۂ وفات سے مضمحل و غمزدہ ہو کر بعمر پنجاہ سال اوائل ۱۲۸۱ھ مین رحلت فرمائی مزار شریف حظیرہ مین ہم پہلوے مرقد والد بزرگوار ہے رحمۃ اللہ علیہ و علی من لدیہ۔ آپ نے تین پسر عقب مین چھوڑے سال وفات قطعہ تاریخ مندرجۂ ذیل سے ہویدا ہے ؎

سید اولاد احمد اعلم عصر	کرد آہنگ سیر باغ جنت	کلک معجز بیان تاریخش	داخل باب خلد باد نوشت

(۱۵) رئیس المتکلمین حضرت مولنا و والدنا سید سراج احمد رح بن خواجہ حضرت سید آل احمد شاہ انار اللہ برہانہ

ولادت باکرامت تقریباً ۱۲۳۱ہجری مین ہے آپ مولنا سید اولاد احمد مغفور سے

قریب تین سال عمر مین چھوٹے تھے۔ عہد طفلی و سن شعور مین بمشاغل درس و تعلیم و قیام بلاد و سفر و ملازمت و کسب معاش مین اکثر دونون بھائی بمصحبت و رفیق رہے ہیے تفصیل مشایخ و اساتذہ علوم آپ کے بھائی کے حال مین مذکور ہوئی مزید علیہ یہ کہ بعد فراغ علوم درسیہ آپ نے دہلی کا سفر کیا اور مولنا شاہ محمد اسحق تلمیذ و نبیرہ حضرت شاہ عبد العزیز محدث دہلوی سے سند صحاح ستہ قراءتاً و سماعاً حاصل کی سُنن ترمذی مکرر حضرت مولنا شاہ فضل رحمٰن گنج مرادآبادی شاگرد مولنا شاہ عبد العزیز رح کو سُنا کر سند لی آپ سے رابطۂ خلت و مودت بھی مستحکم تھا چنانچہ شاہ صاحب گنج مرادآباد سے آپ کی ملاقات کے لیے بار ہا کاکوری تشریف لے گئے الحاصل بعد تکمیل درس آپ وطن ہو کر بڑے بھائی صاحب کی خدمت مین پھر لکھنؤ واپس ہوئے علما و فضلائے عصر سے صحبتین رہین اور علمی مذاکرات مین آپ کے پہونچنے سے جان پڑ گئی جس طرح مولنا سید اولاد احمد صاحب رح ہر فن مین رزانت رائے و متانت طبع و زور تحریر و راجحوبہ نگاری مین ضرب المثل تھے اسی طرح آپ سرعت ادراک و ذکاوت طبع و جودت استدلال و جسارت و خوش بیانی مین بے مثل تھے رسائی ذہن کا یہ عالم تھا کہ بجالت درس اُستاد نے سبق کا مطلب ابھی پورا نہین بیان کیا کہ آپ نے تقریر کو آخر تک سمجھ لیا اور اُس پر دو ایک شبہے بھی وارد کر دیے استاد نے جواب کی تمہید شروع کی اور آپ نے جواب الجواب سُنا دیا آپ کے سرعت فہم و فطانت طبع کی مشہور روایت ہے کہ بزمانۂ تعلیم ابتدائی کسی صاحب نے آپ سے کوئی صیغہ صرفی امتحاناً پوچھا اسکا جواب باصواب دے دیا پھر حضرت سائل نے دریافت کیا کہ یہ کس باب سے ہے اسکے جواب مین کچھ تامل ہوا اسی موقع سے قریب مگر آپ کی نظر سے غائب بڑے بھائی آپ کے اُستاد کے پانون آہستہ آہستہ داب رہے تھے لیکن کان اس طرف لگے تھے جب آپ کو متامل پایا تو یکبارگی یہ لطیفہ اُستاد کے

پانون پر زور سے ہاتھ مارے جسکی آواز بلند ہوکر آپ کے کان تک پہونچی اور ذہن رسا جواب سائل مین کامیاب ہوگیا فرمایا کہ باب ضَرَبَ یَضرِبُ سے ہے حضرت استاد خاموش پڑے ہوئے یہ تمام واقعہ سُن رہے تھے یہ عجیب فطانت دیکھکر ضبط نہوا اور دفعتہً اُٹھکر بیٹھ گئے اور دونون نوعمرون کی ذکاوت وجودت ذہن کی دیر تک تحسین وآفرین کی یہ اور اِس قسم کے اکثر واقعات آپ کی قوت ادراک وسعت فہم کے متعلق وطن وغیرہ مین زبان زد خاص وعام ہین۔ مباحث علمیہ و درس ومذاکرات مین عجیب وغریب موشگافیان فرماتے اور زور کلام وقوت استدلال سے مخاطب کو مبہوت کردیتے تھے جرأت وحق گوئی وقوت گویائی سے لوگ مرعوب رہتے تھے کما ینبغی ع لکھنؤ مین بزمانۂ سلطنت شاہان اودھ کلکٹر میر محمد حسین خان بہادر ناظم ضلع سیتاپور اور اُنکے چھوٹے بھائی میر فدا حسین خان بہادر کپتان فوج تھے یہ دونون بھائی معزز سادات فاضلی متوطن سہسوان دلیر وشجاع وبامروت وسخی وبرادر نواز صاحب اقتدار وجاہ وحشم تھے اوران کے توسل سے گروہ کثیر اعزہ واہل وطن کا لکھنؤ مین برسر ملازمت وتعلق معاش تھا حضرت والد ماجد علیہ الرحمہ اور جناب کپتان صاحب موصوف کا یوم ولادت ایک ہی تھا اِس وجہ سے دونون حضرات بدو عمر سے سوائے قرابت خاندانی رابطہ محبت ویکجہتی بھی رکھتے تھے اور کلکٹر صاحب ممدوح آپ کے اظہار کمالات وآوازۂ ناموری پر بجوش حب الوطنی بغایت شادمانی فخر وناز فرماتے تھے اور بعض معزز خدمات حکومت کے لیے آپ سے استدعا کی لیکن آپ نے باستغنائے نفس دولت کمال پر قناعت فرمائی اور مشاغل علمیہ تدریس وتصنیف وبحث وصحبت ارباب علم مین وقت عزیز صرف فرمایا علمائے عصر سے مباحثات تحریری وتقریری کیے اور فن کلام وقوت مناظرہ مین آپ کی مہارت وسبقت کا غلغلہ بلند ہوا مجالس اعیان ورؤسائے دربار مین

بھی اکثر بتقریب مناظرہ مکالمہ اہل علم آپ شریک ہوکر تیغ زبان کے جوہر دکھاتے تھے - ایک مرتبہ آپ وزیر السلطنت اودھ کے دربار مین موجود تھے اور امرا و ارکان حکومت کے سوا علما و مجتہدین شیعہ با یہ پایہ اپنے مقامات پر مودب اور صدر جلسہ مین ایک مجتہد العصر بلباس فاخرہ متمکن تھے اِن کے رعب و ادب نے سبکو ساکت وسرافگندہ بنا دیا تھا مجتہد العصر نے نزاع سُنی و شیعہ کے متعلق کچھ تقریر کی اور آخر مین بزور طبع یہ فیصلہ سُنایا کہ اصحاب ثلثہ کے نسبت شیعہ جو کچھ مطاعن و الزام بیان کرتے ہین کُلیتہً اُنکا انکار خلاف عقل سلیم ہے کوئی عمارت بے بنیاد بلند نہین ہوتی وہ مشہور واقعات اگر سب سچ نہین ہین نہون مگر کوئی بھی صحیح نہو یہ غیر ممکن ہے بقول شاعر ع - تا نباشد چیزکے مردم نگویند چیزہا ✤ اِس تقریر پر خود وزیر سلطنت اور دیگر امرا وحضّار دربار نے مرحبا و احسنت کا نعرہ بلند کیا اور علمائے شیعہ نے خوب خوب داد دی کما ھُوَ دأبُہم - یہ رنگ دیکھکر آپ سے نرہا گیا اور بے تامل مجتہد صاحب سے بلند آواز سے خطاب کیا کہ بجاہے پیر و مرشد ع تا نباشد چیزکے مردم نگویند چیزہا ✤ مشرکین نے خدائے تعالے کے لیے جو ہزارون شریک و سہیم تجویز کیے اُن سبکا انکار کہان تک ہوسکتا ہے کچھ اصل تو ضرور ہے ع - تا نباشد چیزکے مردم نگویند چیزہا ✤ یہود و نصاریٰ نے اُس واحد لاشریک کے ابنا و بنات ثابت کئے ع قیل اِنَّ الالٰہ ذو ولد - یہ نہین تو بھانجے بھتیجے ضرور ہونگے ع - تا نباشد چیزکے الخ جناب سرور کائنات صلعم کو ساحر و کاہن کہا گیا ع - قیل ان الرسول قد کہنا - اگر اسقدر نہین تو شعبدہ باز نظر بند تو ضرور ہونگے ع تا نباشد الخ خوارج نے حضرت علی کرم اللہ وجہہٗ کو بیدین و کافر کہا یہ نہین تو ضعیف الایمان و عاصی ضرور ماننا پڑے گا کیونکہ ع - تا نباشد الخ اِس تقریر سے تمام علمائے شیعہ کے چہرہ کا رنگ فق ہوگیا اور مجتہد صاحب تو حواس باختہ ہوگئے جلسہ پر سناٹا چھا گیا اور کچھ دیر کے لیے خاموشی ہوگئی آخر وزیر سلطنت علی نقی خان بہادر نے آپ سے

رعایا کی ہمدردی

اتفاق ملاقات علامہ خیرآبادی سے اور لطیفہ علمی

خطاب کیا کہ مولٰنا آپ کی فصیح و بلیغ تقریر اور زور کلام کی جو تعریف سُنی تھی وہ درحقیقت صحیح ہے اور جس موضوع پر آپ نے اِس وقت استدلال فرمایا وہ ایسا ہی ہے مخالف اِسکا جواب ہرگز نہین دے سکتا۔ وزیر کے دل پر آپ کی بیباکانہ حق گوئی کا بہت کچھ اثر ہوا چنانچہ ایک بار محل خاص سُلطانی نے کسی واقعۂ ناگوار پر برہم ہو کر شہر کے ایک محلہ کے تمام مکانات منہدم و مسمار کرنے کا حکم دیا بادشاہ بیگم کے حکم سے کسی کو مجال سرتابی نہ تھی رعیت سخت پریشان ہوئی اور کلکٹر صاحب ممدوح وکپتان صاحب بھی اسی محلہ مین ساکن تھے اور اِن کی عالیشان عمارتین وہین واقع تھین ملکہ جہان کے مزاج مین سوا ے وزیر سلطنت علی نقی بہادر کے کسی کو دخل نہ تھا آپ نے اِس ہنگامہ رستخیز پر وزیر موصوف سے رعایا کی سفارش کی اور خود ملکہ جہان کی خدمت مین جاکر بطلاقت لسانی قہر خداوندی و بازپرس روز جزا کا خوف دلایا اور بے توسط کسی کے اِس مہم کو بندگان خدا کے سر سے دفع کیا۔ جب مولٰنا فضل حق خیرآبادی لکھنؤ تشریف لائے شہر مین عام شہرت ہوئی اور اراکین درُوسا نے خیر مقدم کیا علامہ موصوف کو کلکٹر صاحب سے بوجہ تعلق نظامت سیتاپور و خیرآباد ربط محبت تھا کلکٹر صاحب مرحوم نے ایک جمع کثیر علما و اُمرا کے ساتھ اُن کی دعوت و مہمانی کا اہتمام فرمایا اور آپ سے بھی شرکت دعوت کی خواہش کی اور ہنسکر فرمایا کہ آج آپ کی جرأت و طلاقت لسان کا امتحان ہے کیونکہ بڑے نامور سے مقابلہ ہے چنانچہ شب کو کھانے سے قبل معزز میزبان نے دونون حضرات مین تعارف کرایا اور ایک سے دوسرے کی نہایت تعریف کی جب بعد فراغ طعام ادھر اُدھر کی باتین شروع ہوئین اور علوم مروجہ کے متعلق بھی کچھ گفتگو ہوئی تو آپ نے علامہ خیرآبادی سے بے تکلفانہ سوال کیا کہ "حضرت علم منطق کی غرض وغایت ارشاد فرمائیے" جواب دیا کہ اسکو ادنیٰ طلبہ بھی جانتے ہین آپ نے فرمایا کہ اِسمین مجکو شبہہ ہے فاضل موصوف نے فرمایا کہ اس کی وجہ سے ذہن فکر

واستدلال مین غلطی نہین کرتا آپ نے فرمایا کہ طرفہ تماشا ہے کہ متقدمین و متاخرین مین کوئی شخص اس غرض کو حاصل نہ کرسکا قدما مین اشراقین و مشائین کے اختلافات اور ہر فریق کے فلسفیانہ استدلال ایک دوسرے کی تردید کرتے ہین متاخرین نے قدما کی غلطیان ثابت کیکے نئے دعاوی قائم کیے اور بزور دلائل انکو حق بتایا اور ان پر بھی باہم اتفاق نہوا شیخین و امام رازی و طوسی و شیخ الاشراق کے مشاجرات اور اختلاف مسالک عجب حیرت انگیز معما ہے خود علم منطق کی کتابون پر نظر کیجیے تو ماتن اپنے پیشرؤون کے اقوال رد کرتا ہے اور شارح اس کے جوابات دیتا ہے اور محشی ماتن کی تائید کرتا ہے — وَهَلُمَّ جَرًّا اور یہ سب منطقی فن میزان مین اپنی امامت تسلیم کراچکے ہین یہ کیا قیامت ہے؟ مولٰنا نے جواب مین کچھ معقولیانہ توجہ فرمائی مگر آپ نے جواب الجواب مین اپنے مدعا کو اور بھی روشن فرمادیا اور سلسلہ گفتگو ختم ہوگیا اس کے بعد مولٰنا سے اکثر دوستانہ ملاقاتین ہوئین اور مذاکرات علمی بھی رہے مولٰنا نے کالکٹر صاحب بہادر سے آپ کی وسعت نظر و استحضار علم و قوت بیان کی چند مرتبہ کما حقہٗ تعریف کی۔ آپ کے اور مولٰنا کے مسلک مین یہ اختلاف تھا کہ حضرت شاہ محمد اسمعیل شہید رح اور مولٰنا فضل حق صاحب سے چند مسائل اعتقادی امکان نظیر وغیرہ مین تحریری بحثین ہوئین اور ایک مدت تک باہم چھیڑ چھاڑ عالمانہ رہی مولٰنا نے دلائل منطقیانہ و فلسفیانہ بہت صرف کیئے مولٰنا شاہ محمد اسمعیل شہید رح نے رسالہ یکروزیہ مین انکار و ابطال کیا فریقین مین کسی نے اپنے مخالف کی تکفیر و تفسیق نہین کی بعد شہادت شاہ صاحب رح ٹونک مین مولٰنا سید حیدر علی رامپوری اور مولٰنا خیرابادی کے باہم پھر ان مسائل پر مباحثے ہوئے اور طرفین سے تصنیف رسائل کی نوبت آئی سید صاحب رح شاہ صاحب کے ہم عقیدہ تھے اور مولٰنا شاہ محمد عبد العزیز محدث دہلوی رح کے شاگرد رشید ان کے بعد ایک گروہ پیدا ہوا جسنے عوام مین غلط فہمیان پھیلا کر بزرگان دین و موحدین

[illegible]

ومحدثین کے بغض وعداوت کو اپنا فرض مذہبی سمجھا اور مولنا شہید وشاہ محمد اسحٰق محدث ومجدد عصر مولنا شاہ محمدؐ ولی اللہ رحمہم اللہ کی شان مین کلمات ناسزا کہنا اور عوام کو اُن کی جانب سے بدظن کرنا شعار ٹھہرایا۔ الغرض آپ تبع کتاب وسنت و ماحی شرک وبدعت تھے طریقہ محدثین واخلاف مولنا شاہ ولی اللہ محدث دہلوی رح کی حمایت ونصرت اور ابطال اقوال مبتدعین ومضلین کو فرض جانتے تھے۔ مولنا خیرآبادی نے ایک جلسہ مین فرمایا کہ مولنا محمد اسمٰعیل صاحب جس چیز کو حلال کہین اسکو مین حرام اور جسکو وہ حرام کہین اسکو مین حلال ثابت کرسکتا ہون آپ اِس موقع پر تشریف فرما تھے فرمایا کہ مولنا محمد اسمٰعیل صاحب نے ماں بہن بیٹی کو حرام اور زوجہ کو حلال فرمایا ہے آپ ایسے موقع پر کیا کیجیے گا ارباب جدل وکلام واہل بدع کی جوابدہی مین آپ کو خاص ملکہ تھا میدان بحث ومناظرہ مین ہمیشہ بحکم اَلْحَقُّ یَعْلُو وَلَا یُعْلٰی غالب ومنصور رہے اور تمامتر سعی اشاعت حق واعلاے کلمۃ اللہ مین تھی مولوی محمدؐ فضل رسول صاحب بدایونی نے حضرت مولنا محمدؐ اسمٰعیل شہید رح کی کتاب تقویت الایمان کا رد لکھکر بنام احقاق الحق شائع کیا جب وہ لکھنؤ مین آپ کی نظر سے گزرا تو بفرمایش بعض اہل حق آپ نے اسکا محققانہ ومنصفانہ جواب باصواب ایک جلسہ مین تصنیف فرماکر بیت السلطنت لکھنؤ مین طبع کرادیا تصانیف عُلماے سہسوان سے پہلی کتاب یہی ہے جو زیور طبع سے آراستہ ہوئی اور اپنے باب مین لاجواب سمجھی گئی اسکا نام سراج الایمان ہے۔ مولنا مفتی محمدؐ سعد اللہ رامپوری سے آپ کا رابطۂ مجالست ومودت تھا جب بعض ارکین حکومت اودھ اور کاکا میر محمد حسین خان بہادر سہسوانی نے آپ کو تعلق ملازمت سلطنت پر مجبور کیا تو مفتی صاحب رح بھی مصر ہوئے۔ یہان تک کہ عہدۂ تحصیلداری قصبہ کاکوری ضلع لکھنؤ پر مامور کیے گئے اور پانچ چھہ سال فرائض خدمت بعجیب قابلیت ونا موری کے ساتھ انجام دیے اس نواح مین ابتک آپ کے علم و

اسمائے خصم

تصانیف تحصیلداری

وفضل وذہن وذکا کے حیرت خیز قصے مشہور ہین فریقین مقدمہ کا اظہار ختم نہین ہوا اور طبع رسانی اصل واقعات کا پتا لگا لیا وکلا قانونی و واقعاتی گتھیان سُلجھانے کے لیے آپ کی طرف رجوع کرتے اور حکام بالادست نظام سیاسی و ملکی و تدابیر حکومت مین آپ سے مشورہ کرتے اور آپ کی اصابت رائے و حکمت عملی کی تحسین بلیغ کرتے تھے اور یہ اعتراف قابلیت یہین تک محدود نہ تھا بلکہ جب مابین سلطنت اودھ و گورنمنٹ انگریز تجدید عہدنامہ ہوئی اور حدود ملک والحاق بعض مقامات مین صورت نزاع درپیش ہوئی تو بایماے وزیر سلطنت آپ کو نیابت وکیل سلطنت اودھ کا منصب دیا گیا اور یہ عہدہ آپ کے لیے نیا قائم ہوا آپ نے اقل مدت مین تمام سیاسی پیچیدگیان اور نزاعی صورتین رفع فرما کر طرفین کو مطمئن کیا اراکین حکومت اودھ کی پریشانی زائل ہوئی اور کچھ حصہ ملک بھی مثل نعمت غیر مترقبہ ہاتھ آیا اس حسن کارگزاری کے صلہ مین آپ خلعت و پالکی سے ممتاز کیے گئے اور ترقی منصب کا مسئلہ درپیش ہوا آپ نے بزمانہ تحصیلداری مظالم حکام و سوء انتظام حکومت و خوف نتائج بد سے متواتر وزیر سلطنت و دیگر معتمدین کو مطلع فرمایا تھا اور انتظام جدید و اصلاح ملک کی طرف توجہ دلائی تھی مگر اسکا نتیجہ کچھ نہوا ارکان حکومت کی عیش پسندی و غفلت اور حکام کی خودغرضی و رشوت ستانی و بیدادگری حد سے متجاوز تھی یہ ابتری ملاحظہ فرما کر آپ سنہ ۱۲۷۲ ہجری مین ملازمت کی ذمہ داریون سے سبکدوش ہوگئے مفتی محمد عباس صاحب رئیس کاکوری جو آپکا نہایت احترام فرماتے تھے اور اپنا دیوانخانہ و مکان آپ کے لیے دو تین سال کو وقف کر دیا تھا قیام کاکوری پر اصرار کیا اور دیگر اعیان قصبہ بھی دامنگیر ہوئے آپ نے زمانہ کی حالت اور اپنی مصالح پر نظر فرما کر معہ متعلقین وہان اقامت فرمائی اسکے بعد ہی مصائب غدر کا آغاز ہوا اور تمام ہند مین آتش فساد مشتعل ہوئی جب بحکم الٰہی وہ فتنہ عظیم فرو ہو کر امن عام کا حکم ہوا تو سنہ ۱۲۷۴ھ مطابق سنہ ۱۸۵۸ء مین آپ وطن تشریف لائے

اتفاقاً ایک انگریز جس نے منجانب سرکار انگلشیہ اودھ مین خدمت انجام دی تھی آپ سے خوب واقف اور جوہر عقل و فہم و قوت بیان و ذکاوت خوب دیکھ چکا تھا یہان عہدہ ججی پر مامور تھا اُس نے آپ کو وکالت کی ترغیب معہ سند وکالت دی تقریباً دو سال یہ مشغلہ قائم رہا وکلاے عصر کو آپ کے خلاف مقدمہ لینا بڑی دشواری کا سامنا تھا دفعات قانون کے وہی معنی عدالتین تسلیم کرتی تھین جس پر آپ زور دیتے تھے واضعان قوانین کا منشا اور وضع قانون کے موجبات آپ کی تقریر سے ذہن نشین ہوجاتے تھے اس لیے حکام کا فیصلہ آپ کی راے کے خلاف کمتر صادر ہوتا تھا باین ہمہ کبھی کوئی مقدمہ خلاف حق نہین لیا اور دروغ و ملمع سازی سے برکنار رہے آخر اس شغل کو ترک فرماکر خانہ نشینی و عزلت گزینی اختیار فرمائی اپنے اور اہل وعیال کے لیے بغرض حصول رزق حلال کچھ تجارتی کاروبار اور جائداد موروثی آبائی کو کافی خیال فرمایا اور شب و روز عبادت و ذکر و وعظ و ارشاد عباد و درس قرآن وحدیث مین بسر فرماتے اور بعض اوقات صحبت حضرت تاج الاولیا قطب عصر مولنا سید تاج الدین حسن قدس سرہ مین مستفید فیوض روحانی رہتے۔ آپ کی تصانیف کا ایک بیش بہا ذخیرہ فتنہ غدر و حوادث سفر مین تلف ہوگیا اسکا اکثر حصہ رد شرک و بدعت و حمایت توحید و سنت مین تھا متفرق مسودات کے ناقص اجزا ہنوز موجود ہین ایک کتاب علم سیاست و نظم مملکت مین دستبرد انقلاب سے محفوظ ہے اس مین ہر عنوان آیات قرانی و احادیث نبوی سے مرتب کیا گیا ہے اور مواد تاریخی و دلائل عقلی سے اسکی توضیح فرمائی ہے آپ کا کتب خانہ مختلف علوم کی کتابون سے مشحون تھا کتب حدیث و کلام و سیر و رجال کی تعداد زیادہ تھی چونکہ حضرت مولنا حاجی سید محمد عبد الباری صاحب علیہ الرحمہ جو آپ کے خلف الصدق اکبر اور فقیر راقم کے حقیقی برادر بزرگ تھے بطلب و تحصیل علم وطن سے باہر رہے اور بعد فراغ درس بوجہ تعلقات ملازمت و معاش بلاد دور و دراز مین اقامت گزین

اشغال

تصانیف

ہوئے اور حقیر بغرض طلب علم آن حضرت کی خدمت مین رہا اس لیے بڑا حصہ کُتب خانہ کا برباد ہو گیا عمدہ عمدہ کتابین خاک کا ڈھیر ہو گئین۔ آپ کے اخلاقی خصائص مین حسن خلق و مروت و کرم و ہمدردی و حاجت روائی قابل ذکر اوصاف ہین حضرت ممدوح نے بتاریخ ۱۹۔شوال ۱۲۷۹ھ بعمر ۴۷ سال دار فانی سے عالم جاودانی کو رحلت فرمائی انا للہ وانا الیہ راجعون ؁ مزار مقدس حظیرہ مین ہم پہلوے مرقد پدر و جد علیہما الرحمہ ہے اس سانحہ کی تاریخ جناب مفتی محمد سعد اللہ رامپوری نے قطعہ ذیل مین نظم فرمائی ہے

مولوی سید سراج احمد	عالم دین و مرشد عالم
کرد رحلت ازین جہان حیف	رخت بربست سوے باغ ارم
از پئے سال رحلت آشفتہ	خامشی سراج دین گفتم
	۱۲۷۹ھ

(۱۶) حضرت مولنا شاہ سید نیاز احمد شہید بن خواجہ سید آل احمد شاہ مودودی قدس سرہما

آپ کا سال تولد ۱۲۳۳ھ ہے آپ اپنے منجھلے بھائی صاحب موصوف الصدر سے تین سال عمر مین چھوٹے اور اپنی دو بہنون اور ایک بھائی سے بڑے تھے آپ بد و عمر سے زیور صلاح و سعادت سے آراستہ اور حلیہ زہد و تقوے سے پیراستہ تھے اسی وجہ سے برادران محترم و معظم آپ کا پاس ادب فرماتے اور آپ کی رائے صائب کو ہر مشورہ مین قابل اتباع جانتے تھے تحصیل علوم درسیہ لکھنؤ و دہلی مین فرمائی فن حدیث و فقہ سے خاص مناسبت تھی بعد تکمیل دہلی مین چند سال قیام فرمایا اور طلبہ علم کو درس دیا فنون سپہگری دمشق تیر اندازی و شمشیر زنی و شہسواری مین مہارت تامہ حاصل کر کے بعض بزرگان دین کے ہاتھ پر بیعت جہاد کی اور شریک غزوہ ہوئے کفار و مشرکین سے جنگ کی۔ پھر وطن واپس ہو کر حضرت والد ماجد

قدس سرہ کے دست مبارک پر بطریق حضرات صوفیہ رح بیعت کرکے مشغول طاعت و ذکر و فکر و مجاہدۂ نفس و تزکیہ قلب ہوئے با این ہمہ شان امارت و ریاست وغیرہ و وقار کے ساتھ متمکن و سادۂ عظمت و احترام رہے۔ اتقا و ورع مین پایۂ عالی تھا اور نفاست پسندی و سلیقہ شعاری و خودداری مین سرافراز و ممتاز تھے آخر بعد واقعۂ غدر کفار اشرار کے ہاتھ سے ۱۲۷۴ھ ہجری مطابق ۱۸۵۸ء مین بعمر ۴۹ سال وطن مین شربت شہادت نوش فرمایا دست مبارک مین تسبیح اور لب پر کلمہ شہادت تھا۔ تاریخ وفات قطعۂ فارسی مین نظم کی گئی ہے ؎

شہادت یافت چون سبط پیمبر	نیاز احمد کہ بود از آل احمد
چو روح پاک او در جنت آسود	دخول خلد۔ تاریخش برآمد

مزار اقدس خطیب محلہ مین کنکر کا ہے۔ آپ کے خلف مولوی سید غفور احمد صاحب نہایت لائق فن ریاضی کے ماہر خوشنویس تھے ریاست بھوپال مین تحصیلدار بلقیس گنج رہے اور وہین ۱۲۹۶ھ مین بعمر ۳۷ سال وفات پائی با مروت باوقار و سلیقہ شعار تھے رحمہ اللہ تعالےٰ۔

(۱۷) مولانا حکیم سید نذیر احمد شاہ خلف اصغر حضرت خواجہ سید آل احمد شاہ رحمہما اللہ

ولادت شریف تقریباً ۱۲۴۳ھ ہجری کے آخر مین ہے آپ اپنے والدین رح کے اصغر اولاد ہین اور وقت وصال حضرت والد بزرگوار رح بعمر پانزدہ سالہ تحصیل علوم درسیہ مین مشغول تھے اپنے برادران معظم سے لکھنؤ مین اور قابل مولوی شیخ احمد حسن مرادآبادی تلمیذ حکمت مآب مولنا فضل حق خیرآبادی و دیگر فضلاسے عصر سے تعلیم پائی پنجاب تشریف لے گئے اور مدت دراز قیام کیا کتب ادب و بلاغت مولوی محمد فیض الحسن

سہارنپوری و فلسفہ و منطق مولوی فضل حق خیرآبادی و مفتی محمد صدر الدین خان دہلوی سے استفادہ کر کے علوم دینیہ تفسیر و حدیث حد تکمیل کو پہونچائی بعدہ فن طب مشہور طبیب عصر حکیم سید فیض علی تلمیذ رشید حکیم قدرت اللہ و حکیم عزت اللہ خان شاگردان حکیم محمد شریف خان مرحوم سے حاصل کر کے وطن کو مراجعت فرمائی۔ بخیال فیض رسانی خلق اللہ مصروف علاج و مداوا ہوئے اور درس و مطب کا سلسلہ بڑے پیمانہ پر جاری ہوا اور اس مین خاص شہرت و نیکنامی حاصل ہوئی مطب و علاج مرضی کو آپ نے ذریعۂ کسب معاش نہین بنایا غربا و مساکین کو ہمیشہ اُمرا پر ترجیح دی بسر اوقات جاگیر و معافیات موروثی و آبائی پر تھی اور اُسکا بڑا حصہ صرف محتاجین و فقرا رہا۔ اسی دوران مین مطالعہ کتب معرفت و تصوف کا شوق ہوا ملفوظات حضرت ہزبر بیشۂ ولایت اور بعض تصانیف حضرت والد ماجد اکثر مطالعہ فرماتے اور عبادت و ریاضت و کثرت ذکر مین وقت زیادہ صرف فرمانے لگے بعد چندے دفعتہً بحکم بشارت غیبی خیر الواصلین حضرت شاہ محمد رحیم اللہ خان سنبھلی مرید و خلیفۂ حضرت خواجہ سید آل احمد شاہ سہسوانی قدس سرہما کی خدمت مین پہونچے اور بیعت طریقت باخذ خرقہ و تاج خلافت عمل مین آئی یہ دولت آبائی و میراث اسلاف کرام شاہ صاحب رح نے عطا فرما کر آپ کو رخصت کیا۔ بتائید ربانی مقامات سلوک و عرفان و منازل کشف و ایقان طے فرما کر متوجہ ارشاد و ہدایت بندگان خدا و مداوائے امراض روحانی ہوئے۔ اتباع کتاب و سنت مین قدم راسخ اور حقائق و معارف باطن مین پایہ عالی تھا۔ بدعات مروجہ صوفیہ سے احتراز و اجتناب واجب جانتے اور معتقدین کو متابعت قرآن و حدیث کی تلقین فرماتے۔ کسی امیر و غریب کا نذرانہ و شکرانہ قبول نفرماتے اور ہمیشہ دولتخانہ فیض کاشانہ پر رونق افروز رہتے سلسلۂ بیعت و ارشادت قائم تھا معتقدین مقامات دور و دراز سے آکر مرید ہوتے اور ہفتون آپ کے مہمان رہتے مگر خود بدولت کبھی مریدون مین دورہ نفرماتے الاماشاء اللہ

اعزہ خاندان و ذوی القربیٰ مین یتامیٰ و بیوگان و بیچارگان کی سرپرستی بخلوص فرماتے اور سب کی خبرگیری فرض سمجھتے کبھی کسی کے پاس محض ملاقات یا مصاحبت کے لیے تشریف نہ لے جاتے روساء و حکام خود دولتکدہ پر گروہ گروہ حاضر ہوتے اور خواہش علاج روحانی و جسمانی کرتے آپ کی مجلس مین بجز ذکر خدا و رسول و علما و صلحا دنیوی اذکار نہوتے تھے آپ کے استغنا و توکل کی ادنیٰ مثال یہ واقعہ ہے کہ امیر الملک والاجاہ نواب سید صدیق الحسن خان بہادر رح سے بزمانہ طالب علم دہلی مین آپ کا رابطۂ موانست مستحکم تھا اب بعد نوابی ریاست بھوپال حضرت کا ذکر خیر بتوسط ملک العلما مولنا حاجی سید محمد عبد الباری سہسوانی رح جو حضرت کے حقیقی برادرزادہ تھے نواب صاحب ممدوح کے گوش زد ہوا تو بفرط اشتیاق ملاقات و یاد آوری اتحاد قدیم استدعاے تشریف آوری کی اور بطریق زاد سفر ایک ہزار روپیہ نقد ارسال خدمت کیا آپ نے قدم رنجہ گوارا نفرمایا اور با دعیۂ و شکریہ روپیہ واپس فرما دیا چندے مکاتبت و مراسلت فیمابین رہی اور آپ نے اظہار مسرت و لطف فرمایا تصنیف و تالیف کے شغلہ سے کبھی خالی نرہے روزانہ کچھ اوراق تصوف و اخلاق و حالات اولیا و سیر و مناقب مین تصنیف فرماتے متعدد کتابین مجلد ضخیم ہین طبع و اشاعت کی جانب توجہ نہین فرمائی۔ اردو فارسی عربی تینون زبانون مین بے تکلف فی البدیہہ عبارت تحریر فرماتے نظم کی طرف بھی میلان طبع تھا چنانچہ ایک مجلد قصائد فارسی حمد و نعت و منقبت اصحاب و اہلبیت اطہار و مدح بزرگان دین مین مرتب ہے۔ قصیدۂ علویہ کئی سو شعر کا تلمیحات و اقتباس آیات و احادیث فضائل مرتضوی و رموز و کنایات معرفت و تصوف سے بھرا ہوا اور صنائع لفظی و معنوی سے معمور ہے اس کی عجیب و غریب شرح جو متکفل حل نکات و غوامض و تفسیر آیات و احادیث و طریقت ہے آپ کے صاحبزادہ صاحب سلمہ اللہ تعالیٰ نے آپ کی افادات و ارشادات سے تالیف کی ہے اور خود حضرت نے اسپر نظر ثانی فرمائی ہے اپنے باب مین بے مثل

(تصنیفات)

وعدیم النظیر ہے۔ شرف السادات بزبان اُردو حالات فقرا و اولیائے سادات سہسوان و تراجم بعض دیگر اہل کمال شاہد وسعت معلومات و تبحر علم ہے محرر سطور کو اس مبارک مسودہ سے جا بجا مدد ملی ہے ایک مجلد سیرت و حالات حضرت خواجہ خواجگان قطب الاقطاب زمان خواجہ سید قطب الدین مودود چشتی رضی اللہ عنہ میں زبان اُردو موجود ہے اس کے سوا چند رسائل عربی و فارسی علم تصوف میں اور ایک مجلد مصطلحات حضرات صوفیہ میں ہے۔ آپ ہر سال ایک مرتبہ دعوت عام درویشان وفقرا بصرف کثیر فرماتے اس میں دور دور سے درویش سالک و مجذوب آکر مہمان ہوتے تھے۔ جب زمانہ حیات آخر ہوا تو آپ نے صاحبزادہ صاحب کو اذکار و اوراد خاندانی و ملفوظات خاص حضرات آبائے کرام رح و تصنیفات خود مع چند کتب تصوف و معرفت و خرقہ و سجادہ خلافت تفویض فرما کر وصایائے نافعہ تلقین فرمائیں اور بعارضہ استسقا بعمر ۶۶ سال ماہ ربیع الاول ۱۳۰۹ھ ہجری میں بعد نماز مغرب کلمہ تشہد پڑھتے ہوئے رہگرائے عالم بقا ہوئے تغمدہ اللہ بغفرانہ۔ مادہ سال وفات آیہ کریمہ اِذَا الْجَنَّۃُ اُزْلِفَتْ سے عزیزی مولوی سید اعجاز احمد معجز سلمہ ربہ نے مستخرج فرمایا جزاہ اللہ تعالےٰ خیراً ۱۳۰۹ھ

(۱۸) مولوی حکیم محمد بدر الدین فاروقی رحمہ اللہ تعالےٰ

آپ کے والد شیخ محمد صدر الدین عمری مقام تھانیسر ملک پنجاب سے سن شباب میں سہسوان آئے مولانا شرف علی رح نے آپ کی شرافت حسبی و نسبی کی وجہ سے آپکا عقد نکاح اپنی دختر سے منعقد فرمایا اُن کے بطن سے حکیم بدر الدین صاحب اوائل صدی سیزدہم میں متولد ہوئے اور مع برادر حقیقی خود یعنی مولوی حکیم نیاز احمد صاحب بطلب علم سفر کیا فضلائے مشہورین و علمائے شہر دہلی سے اکتساب علوم درسیہ

حمد اولہ کرکے ہر دو فاضل متبحر ہوئے اور فن طب کی طرف توجہ فرمائی حضرت مولنا شاہ رفیع الدین دہلوی رح سے قانون شیخ بالاستیعاب پڑھا اور لعد تکمیل و فراغ درس و مطب آپ بیت السلطنت لکھنؤ مین رونق افروز ہوئے رسالدار نواب فقیر محمد خان بہادر نے بکمال قدردانی آپ کو اپنا مشیر و ندیم خاص بنایا اور آپ کو اظہار کمال کا موقع دیا۔ اعیان رؤسا و امرائے آپکی طرف معالجات مین رجوع کی دائرہ علاج و مطب وسیع ہوا اور شہرت و نیکنامی عام ہوئی آپ طبیب فاضل و حکیم کامل تھے قانون شیخ الرئیس پر حواشی و تعلیقات تحریر فرمائے طلبہ علم کو ایک مدت درس دیا توسط نواب صاحب موصوف محلات شاہی و شاہزادگان کا بھی علاج و مداوا کیا اور صلہ و جائزہ کثیر پایا۔ طرز معاشرت ابتدا سے رئیسانہ رہا۔ اسیر امرائے لکھنؤ کی صحبت اطعمہ لذیذ و پرتکلف کا شوق تھا دستار خوان پر احباب کا مجمع ہوتا تھا باورچیخانہ کے مصارف زیادہ تھے سیر چشمی و مروت و احسان و مہمان نوازی آپکے خاص اوصاف تھے جنکا ظہور اولاد امجاد مین بھی کامل طور پر تھا۔ چار صاحبزادے معدن علم و حکمت کے جواہر درخشان ہوئے ہر ایک کا تذکرہ بجائے خود درج ہوگا۔ چند بار مرض سرطان مین مبتلا ہوئے اور اپنے ہی علاج سے بفضلہ تعالے شفا پائی آخر بمقام قصبہ سندیلہ سنہ ۱۲۶۰ ہجری مین بمرض مذکور وفات پائی رحمہ اللہ تعالے

(۱۹) مولوی حکیم نیاز احمد بن شیخ صدر الدین فاروقی رحمہما اللہ تعالے

آپ کی تعلیم و اکتساب علوم کی حالت ذکر ہو چکی ہے آپ بھی اپنے بھائی حکیم بدر الدین کے مثل حکیم حاذق و طبیب فاضل تھے شہر دہلی مین درس و مطب فرمایا مولنا سید نذیر حسین محدث دہلوی رح نے آپ سے شرح سلم ملاحسن و کلیات نفیسی وغیرہ پڑھی اور ایک جماعت طلبہ آپ سے فیضیاب ہوئی حالات محدث دہلوی رح مین آپ کا تذکرہ بھی فہرست اساتذہ مین مذکور ہے وفات کا صحیح سن دریافت نہو سکا آپ کے نامور خلف حکیم محمد نور الحسن رح تھے رحمہ اللہ تعالے

(۲۰) مولوی حکیم سید محمد اسد علی بن میر وجیہ اللہ فاضلی رحمہما اللہ

ولادت تیرھوین صدی ہجری کے ابتدا مین ہوئی ہے جب سن شعور کو پہونچے تو کسب علم کا
خیال آیا لکھنؤ کا سفر کیا وہان سے بنارس گئے مولنا غلام حسین بنارسی سے علوم عقلیہ
وریاضیہ استفادہ کئے اور پھر لکھنؤ مین مولوی قدرت علی صاحب لکھنوی وبعض
فضلاے فرنگی محل سے تحصیل وتکمیل فنون درسیہ بکمال توجہ ومحنت فرمائی مطالعہ
کتب و مذاکرہ علم مین شب وروز منہمک ومشغول رہا کیے بعد فراغ درس علم طب کا
شوق ہوا اور کئی سال نامور شاہی طبیب حکیم مسیح الدولہ لکھنوی کے پاس درس ومطب
مین مصروف رہکر سند فضیلت حاصل کی اور انکے تلمیذ رشید شمار کیے گئے اور
مولنا حکیم محمد انور علی وغیرہ نامور علما واطبا سے مشاجرات ومناقشات رہے بعدہ وطن
واپس ہوئے اور تا آخر کہین باہر نہین گئے یہان درس علوم متداولہ ومطب وعلاج مرضی
مین اوقات صرف فرمائی اور نہایت سادگی وبے تکلفی کے ساتھ بسر کی بے طمعی وتواضع
وانکسار نفس وہمدردی غربا مین ضرب المثل ہوئے ایک جماعت اہل علم آپکے تلمذ سے
بہرہ یاب ہوئی آپ فضلاے منطقین وعلماے متبحرین سے تھے تقریباً ۱۲۸۳ھ ہجری مین
بعمر ۶۴ سال وطن مین انتقال فرمایا رحمہ اللہ تعالے آپکے حقیقی برادرزادہ مولوی
سید ابن حسن صاحب بعمرہ ۹۵ سال موجود ہین اور بذہن سلیم وعقل مستقیم اتباع
قرآن وحدیث مین ثابت قدم اور اعانت ونصرت اہل حق مین ہمیشہ سرگرم رہتے ہین
اور مقدمات قانونی وعدالتی مین مہارت ودلچسپی تمام ہے معاملہ فہمی وحلم ومستعدی و
سادگی مین امتیاز خاص رکھتے ہین اور باین سن وسال قانونی موشگافیون سے دلبستگی ہے
اور نزاعی معاملات مین مہا امکن حصہ لیتے ہین سلمہ اللہ تعالے وابقاہ —

(۲۱) مولنا سید محمد عبدالحسیب ابن سید ہدایت علی قاسمی رح

سال تولد ۱۲۳۱ھ ہجری ہے کتب درسیہ فارسی وصرف ونحو عربی اپنے نانا منشی

سید فتح علی رح سے وطن مین تعلیم پاکر شہر مراد آباد بطلب علم گئے اور مولوی احمد حسن صاحب و مولنا قطب عالم صاحب مراد آبادی سے کتب درسیہ معقول و منقول و علم طب حاصل کیا اور دینیات کا زیادہ حصہ مولنا عالم علی محدث تلمیذ حضرت شاہ عبدالعزیز دہلوی سے استفادہ فرمایا پھر وطن آکر بخدمت قطب الاتقیا تاج الاولیا حضرت مولنا سید محمد تاج الدین حسن قدس سرہ سے علوم معارف و اخلاق و تصوف و نکات فنون غریبہ و دقائق زبان فارسی و مقامات حقیقت حاصل کیے اور استفادہ فیوض و برکات کما ینبغی کیا - اور طریقۂ نقشبندیہ و قادریہ مین آنحضرت سے بعیت کی اور خاندان چشتیہ مین سید المجاہدین مولنا سرفراز علی صاحب جونپوری رح کے مرید ہوئے بقدردانی قاضی محمد شمس الاسلام عباسی بدایونی بمشغلہ درس و تدریس علوم بدایون مین چند سال قیام فرمایا اور اہل شہر سے جماعت کثیر نے آپ سے استفاضہ کیا بعدہٗ ریاست وان پور ضلع بلندشہر مین علم دوست رؤسا نے آپکو اپنے یہان بلا کر رکھا اور ایک مدت تک آپ کی خدمتگذاری کی حتےٰ کہ سفر حرمین شریفین مین آپ اُنکے ہمراہ تھے اور حج و زیارت سے مشرف ہوئے - علاوہ جامعیت علوم عربیہ عقلیہ و نقلیہ فارسی دانی و انشا نگاری و حل معضلات مصطلحات و فن تصوف مین دستگاہ خاص رکھتے تھے اور بغایت نیک نفس فرشتہ صورت بزرگ تھے بزمانۂ آخر وطن مین آٹھ سال تک طالبہ علوم کو چشمۂ فیض سے سیراب فرمایا اور ایک مدت مرض فالج مین مبتلا رہکر بعمر ۷۰ سال ۱۳۱۲ھ مین وفات پائی رحمہ اللہ تعالےٰ - مزار منور متصل دروازہ جنوبی مسجد شاہ عطا محمد رح ہے آپ کے تین صاحبزادہ ذی علم طبیب موجود ہین سلمہم اللہ تعالےٰ عزیزی مولوی سید اعجاز احمد سلمہ نے جو آپکے تلمیذ رشید ہین قطعہ تاریخ سال وفات موزون فرمایا ؎

عالم عصر صوفی صافی
بود عبدالحبیب خوش سیرت
از پئے سال رحلتش معجز
گفت نے ریب داخل جنت
۱۲ ۱۳ ھ

(۲۲) مولوی حکیم سید اشتفاق حسین بن مولوی سید بشیر الدین ہاشمی رح

آپکی ولادت تقریباً ۱۲۴۱ھ میں ہوئی کتب ابتدائیہ وطن میں پڑھکر بطلب علم سفر کیا۔ بدایون میں مولٰنا محمد فضل رسول رح سے اور بریلی میں مولوی رحیم اللہ رح سے اکتساب فنون عقلیہ ونقلیہ فرماکر دہلی پہونچے اور شاہی طبیب حکیم احسن اللہ خان دہلوی سے علم طب ومطب حاصل کیا پھر وطن واپس آکر درس ومطب کی جانب متوجہ ہوئے اور صحبت ومجالست علماء وفضلائے عصر مثل مولٰنا سید اولاد احمد ومولٰنا سید سراج احمد رحمہما اللہ میں زیادہ وقت صرف کرتے اور انکے مذاکرات ومشاغل علمی سے مستفید ہوتے تھے۔ علم فقہ وعربیت وریاضی میں مہارت زیادہ تھی تقلید کی طرف خاص رجحان تھا مسائل فرعیہ میں فقہ پر عمل پیرا تھے بعد شورش غدر بذریعۂ ملازمت انگریزی وتعلیم وتربیت اولاد معہ متعلقین بانس بریلی میں فروکش ہوئے حکام وقت ورعایائے شہر وقوم نے آپ کی بڑی عظمت وعزت کی ملک متوسط ہند میں بعہدۂ ڈپٹی کلکٹری مدت مدید ماموررہے پھر پنشن لیکر بریلی میں خدمات قومی واسلامی بکمال حمیت وہمدردی ادا کیں اجرائے یتیم خانہ وتعلیمگاہ آپکی عمدہ یادگاریں ہیں آنریری مجسٹریٹی ووائس پریسیڈنٹی میونسپل بورڈ سے ممتاز تھے۔ تربیت وتعلیم اولاد کی مثال بھی اعلیٰ وارفع قائم کی تینوں صاحبزادوں کو حافظ وقاری قرآن وعالم وحاجی بنایا اور انگریزی کی اعلیٰ تعلیم دلائی چنانچہ سب آپ کے سامنے بڑے عہدوں پر فائز ہوئے آپ نہایت پختہ مزاج مدبر ودوراندیش سعادت دینی ودنیوی سے بہرہ ور شہرت ونیکنامی میں بلند پایہ تھے باوجود سکونت بریلی نکاح پسران ودختران خاندان واعزۂ وطن میں کئے اور باہر غیر کفو میں قرابت نہیں کی آپ نے بعمر ۷۷ سال ۱۳۱۸ھ مطابق یکم جون ۱۹۰۱ء میں رحلت فرمائی

مزار شریف باغ تر شاہ بانس بریلی میں ہے رحمہ اللہ

(۲۳) حکیم محمد نور الحسن بن حکیم شیخ نیاز احمد فاروقی رحمہ اللہ

آپ حکیم محمد بدر الدین سابق الذکر کے حقیقی برادر زادہ تھے علوم ابتدائی صرف ونحو

و منطق وغیرہ مولوی حکیم سید اسد علی سہسوانی سے تحصیل کیے بعدہ رامپور جاکر کتب درسیہ متداولہ علمائے عصر سے پڑھین پھر صناعت آبائی علم طب دہلی و لکھنؤ مین اطبائے نامی سے حاصل کرکے مشغول مطب ہوئے کتب معقولات و فقہ مین مہارت و رسی حاصل تھی طلبہ علم آپ سے اکثر مستفید ہوتے تھے مطب کی طرف توجہ خاص تھی اور تشخیص امراض و تجویز مداوا مین سر آمد اطبائے زمان تھے رؤسا و امرا کی استدعا پر وطن سے باہر گئے اور خاص ناموری حاصل کی اضلاع بلند شہر و علیگڈھ مین رؤسائے عظام نے بقدردانی تمام آپ کو ایک مدت رکھا۔ آخر مین سیٹھ لکھمی چند رئیس شہر متھرا نے باصرار تمام مشاہرہ معقول پر آپ کو بلایا اور فروکش کیا دولت و ثروت کثیر سے متمتع ہوئے اور مال و نقد بسیار پس انداز فرمایا۔ آخر عہد تک متھرا مین بشہرت و نیکنامی بسر کی بعض مسائل فقہیہ مین آپ سے اور مولانا محمد عبد الحی فرنگی محلی لکھنوی رحمہ سے تحریری بحثین ہوئین۔ اولاد ذکور مین ایک فرزند زوجہ اولیٰ سے اور ایک زوجۂ ثانیہ سے آپ کے اعقاب ہین معرکۃ الآرا موقعون پر بمقابلۂ اطبائے نامور مثل حکیم محمود خان صاحب دہلوی و حکیم محمد ابراہیم خان لکھنوی وغیرہما آپ نے معالجہ و مداوا کیا اور کامیاب ہوئے آخر سنہ ۱۲۹۷ھ مین بمقام متھرا بعمر ۶۴ سال رہگرائے دار البقا ہوئے رحمہ اللہ تعالیٰ

(۴۴) مولوی حکیم سید الٰہی بخش بن سید نبی بخش صالحی رحمہ اللہ

آپ حکیم نور الحسن صاحب کے ہم سن اور تحصیل علوم مین سہسوان و رامپور مین ہم سبق و رفیق رہے ہے مولوی حکیم سید اسد علی رح سے کتب درسیہ پڑھ کر رامپور مین مختلف اساتذہ سے تکمیل درس کی بعض کتب معقولات شمس العلما مولانا محمد عبد الحق خیرابادی سے بھی استفادہ کین بعد تکمیل نصابات علم طب و طریقۂ مطب حکیم علی حسن خان لکھنوی

سے حاصل کر کے سند فراغ لی اور وطن واپس آکر علاج و تداوی مرضیٰ مین مصروف ہوئے کم سخنی و متانت طبع آپ کا وصف تھا مواقع بحث و مذاکرہ سے مجتنب رہتے تھے مطب ذریعہ معاش تھا اس لیے آپ خویش و بیگانہ سے یکسان تعلقات رکھتے تھے تقلید شخصی پر جمود تھا - آپ کے خلف رشید مولوی حکیم سید محمود عالم مرحوم ذی استعداد و نامور طبیب فخر خاندان ہوئے جیسا کہ مذکور ہوگا - سنہ ۱۲۹۶ ہجری مین آپ نے رحلت فرمائی مزار بیرون شہر وطن مین ہے - عمر تخمیناً ۶۵ سال ہوئی رحمہ اللہ تعالےٰ

(۲۵) مولوی سید نیاز حسن بن حاجی میر فرخند علی رحمہ اللہ

آپ کے جد اعلیٰ قصبہ اکروٹیہ سے سہسوان آکر متوطن ہوئے رفتہ رفتہ سادات سے قرابت قائم ہو گئی - آپ نے مولوی الٰہی بخش و حکیم نور الحسن کے ساتھ مولانا اسد علی صاحب سے وطن مین اور اپنے ماموں مولانا عبد الحبیب رح سے استفادہ کیا اور پھر سفر رام پور مین بھی ہر دو صاحبان کے رفیق و ہم سبق رہے ذہین و ذکی اپنے ساتھیون مین قوت ادراک و فطانت سے موصوف تھے تحصیل درسیات کے بعد بتعلق بعض حکام انگریز ملک پنجاب مین بعہدۂ تحصیلداری مامور کیے گئے مشاغل علمی سے خالی نرہتے اور علم دوست حکام آپ کی قدر شناسی کرتے تھے مولوی سید ممتاز حسن آپ کے چھوٹے بھائی ڈپٹی انسپکٹر مدارس پنجاب مقرر ہوئے جو علوم جدیدہ سے بہرہ ور ریاضی مین ماہر حکام مین معزز تھے - پنجاب مین سنہ ۱۲۹۴ھ و سنہ ۱۲۹۶ھ مین دونون حضرات نے بترتیب مذکور وفات پائی رحمہما اللہ تعالےٰ

(۲۶) مولوی حکیم سید محمد یعقوب بن مولانا سید عبد العلی مہاجر مکہ رحمہما اللہ

آپ اہل بیت علم و فضل سے صاحب وجاہت و تقویٰ تھے - سن و سال مین ہر سہ ارباب

علم وحکمت مذکور الصدر سے بڑے اور تحصیل علم مین سابق تھے وطن مین مولنا اسد علی صاحب سے اکتساب علم کیا اور پھر رامپور و ٹونک مین تحصیل علوم وفنون کی مولوی عبد الواجد نابینا رامپوری سے کتب درسیہ پڑھین اور مولنا سید حیدر علی ٹونکی کی خدمت مین استفادہ کیا حکیم مولوی امام الدین خان دہلوی مقیم ٹونک سے کتب طب کی تکمیل کی اور ایک مدت مطب مین مشغول رہے اس فن سے مناسبت خاص تھی زہد وورع وپابندی شرع وصلاح وسعادت وذکر وعبادت سے مزین اور محاسن اخلاق وفضائل موروثی وآبائی سے محلے تھے نواب محمد علی خان والی ٹونک نے آپکے حقوق موروثی وعزت وشرافت قدیم کا اعتراف کرکے باکرام واحترام آپ کو معتمد خاص بنایا پھر بعد معزولی نواب ممدوح آنکے دلی عہد نواب محمد ابراہیم علی دام اقبالہ نے سند نشین ہوکر طبیب ریاست کے منصب پر ممتاز کیا اور بکمال عقیدت وخلوص آپ کی عظمت وعزت کی معرفت خواص ادویہ وعلم نباتات ومعدنیات وترکیب ادویہ مین کامل اور تشخیص امراض وادراک اسباب وعلامات مین فائق الاقران تھے معرفت قواعد نبض وقارورہ وحذاقت علاج بدرجہ غایت تھی دواخانہ ریاست کے مہتمم بھی تھے ہمیشہ دیانت وتشرع کے ساتھ فرائض ادا کئے اور خویش وبیگانہ سے بحسن خلق و احسان وکرم ہمدردی فرمائی صبر واستقامت ورضا مین ثابت قدم تھے جوانمرگی اولاد سعید پر صبر جمیل کیا اب آپ کے دو خلف صالح موجود ہین۔ آپ کے چھوٹے بھائی مولوی سید محمد میر رح ندیم ومصاحب نواب اور صاحب سلیقہ خاص ومبصر ومدبر تھے صاحبزادگان ریاست آپ کا احترام کرتے تھے اکثر تربیت واتالیقی نوابزادگان آپ کو تفویض ہوئی آپ کا ازدواج ثانی راقم کی خواہر کلان مرحومہ کے ساتھ ہوا آپ کو حضرت تاج الاولیا قدس سرہ کے ساتھ ارادت خاص تھی اکثر ندیم خلوت رہتے تھے سنہ ۱۲۹۵ ہجری مین بمرض آکلہ دہن آگرہ مین وفات پائی۔

حضرت صاحب ترجمہ رح نے ریاست ٹونک مین بمرض فالج ۱۳۱۳ھ مین رحلت فرمائی رحمۃ اللہ تعالےٰ۔

(۲۷) امام المتکلمین مولانا العلامہ سید امیر حسن رح بن میر لیاقت علی فاضلی رحمہ اللہ

ولادت باکرامت تقریباً ۱۲۴۳ھ ہجری ہے عمر کا ابتدائی حصہ تحصیل علم سے بالکل خالی رہا عنفوان شباب مین بعد ازدواج و تاہل محض بمقتضائے حمیت و غیرت نفس طلب علم کے لیے کمربستہ ہوئے اور وطن سے نکلکر علیگڈھ کول کا راستہ لیا وہان علامۂ عصر مولنا محمد عبد الجلیل مجاہد اسرائیلی رح کی نظر انتخاب آپ پر پڑی اور تلافی اوقات مافات مین توجہ مبذول ہوئی۔ مبدء فیاض سے جوہر ذہن و ذکا و قوت حافظہ و سرعت فہم و ضبط کا بڑا حصہ عطا ہوا تھا اس وجہ سے اسرع اوقات مین منازل اکتساب وازدیاد بصیرت طے فرمائے اور وقائق علوم کی راہین کھل گئین بعدہ فرخ آباد مین مولوی بشیر الدین رح قنوجی سے تحصیل علم کی پھر بعض وسایل باعث سفر لکھنؤ ہوئے وہان علمائے فرنگی محل دابو البرکات مولنا تراب علی رح سے تکمیل فنون عقلیہ و حکمیہ وغیرہ فرمائی مگر تشنگی کم نہوئی اور اُس سے پیاس نہ بجھی وہان سے دہلی کا رخ کیا اور چندے مولنا مفتی صدر الدین خان بہادر کے حلقۂ درس سے استفادہ فرما کر شیخ الحدیث مولنا شاہ سید نذیر حسین رح و مولنا شاہ عبد الغنی محدث مجددی رح و مولنا شیخ عبد الحق بنارسی تلمیذ علامہ شوکانی رح کی خدمت مین کتب صحاح وغیرہ سماعاً و قراءۃً حاصل کرکے سند لی آپکے سوا دیگر مشائخ کرام سے اسانید کتب حدیث اخذ فرماکر وطن تشریف لائے اس مین تحصیل علم کی طرف متوجہ ہونا اور اس قلیل مدت مین فراغ حاصل کرنا اسکے ساتھ تبحر و وسعت نظر و سلیقہ وعظ و بحث فوق الوصف ہر شخص کو موجب

ارشاد

صد حیرت و استعجاب ہوا جو کچھ اساتذہ سے پڑھا اور مذاکرات مین حل ہوا اور جو مضامین مطالعۂ کتب سے حاصل ہوئے ہن وہ عین مستحضر فی الذہن تھے وطن آئے تو یہان علم کا بازار سرد پایا اہل فضل رحلت کر چکے تھے اور جو باقی تھے بسبب تعلقات معاش وطن سے باہر تھے آپ نے سوتون کو جگایا غافلون کو ہشیار کیا بیدینون کو دیندار اور جاہلون کو عالم بنانے کی کوشش مین خور و خواب کی پروا نہ کی ہر نوع ضبط و استقامت و تحمل سے کام لیا اور موعظہ حسنہ و تواضع و ملاطفت پر کاربند رہے انجام کار خلوص قلب نے مساعی دینی مین رنگ تاثیر دکھایا اور بھولے بھٹکون کو شاہراہ مقصود پر کھینچ لائے بیدین پابند شرع اور غافل عامل اور جاہل عالم ہوگئے یہ لاریب کرامت نفس قدسی و تائید الٰہی تھی۔ سبحان اللہ و بحمدہ۔ ایک جماعت کثیر نے طلب علم پر کمر باندھی اور آپ کے ہمراہ رکاب ہوئی باصرار اعیان تجار و رؤسائے دہلی چند سال آپ نے دہلی مین قیام فرما کر تشنگان علم و ہدایت کو چشمۂ فیض وعظ و ارشاد سے سیراب کیا ارباب ملل باطلہ و ادیان منسوخہ سے تحریری و تقریری مباحثات کیے جنمین بجز حمایت دین برحق و اعلاے کلمۃ اللہ ریا و عجب کا نشان نہ تھا اسی وجہ سے ہر معرکہ مین غالب و منصور رہے۔

فضائل علمی

جامعیت فنون معقول و منقول و فروع و اصول کے ساتھ معرفت حقائق دینیہ و حکم شرعیہ و علوم کتاب و سنت مین امام عصر و مجدد وقت تھے چونکہ شرائط اجتہاد و قواعد استنباط مجتمع تھے اس سبب سے تقلید شخصی پر کتنا مجتہد فی المذہب تھے ہر جزئیہ کو دلائل کتاب و سنت سے ثابت فرماتے اور منحرفین کو صراط المستقیم پر پہونچا دیتے رد بدعات و نہی منکرات مین ید طولیٰ رکھتے تھے علم کلام و اصول مین فائق الاقران اور تحقیق مسائل متنازعہ مین بیعدیل زمان تھے کتب ادیان مختلفہ پر نظر تھی اور بکمال قوت حافظہ مضامین و عبارات بلفظہ مستحضر رکھتے تھے

وسعت نظر و حافظہ

خوش بیانی کی تاثیر دلون کو مسخر کرتی اور حسن خلق کی ادا دشمن کو دوست

بنا دیتی تھی مخالفین آپ کے وعظ مین بدلچسپی تمام محو ہوتے اور اہل بدع واہوا اُنہے
عقائد باطلہ واعمال سیئہ سے تائب ہوکر جاتے - درس وافادہ کی یہ برکت مشاہدہ کی گئی
کہ مبتدی اقل مدت مین درجہ فضیلت پر فائز ہوگئے اور آپ کے مستفیدین صحبت ہادی
ورہنماے دین بن گئے ہر سو توحید وخدا پرستی کے آوازے بلند ہوئے اور ہر مجلس
مین قال اللہ وقال الرسول کے چرچے ہونے لگے قیام دہلی کے زمانہ مین شہرۂ علم و
فضل وآوازۂ کمال دور دور تک پہونچ چکا تھا بنابرین عمائد شہر میرٹھ و علم و وسعت
تجار جو حمیت دینی وقدردانی اہل حق سے موصوف تھے آپ سے قیام میرٹھ پر مُصر
ہوئے خصوصاً رئیس تجار باوقار شیخ الٰہی بخش مرحوم نے آپ کی خیر مقدم کی یادگار مین
ایک وسیع مدرسہ اسلامیہ عربی کی بناڈالی اور اسکا سنگ بنیاد حضرت کے دست مبارک
سے رکھا گیا اور وہ مدرسہ دینیہ بالکل آپ کی حفاظت ونگرانی مین دے دیا آپ نے
بھی بخلوص نیت لوجہ اللہ اپنی اوقات کو اُسکی خدمت کے لیے وقف فرمادیا علاوہ
طلبۂ شہر دور ودراز مقامات سے طالبان علم آکر آپ کے خرمن فیض سے خوشہ چین
ہوئے اور دامن مراد گلہاے مقصود سے بھر کر اساتذہ عصر ہوئے - وطن سے
بالخصوص شرفاے سادات واہل قرابت سے ایک گروہ کو اپنے ساتھ لے گئے اور
اِنکو حلیۂ علم وفضل سے آراستہ فرمایا چنین بہت سے علامۂ زمان وفخر دوران نکلے چنانچہ
آپ کے خلف شمس العلما مولٰنا سید امیر احمد رح وتلمیذ خاص رئیس الفضلا مولٰنا حاجی
سید عبد الباری رح ومولٰنا حاجی سید سبط احمد رح ومولوی سید محمد نذیر رح ان حضرات کا تذکرہ
مفصل درج ہوگا اہل وطن کے سوا آپ کے نامور شاگرد مولٰنا محمد تراب علی مرشد آبادی
سلمہٗ وقاضی محمد احتشام الدین مرادآبادی وغیرہما بالاستیعاب آپکے چشمۂ فیض سے
سیراب ہوئے اس دور مین سسوان سے جو کچھ آوازۂ علم وفضل بلند ہوا وہ سب آپ ہی
کی برکات انفاس کا اثر تھا جزاہ اللہ عنا وعن جمیع المسلمین خیراً - آخر زمانہ مین مدرسہ میرٹھ کا

انتظام اپنے نائبین و تلامذہ کے ہاتھ مین دے کر پابندی سے آزاد ہو گئے میرٹھ مین کم اور وطن و علیگڈھ مین زیادہ قیام فرماتے تھے وطن مین درس قرآن و حدیث و مذاکرہ و مناظرہ مین صرف اوقات فرماتے اور طلبۂ مستعدین کو باہم دینی مسائل مین بطور بحث مشغول کرتے عوام کو ترک منہیات و پابندی صوم و صلوۃ کی طرف بحُسن مساعی ترغیب دیتے مسجد غلام علی شاہ مین روزانہ درس ہوتا طلبہ علم مذاکرہ و مباحثہ کرتے ہر جمعہ کو آپ وعظ قرآن و حدیث سے مجمع کثیر کو مستفید فرماتے اگر کوئی غیر مذہب آجاتا تو نہایت خوبی کے ساتھ مطالب کی باگ اسکے مذہب کی طرف پھیر کر نرمی و خوش بیانی کا جوہر دکھلاتے ہوئے اصولاً و فروعاً احقاق حق و ابطال باطل فرما کر مخالف کی تشفی کر دیتے مذاہب باطلہ کے جزئیات مع ادلہ کو مالہا و ماعلیہا بیان کرتے۔ پادری ہاسکن یوروپین مقیم بدایون و پادری اسکاٹ انگریز مقیم بریلی جو فرقہ نصاریٰ کے نامور قسیس و عالم تھے اور بڑے محقق و مناظر سمجھے جاتے تھے بارہا آپ سے بر سر بحث ہوئے اور آپ کی وسعت نظر و تحقیق مذاہب کا لوہا مان گئے۔ اکثر سہسوان بھی آپ کی ملاقات کو آئے اور وعظ سُنتے دونون کا اعتراف تھا کہ ایسا محقق آج کوئی اور نہین ہے آپ کو الزام و اسکات خصم مین قوت خداداد ہے پادری اسکاٹ نے جب ولایت مین آپ کے انتقال کی خبر سُنی تو انگلستان کے ایک مشہور انگریزی اخبار مین آپ کے متعلق مضمون طویل شائع کیا جس مین آپ کی علمی و تحقیقی فضیلت و قوت بحث دکھا کر آپ کو علماے ہند مین بیمثل و یکتا تسلیم کیا ہے۔ اَلْفَضْلُ مَا شَهِدَتْ بِهِ الْاَعْدَاءُ

علامۂ نحریر مولٰنا محمد بشیر صاحب محدث سہسوانی، آپ ہی کے فیض صحبت و ارشاد سے سالک جادۂ تحقیق و تارک تقلید ہوئے اور جب مولٰنا ابوالحسنات محمد عبدالحی لکھنوی سے مسئلہ وجوب زیارت پر مباحثہ و مناظرہ ہوا اور طرفین سے رسائل تصنیف ہو کر شائع ہوئے تو آپ کی آخری تصنیف جسپر کہ بحث کا خاتمہ ہوا ہنوز غیر مکمل تھی کہ

وعظ و درس

اہل مذاہب و مناظرہ

ذکر تصانیف

اتفاق سے مولنا محمد بشیر صاحب حضرت مولنا سے ملاقی ہوئے اور بعض مقامات مبحوثہ
مین اپنا تحیر و ضعف بیان فرمایا اور مولنا لکھنوی کا رسالہ پیش کیا آپ نے فوراً فرمایا
کہ آپ کے مقابل کی تصنیف کا ماخذ کتاب شفاء السقام علامہ سبکی رح ہے اور اس کا
جواب باصواب ورد بلیغ صارم منکی مصنفہ امام محمد بن عبد الہادی رح ہے ساتھ ہی اسکے
بعض مقامات جو ذہن مین محفوظ تھے سُنا دیے اس بشارت و اشارت سے کچھ
کام چلا اور کتاب کی جستجو ہوئی آخر آپ ہی نے مولوی عنایت اللہ ساکن بمبئی سے وہ
کتاب مطلوب منگا کر مولنا کے حوالہ کی اور جواب مکمل ہو کر لا جواب ثابت ہوا۔ آپ کی
تصنیفات مسائل متنازعہ ورد بدعات و حمایت سنت مین تلامذہ و احباب کے نام سے
شائع ہوئین انکی تعداد کثیر ہے رسائل متوسطہ ہمیشہ ایک دو جلسہ مین لکھا دیتے اور
نقل عبارات مستندہ کے لیے کتابون کی طرف کمتر رجوع فرماتے بعد و قوت حافظہ کتب
فقہ و اصول و فتاوے و کلام کی طویل عبارتین بلفظہ زبانی پڑھ کر سُناتے کاتب انکو قلمبند
کر لیتا اکثر صفحہ و سطر و باب وغیرہ کا صحیح پتا بھی بتا دیتے جس پر سامعین متحیر و متعجب ہوتے
تھے۔ رسالہ تلک عشرۃ کاملہ مولفہ مولوی سید محمد نذیر سہسوانی مین لکھا ہے کہ آپ نے
الٰہیات شفا پر ایک حاشیہ مسمّیٰ بحر زخار تصنیف فرمایا تھا۔ ریاست حیدر آباد دکن
مین جب بعض کتب شیعہ کی تردید و جواب نویسی کا انتظام در پیش ہوا اور والی
دکن نے ملاذ المناظرین حضرت مولنا محمد حیدر علی فیض آبادی تلمیذ رشید مولنا
شاہ عبد العزیز محدث دہلوی مصنف منتہی الکلام و ازالۃ الغین کو با وجود کبر سن و
ضعف قوی اس امر مہتم بالشان کا متکفل بنایا آپ نے طوعاً و کرہاً بعد عذر ضعف و
اضمحلال پیری قبول فرمایا اور استدعا کی کہ کوئی معین صاحب بصیرت و عالم وسیع النظر
شریک مہتم آپ کو دیا جائے چنانچہ آپ ہی کے انتخاب و تجویز پر حضرت مولنا مرحوم کو
بمشاہرہ چار سو روپیہ ماہوار بوعدہ اضافہ آئندہ تا یکہزار روپیہ ماہوار طلب کیا گیا اعزہ

تصنیفات

تعلق حیدرآباد

و احباب نے بھی ترغیب دی مگر آپ نے فرمایا کہ مین اپنے اوقات درس و وعظ کو مباحثات و مشاجرات مین صرف کرنا اور تقرب امراؔ و عیش و تنعم اختیار کرنا نہین چاہتا ایک دیندار عالم کے لیے اس سے بڑھ کر کوئی فتنہ نہین ہے۔ یہان سے آپکے استغنائے نفس و قناعت و خلوص سعی کا پتا لگتا ہے اور میدان علم و تحقیق و بحث و مناظرہ مین ایک علامۂ عصر کی نظر نے آپ کی ذات مجمع کمالات کو تمام ہند مین منتخب کیا اس سے آپکی فضیلت و اعتراف اہل فضل ظاہر ہے حسن خلق و تواضع و بذلہ سنجی و رنگینی طبع خاص شعار تھا گویا ع بوڑھون مین جوان بوڑھون مین بوڑھے لڑکون مین لڑکے ۔ آخر مین آپ کے مشاغل کا بڑا حصہ عبادت و ذکر و ریاضت نفس تھے ایک مرتبہ بذوق و شوق تمام حضرت شاہ رحیم اللہ خان سنبھلی خلیفہ و مرید حضرت خواجہ سید آل احمد شاہ سہسوانی قدس سرہ کی خدمت مین وطن سے سنبھل گئے اور بحسن ارادت و خلوص قلب چندروز مستفیض صحبت رہے۔ اگرچہ بطریقہ معروفہ انعقاد بیعت نہین ہوا مگر فیض روحانی و تجلیات ربانی سے مالامال ہو کر وطن واپس ہوئے اور شیخ کے کمال و کرامات کے بیحد مداح تھے۔ اسکے بعد حالت مین زیادہ تغیر ہوا اور جذبۂ معرفت نے تمام اشغال سے سبکدوش کر کے کنج خلوت مین زاویہ نشین بنا دیا بجز ذکر و فکر و مجاہدہ کوئی کام نکرتے تھے اسی حالت مین علیگڈھ تشریف لے گئے اور وہین معمولی ناسازی طبع مین بروز دوشنبہ یازدہم صفر سنہ ۱۲۹۱ ہجری کو جوار رحمت کی طرف منتقل ہوئے رحمہ اللہ تعالے اس حادثہ کی تاریخ اخی مکرم مولوی سید محمود حسن بن حضرت تاج الاولیاء نے بصنعت صوری و معنوی فی البدیہہ تصنیف فرمائی ؎

رحلت حضرت سے کیون عالم نہو ماتمکدہ	غم سے سینہ شق ہی ہر طفل و جوان و پیر کا
دی ندا محمود کو ہاتف نے بہر سال فوت	لکھ صفر کی گیارھوین اور سنگ ان ہی پیر کا

عزیزی مولوی سید اعجاز احمد سلمہ ربہ نے آیہ پاک ذکر رحمۃ ربک خیر سے ۱۲۹۱ھ

اعداد مطلوبہ مستخرج کیے جزاہ اللہ تعالے

(۲۸) مولوی شیخ محمد سخاوت حسین خلف محمد افضل حسین انصاری رح

آپ نے اولا مرادآباد ورام پور کا سفر کیا اور علماے وقت سے تحصیل فنون رسمیہ درسیہ کی بعدہ لکھنؤ گئے اور عربیت وفقہ واصول کی تکمیل کی اور بعد فراغ درس نظامیہ وعلوم متداولہ وطن واپس ہوکر درس وتدریس مین مشغول ہوئے۔صرف ونحو عربی سے آپ کو خاص مناسبت تھی جزئیات مسائل نوک زبان پر تھے اور تصانیف ائمہ نحو مستحضر رکھتے تھے اکثر بحث ومذاکرہ مین اپنے مقابل کو مشاجرات نحویہ مین لیجا کر ملزم وساکت فرمادیتے تھے۔سلسلۂ طریقت مین شاہ محترم علی صاحب خیرآبادی رح کے ہاتھ پر بیعت کی اور صوفیت مروجۂ عام سے قدم آگے نہ بڑھایا باوجود علم وفضل ظاہر تقبیل مزارات واستعانت اموات وبدعات عرس ونذور غیر اللہ کو مباح خیال کرتے اور عظمت تعزیۂ وعَلَم کو موجب ثواب سمجھتے تھے تعظیم مرشد کا یہان تک حق ادا کرتے کہ قصبہ خیرآباد پہونچکر پانوٗن سے نعلین اُتار دیتے اور کوچہ وبازار مین برہنہ پا پھرتے مجالس میلاد وسماع مین شریک ہوتے سہسوان مین آپ کے خالہ زادہ مولوی سید عبد الصمد شاہ رح آپ کے شاگرد رشید تھے نواح بلندشہر وعلیگڈھ مین بقدر دانی رؤساے علم دوست برسون قیام فرمایا اور طلبہ علم آپ کے فیض تعلیم سے بہرہ ور ہوئے مہمان نوازی وسیرچشمی آپ کا وصف خاص تھا ایک دو مہمان کے لیے اپنی گھر کی بکری گاے ذبح کردیتے تھے اسم بامسمے تھے آپ کے چھوٹے صاحبزادے مولوی قطب الدین عرف برہمچاری سیل ہند مقابل فرقہ آریہ اس زمانہ مین مشہور دیار وامصار ہین اکثر لکھنؤ مین قیام رکھتے ہین۔آپ کی رحلت بعمر ۶۲ سال ۱۲۹۹ھ مین بمقام خیرآباد ہوئی رحمہ اللہ تعالے وعفاعنہ

(۲۹) مولوی حکیم سید احمد حسن بن قاضی سید محمد حسن صاحب رحمہما اللہ تعالیٰ

آپ نے ابتداءً وطن مین تحصیل علم کی اور پھر دہلی جاکر فنون متداولہ اکتساب فرمائے چونکہ ابتدا سے فارسیت کی جانب بھی میلان طبع اور نظم و نثر فارسی لکھنے کا شوق تھا دہلی مین مرزا اسد اللہ خان غالب سے مشورہ کرتے اور کاملان فن کی صحبت سے مستفیض ہوتے رہے بعد تکمیل درس عربی بتوسل بعض اعزہ مقتدر و ذی جاہ ریاست بڑودہ ملک گجرات تشریف لے گئے وہان نامور طبیب حکیم ہاشم علی خان موہانی سے علم طب استفادہ کیا اور مطب و علاج مین مصروف ہوئے بوجہ تعلقات ملازمت ریاست و قدردانی رؤسا بڑودہ مین سکونت اختیار فرمائی اور اپنے اقارب و اخوان کو بھی پاس بلا کر خدمات ریاست پر مامور کرا دیا بامروت و سیر چشم و کریم و مہمان نواز و قدرشناس اہل علم تھے مطالعہ کتب و صحبت ارباب کمال و تصنیف و تالیف و شاعری و انشانگاری مین زیادہ دلچسپی کے ساتھ اوقات بسر فرماتے علما و شعراے صادر و وارد کو بشوق تمام مہمان رکھتے تھے مولٰنا سید احمد حسن عرشی قنوجی رح بن مولٰنا سید اولاد حسن رح جو نواب سید محمد صدیق حسن خان بہادر مرحوم کے برادر کلان صاحب فضل و کمال تھے جب بعزم حج بیت اللہ چلے تو بڑودہ مین آپ کے مہمان رہے اور وہین وفات پائی یہ واقعہ ۱۲۷۷ھ ہجری کا ہے۔ نواب صاحب ممدوح رح سے اسی بناپر آپ کا تعارف و رابطہ و داد ہوا اور اکثر کتب مصنفہ آپ کو بھیجین نواب صاحب رح نے اتحاف النبلا وغیرہ مین تحت ترجمہ مولٰنا عرشی رح آپ کا ذکر خیر لکھا ہے اردوے معلی مین مرزا غالب کے چند خطوط دوستانہ آپ کے نام ہین۔ آپ کا کتب خانہ علوم و فنون مختلفہ کی کتابون کا بڑا ذخیرہ تھا بڑودہ مین ۱۳۱۰ھ ہجری کو بعمر ۶۵ سال انتقال فرمایا آپ کے فرزند ارجمند سید محمود حسین سلمہ ربہٗ جانشین پدر ہین۔ آپ

محرر سطور کے قریبی خال با افضال تھے رحمہ اللہ تعالی

(۳۰) مولوی حکیم امداد حسین بن شیخ امیر اللہ رحمہ اللہ زبیری

آپ اپنے سلف کے سرمایۂ نازخلف اور فخرخاندان تھے مسکن آبائی محلہ دہلیز ہے قاضی محلہ کے اہل کمال کی صحبت نے تحصیل علم کا شوق دل مین پیدا کیا اور اساتذۂ عصر سے مستفید ہوکر بطلب علم سفر کانپور و لکھنؤ کیا ذکاوت ذہنی و استعداد فطری سے چند سال مین کتب درسیہ معقول و منقول علماے وقت سے بغور و تدبر پڑھیں فنون منطق و فلسفہ و ریاضی مین مہارت تامہ حاصل کی اور فاضل متبحر ہوئے اور علم طب و طریقہ علاج و مطب بمحنت تمام حاصل کرکے بعد مدت وطن مالوف کا رخ کیا مزاج مین صفائی و تکلف تھا نازک و دماغی و لطافت طبع بدرجہ غایت تھی لکھنؤ کی طرز معاشرت و تہذیب پر کاربند ہوئے فنس و پالکی مین سوار ہونا پسند فرماتے افسوس کہ زمانہ ناقدرشناس ہے با این ہمہ علم و فضل و حذاقت خلق و متواضع بھی تھے مگر خودداری کے ساتھ لہذا اہل وطن نے اجنبیت کی نظر سے دیکھا اور عوام کو آپ کی سنجیدگی سے وحشت ہوئی مطب کو فروغ نہو سکا آخر بحالت ناسازعدت روزگار بعمرہ ۴۵ سال عالم بقا کو رحلت فرمائی ۱۲۹۵ھ سال وفات ہے رحمہ اللہ تعالی

(۳۱) حکیم شیخ مصطفے علی ولد منشی کریم الدین صدیقی رح

آپ مولوی حکیم بدر الدین رح کے خواہرزادہ تھے عربی صرف و نحو وغیرہ سے فارغ ہوکر کتب طبیہ فارسی و عربی مین توغل کیا اور حکیم صاحب موصوف سے طریق علاج و مداوا مین مستفید ہوئے تشخیص امراض و تجویز معالجہ مین حاذق تھے زبان فارسی و تعلیم کتب درسیہ فارسی مین ممتاز تھے کتب طبیہ فارسی کا ہمیشہ درس قایم رکھا آپ کے مشاہیر

تلامذہ سے آپ کے فرزند حکیم انوار الحسن اور اعزہ مین حکیم سید ابن علی و حکیم سید عبد الحق و حکیم سید نظر حسن و حکیم شیخ بدر الحسن وغیرہم ہوئے آخر عمر مین نابینا ہو گئے اور بعمر ۷۰ سال سنہ ۱۲۹۳ ہجری مین انتقال فرمایا رحمہ اللہ تعالے

(۳۲) حضرت مولنا شاہ محمد سعید بن مولوی سید بہاء الدین حسن فاضلی رح

آپ حضرت تاج الاولیا رح کے حقیقی برادر زادہ تھے ابتدائی زمانہ حضرت ہی کی خدمت مین بسر کیا اور تربیت و تعلیم فرزندانہ پائی نظر کیمیا اثر نے حالت مین تغیر اور طبیعت مین آزادگی پیدا کر دی باین ہمہ تحصیل علوم و اکتساب فنون کی جانب متوجہ ہوئے کلام اللہ شریف معہ قراءت سبعہ و تجوید حفظ کیا اس کے بعد چند سال مین دہلی و لکھنؤ قیام فرما کر علوم درسیہ معقولہ و منقولہ و تفسیر و حدیث و فقہ تحصیل کیے سرعت فہم و ذکاوت و قوت حافظہ کا وصف بمرتبہ نہایت رکھتے تھے جذب معرفت و کیفیت وجد و ذوق عرفان فطری تھا لہذا علوم ظاہری کے ساتھ معارف باطنی کا دریا موجزن رہا ہنگام تلاوت قرآن مجید جوش رقت قلب ہوتا اور آبدیدہ ہو جاتے خشیت الٰہی کا اثر تغیر بشرہ و لرزہ اندام سے ظاہر ہوتا اور کبھی استغراق و محویت کی حالت طاری ہو جاتی۔ تکمیل تحصیل ظاہری و طی مراحل باطنی کے بعد وطن تشریف لائے باتباع سنت و حکم بعت عقد نکاح کیا اور چند سال مقیم رہے بعدہٗ لکھنؤ کا رُخ کیا اور تا آخر حیات وہین رہے تعلقات دنیوی کو وطن سے نکلتے ہی خیر باد کہی۔ ہر صنعت خط مین خوشنویس کامل تھے کتابت قرآن کا مشغلہ کیا اور مطابع کو باجرت کاپیان لکھ کر دین اور بسر اوقات فرمائی مجاہدہ نفس و تزکیہ باطن و عبادت شغل شبا روزی تھا بعدہ جذب و سکر کی منزل مین قدم پہونچا مگر خلاف شریعت مصطفوی کوئی امر سرزد نہوا تا دیۂ فرائض و سنن مین ثابت قدم متبع قرآن و حدیث رہے اور باوجود عدم اشتغال علوم ظاہری

نعت سخن دان

[illegible]

وترک درس ومطالعہ آپ کے استحضار علم پر علمائے زمانہ انگشت بدندان ہوتے تھے
معضلات فنون ودقائق علوم بے غور وفکر حل فرما دیتے اور عبارات کتب زبانی سنا
دیتے۔ تاثیر وقبولیت کا یہ عالم تھا کہ عمائد امرا ورؤسا اور حکام واعیان شہر لکھنؤ
ومضافات کا در دولت پر انبوہ رہتا اور نوبت نبوبت حاضر خدمت بابرکت ہو کر ملتجی دعائے
قضائے حاجات ہوتے عامہ مخلوق ہندو ومسلمان بغرض استمداد رجوع کرتے
مقتدر انگریز وحکام ہر صیغہ کلکٹر وکمشنر وغیرہ بھی حاضر ہو کر تکریم وتعظیم بجالاتے
تھے مشہور صاحب مطبع منشی نول کشور سی۔ ایس۔ آئی۔ آپ کو اپنی عزت ودولت
کا ذریعہ سمجھتے اور بکمال عقیدت روزانہ حاضر خدمت ہوتے اور ہر تیسرے روز آپکے
کھانے کے لیے خود کھانا لیکر آتے اور دست بستہ سامنے کھڑے رہتے۔ اسی
کھانے پر آپ قناعت فرماتے تھے اور کسیکا ہدیہ ونذر نقد وجنس قبول نہ فرماتے
اعزۂ وطن سے جب کوئی فائز خدمت ہوتا بحسن خلق ومحبت پیش آتے۔ راقم سطور
ایک مرتبہ وطن سے ریاست بھوپال کو واپس جاتے ہوئے راستہ مین لکھنؤ
اُترا اور حاضر خدمت اقدس ہوا بغیر تعارف وملاقات سابق بطریق بزرگانہ
میرا نام لیکر اظہار مسرت فرمایا اُٹھ کر بغلگیر ہوئے اور اپنے قریب بٹھایا اور خود بخود
حصول مقصد کی بشارت دی چنانچہ بھوپال پہونچکر اسکا فوراً ظہور ہوا وقت رخصت
بستہ کھولکر ایک روٹی کا ٹکڑا اور پان کی گلوری مرحمت فرما کر دعائے غنائی
نفس وسلامتی ایمان دی۔ مجکو اُس حالت کشفی واطلاع مافی الضمیر پر آجتک
حیرت ہے برکت پارۂ نان یہ پاتا ہون کہ بحمد اللہ ابتک محتاج غیر اللہ ومنت کش
مخلوق نہوا بلکہ اہل مال ودولت سے زیادہ فارغ البالی وخوشحالی مین بسر
کی اور محسود حُسّاد رہا۔ اب گلوری پان کی برکت کا امیدوار ہون کہ رحمت آلہی
سے خاتمہ بالخیر ہو سر سبزی نخل ایمان وسرفروئی آخرت سے بہرہ ور ہون

وَذٰلِكَ لَيْسَ عَلَى اللّٰهِ بِعَزِيْزٍ ۝ وفات شریف لکھنؤ مین سنہ ۱۳ ہجری مین ہوئی کسی بیدین شقی نے اپ کے کھانے مین زہر ملا کر شہید کیا قدس اللہ تعالے سرہٗ وجہرہٗ ۔ اس واقعہ کی تاریخ سید المورخین عزیز معجز سلمہ ربہ نے یہ لکھی ہے ؎

امام ظاہر و باطن امین سر خدا	نمود عزم سفر سوئے جنت الماوٰے
بگفت از پئے تاریخ مصرعے معجز	وفات شاہ محمد سعید نور ہدے

(۲۳۳) شمس العلما مولٰنا سید امیر احمد بن مولانا سید امیر حسن محدث رحمہما اللہ

آپ کی ولادت تقریباً سنہ ۱۲۶۲ ہجری مین ہے جب آپ کے والد بزرگوار بعد فراغ اکتساب علوم وطن واپس ہوئے تو آپ کی تعلیم کی جانب توجہ فرمائی اور قیام دہلی و میرٹھ مین آپ کو اپنے پاس رکھا بفحوائے الوکلہ ... کا بیٹہ جودت ذہن و قوت حافظہ مین عدیم النظیر تھے تیزی فہم و جسارت و جولانی طبع و بیباکی سے موصوف اور بحث و جدل کی طرف راغب تھے اقل مدت مین جملہ علوم درسیہ و کتب متداولہ اپنے پدر بزرگوار سے جودت و اتقان کے ساتھ استفادہ فرما کر مشغول درس و تدریس ہوئے خیر المتکلمین مولٰنا الحاج اخونا سید محمدؐ عبد الباری رح آپ کے ہمدرس و ہمسبق مشاغل رہے اور باہم ارتباط دوستانہ و محبت برادرانہ رکھتے تھے ۔ بعد قطع تعلقات میرٹھ حضرت شمس العلمانے دہلی خورجہ آگرہ لکھنؤ بریلی بدایون آنولہ وغیرہ مختلف اوقات مین قیام فرمایا اور ہر جگہ طلبہ علم درس و تعلیم سے مستفید ہوئے جامعیت فنون عقلیہ و نقلیہ و مذاق ادب و معقولات و فطانت و تفنن طبع و استحضار علوم و جودت حافظہ مین سر آمد فضلائے عصر تھے جس کتاب کو دیکھ لیتے وہ ذہن مین محفوظ ہوجاتی اکثر عبارات طویلہ زبانی نقل فرماتے اکثر اشعار عربی و حماسہ و دیوان متنبی و مقامات حریری کا تحفظ تھے متون منطق و حکمت و نحو و بلاغت کے درس مین

اقوال کثیرۂ شارحین و محشئین بیان فرماتے اور بحث و مناظرہ مین طرز استدلال متکلمانہ
و فلسفیانہ پر قادر تھے اور بوجہ جامعیت علوم و استحضار مضامین مقابل پر غالب آتے
تھے نامور علماسے مجالس بحث و مجادلہ منعقد کین اور گاہ بشوق طبع و حدّت ذہن خلاف
مخالف پر ضد و اصرار کیا اور اپنے دعاوی کی تائید اور خصم کی تردید زور شور سے کی یہ کیفیت
ابتدا مین زیادہ تھا۔ تقریباً ۱۸۶۰ء مین گورنمنٹ ہند نے عربی ورنیکولر مدارس جاری
کیے اور آگرہ مین اسی صیغہ کی مدرسی اول پر آپ مامور ہوئے اور قریب تین سال
فرائض درس و تعلیم انجام دیے وہین حقیر راقم سطور بھی آپ کے چشمۂ فیض سے
سیراب ہوا اور ایک جماعت کثیرۂ طلبہ علم کے ساتھ آپ سے اکتساب علم کیا علامہ
مولنا محمد بشیر سہسوانی رح مدرسہ سینیٹ جونس کالج مین عربی فارسی کے پروفیسر تھے اور
آپ مدرسہ عربی کے صدر مدرسین اور میرے اخ معظم حضرت مولنا سید محمد عبد الباری
رحمہ اللہ علم ادب و ریاضی کے مدرس اعلےٰ تھے ہر سہ فضلاے سہسوان اپنے اپنے
مکان پر بھی مختلف فنون معقول و منقول طلبہ علم کو پڑھاتے اور تصنیف و تالیف و بحث
و مناظرات و وعظ و درس مین شب و روز مصروف رہتے تھے تینون ہموطن اور باہمی
تعلقات قرابت کے سوا رابطۂ محبت و یگانگی بدرجۂ غایت رکھتے تھے شمس العلما رح
اکثر اپنے زور طبع مین غیر کی موافقت گوارا نفرماتے اور مسائل مختلفہ مین مولنا
شیخ محمد بشیر رح کے مقابل ہوجاتے تھے اور تردید مین زور قلم و زبان صرف فرمادیتے
تھے اور کبھی نزاع بڑھ کر باہمی شکر رنجی کی کیفیت بھی نمایان ہوجاتی تھی اور فاضل
علامہ اخی معظم رح جو دونون حضرات پر اثر خاص رکھتے تھے باہم مصالحت و تجدید اخلاص
مین سعی فرماکر پھر شیر و شکر کردیتے تھے اور دونون بزرگ بصفاے قلب متحد ہوجاتے
تھے ہر سہ ارباب کمال حقیر کے استاد تھے سلوک جادۂ تحقیق و اتباع خاص کتاب و سنت
ہر ایک کا نصب العین تھا پیروی عقائد سلف و رد شرک و بدعت مین ہر ایک ممتاز تھا

حضرت شمس العلما جب بتقریب نکاح اول قصبۂ خیرآباد مین میر محمد حسین خان بہادر سہسوانی
کے مکان پر فروکش تھے مولنا محمد عبد الحق بن مولنا محمد فضل حق خیرآبادی رح سے ملاقی
ہوئے اور باہم آمد و رفت رہی مولنا خیرآبادی کی بعض تلامذہ ممتاز بھی آپ کی خدمت مین
حاضر ہوتے تھے ایک صحبت مین آپ نے باثنائے تذکرۂ علم و فضل مولنا فضل حق رح مولنا
شاہ محمد اسمعیل شہید رح کے مقابلہ مین انکی نفسانیت و تعصب اور کمزوری بیان فرمائی یہ واقعہ
جب مولنا کے گوش زد ہوا تو نہایت برافروختہ ہوئے اور باہم کشیدگی پیدا ہوگئی آپنے
اپنے اثبات مدعا مین ایک رسالہ مبسوط مسمی نقض الاباطیل فی الذب عن الشیخ اسمعیل رح
مسئلہ امکان نظیر مین مولنا فضل حق رح کے رسالہ کا رد لکھا اور اُنکے خلف الرشید
موصوف کی خدمت مین بتوسط بعض اعیان رؤسا بھیجا مگر صدائے برنخاست کا
مضمون دیکھکر بعد انتظار بسیار کتاب ہدیۂ سعیدیہ وغیرہ مصنفات مولنا فضل حق رح پر
دس اعتراضات منطقیانہ و فلسفیانہ فوری تحریر فرماکر روانہ کیے اور متقاضی جواب
ہوئے اسکے بعد مختلف مقامات پر آپنے بوساطت اعیان رؤسا مثلاً دہلی مین موقع
دربار ۱۸۷۷ء اور لکھنؤ و آگرہ مین مولنا سے مطالبہ تحریر جوابات کیا اور ریاست رامپور
مین بھی تحریک بحث و مناظرہ کی اور اعتراضات متعلق فن معقول رسالہ مطبوعہ ملک عشرۂ کاملہ
مین مولوی سید محمد نذیر مرحوم نے جمع فرماکر شایع کیے بزمانہ قیام بدایون ۱۲۹۰ھ ہجری
مین دربارہ مسئلہ امکان و امتناع نظیر مولوی محمد عبد القادر بن مولوی محمد فضل رسول
بدایونی آپ کے فریق مخالف ہوئے اور مجلس مناظرہ شہر سے بعید محلہ شیخوپور مین باہتمام
شیخ انتظام الدین صاحب رئیس عصر منعقد ہوئی چندروز متواتر تحریرات جانبین کی آمد و شد
رہی آپ کی طرف سے جواب بدلائل عقلیہ و نقلیہ مع نقل عبارات مستندہ ہمروزہ بلکہ
فی الفور پہونچتا تھا اور کوئی کتاب بھی آپ کے ہمراہ نہ تھی۔ فریق آخر کی جانب سے بعد انتظار
بسیار و تقاضائے مسلسل جواب موصول ہوتا حالانکہ ایک بڑا کتب خانہ ہمراہ تھا اور حسب

ضرورت بدایون سے بھی کتب کثیرہ طلب کی جاتی تھیں شرکائے جلسہ مناظرہ وحاضرین شیخوپور تمام حالات کا معاینہ و موازنہ کرتے تھے عمائد روسا و اعیان امرا کو مباحثہ کے نتایج کا انتظار تھا کہ ایک روز عین شدت گرما مین دوپہر کے وقت سنا گیا کہ حضرت مولانا بدایونی پیادہ پا اپنے مکان کو تشریف لے گئے سلسلہ بحث ختم ہو گیا مفصل حالات و تحریرات ہر دو فریق کتاب مناظرہ احمدیہ مولفہ مولوی سید محمد نذیر صاحب مرحوم مین مندرج ہین من شاء الاطلاع فلیرجع الیہ حقیقت امر یہ ہے کہ آپ علوم و فنون کے بحر زخار اور جامعیت معقول و منقول مین دریا ناپیدا کنار تھے اسپر ذکاوت وفطانت ذہن و قوت حافظہ کا جوہر آپ کے فضل کو دہ چند کرتا تھا دو ایک فن کا عالم آپ کے سامنے متحیر و ششدر رہجاتا تھا۔ عبارت و انشانگاری عربی و فارسی مین دستگاہ کامل و ملکہ خداداد رکھتے تھے بدیہہ گوئی کا یہ عالم تھا کہ متعدد کاتبون کو مختلف مضامین عربی و فارسی ایک ساتھ لکھاتے اور ربط عبارت وسلسلہ مضمون مین کہین فرق نہ آتا نہ خود توقف فرماتے تھے۔ صدرا و شمس بازغہ و افق المبین و شرح چغمنی وغیرہ کے درس مین بحر زخار تھے قدیم حکماء یونان و حکماء اسلام کے اختلافات بفقرات عبارات بیان فرماتے۔ نیز ادیب کامل الفن تھے ہزارہا شعر عربی زمانہ جاہلیت واسلامی یاد تھے اسی طرح اردو فارسی کے شعرا ازبر تھے غرضکہ فلسفہ حکمت و ادب مین آپ کا درجہ کمال کو پہونچ گیا تھا۔ بروقت درس کبھی کتاب نہ دیکھتے تھے دور سے بیٹھکر مضامین کے دریا بہا دیتے تھے۔ آپ کے مشہور تلامذہ سے مولوی محمد اسحق خان بریلوی مقیم دہلی و مولوی عبدالکریم پنجابی مقیم گنج مرادآباد و مولوی مشیت اللہ اترولی متوسل ریاست رامپور موجود ہین انکے سوا العداد کثیر طلبہ متعدد شہرون مین آپ سے فیضیاب ہوئی آپ کی تصنیف رسائل مذکورہ کے سوا

تبحر علمی

ذو الجلہ فی حکم الصلوٰۃ علی العجلہ مفتی سعد اللہ صاحب رامپوری کے فتوے کے جواب مین طبع ہوئی مگر تکمیل کو نہ پہونچی اور ایسا اکثر ہوا کہ ایک کتاب ختم نہین ہوئی کہ دوسری شروع کر دی یہ تفنن طبع مانع اتمام کتاب ہوتا تھا۔ ۱۳۰۲ھ مین آپ نے سفر حجاز فرمایا اور بغرض حج بیت اللہ ادا کیا بعد واپسی ریاست بھوپال مین وارد ہو کر نواب مولٰنا سید محمد صدیق حسن خان بہادر سے ملاقات کی اور اعزۂ وطن متوسلین ریاست سے ملے آپکا اکرام و اعزاز کیا گیا مشہور عربی دان حج نا ول صاحب آپ کا شاگرد تھا اور بڑی عظمت کرتا تھا تقریب حکام و ملاقات روسائے عظام کی وجہ سے آپ کے اقتدار کو گورنمنٹ نے بھی تسلیم کیا اور بوجہ کمال علم و فضل خطاب شمس العلماء جسکو پہلی بار گورنمنٹ نے فضلائے نامور کو دیا ہے آپ کو مرحمت ہوا آپ کے شریک خطاب مولٰنا محمد عبد الحق خیر آبادی و مولٰنا محمد نعیم لکھنوی فرنگی محلی و مولوی شاہ عبد الحق کانپوری شاگرد مولٰنا فضل حق خیر آبادی مشاہیر زمانہ تھے اسکے بعد سے ابتک حصول خطابات کا مدار محض خوشنودی حکام و خیر خواہی سرکار پر ہے کسی کمال کو انتخاب مین دخل نہین آپ نے اس عنایت کے شکریہ مین باصرار بعض حکام یوربین ضلع ایک فصیح و بلیغ قصیدہ عربی کوئین وکٹوریا ملکہ انگلستان و ہند کی مدح مین لکھکر بتوسط بعض حکام انگریز لندن روانہ کیا۔ افسوس کہ اس واقعہ سے ایک سال بعد آپ نے بدایون مین بعمر بنتالیس سال ۱۳۰۳ھ مین بمرض تپ و اسہال وفات پائی مزار خام متصل نوادہ و کھیڑا باغ مین ہے آپ کا کتبخانہ عظیم الشان افسوسناک طور پر تباہ و برباد ہوا آپ خوش خوراکی و خوش پوشاکی کے شوقین اور وجاہت کے دلدادہ تھے رحمۃ اللہ تعالیٰ

علامہ عزیز نے مادہ سال تاریخ عربی قطعۂ فارسی مین موزون کیا ہے ؎

مولوی سید امیر احمد	گرد آہنگ روضۂ جنت
سال تاریخ زور قم معجز	ادخلوا الخلد از سر رحمت ۱۳۰۳ھ

آپکے دو صاحبزادہ ہین خلف اصغر یعنی مولوی سید محمد صاحب مشاغل علمی و درسی مین مصروف اوقات ہین سلمہما اللہ

(۴۳) اشجع المناظرین برہان المتکلمین مولنا و اخونا الحاج سید محمد عبد الباری قدس سرہٗ

بن حجۃ الاسلام مولنا و ابینا السید سراج احمد نقوی فاضلی رحمہ اللہ تعالے ولادت باسعادت سال ۱۲۶۶ھ ہجری کو وطن مین ہوئی کاتب الحروف کے حقیقی برادر عمر مین آٹھ سال بزرگ تھے بچپن کا بڑا حصہ لکھنؤ و کاکوری مین بخدمت حضرت والد ماجد رح بسر ہوا مراجعت وطن کے بعد آپ کی تعلیم و تربیت پر خاص توجہ فرمائی چونکہ سرعت فہم و قوت حفظ و جودت ادراک سے بہرۂ کامل رکھتے تھے اس لیے علوم آلیہ صرف و نحو و منطق و عربیت اقل مدت مین حاصل کر لیے اور بعض متون اصول و کلام و ادب وغیرہ محفوظ ذہن عالی ہوگئے ابھی عمر کا بارھوان سال تھا کہ جناب پدر بزرگوار کا سایۂ عاطفت سر سے جدا ہو گیا اور اندوہ و مصائب کا کوہ عظیم سر پر آگیا لیکن مردانہ ہمت و استقلال و جرأت خداداد سے آپ نے آلام زمانہ کا مقابلہ کیا اور حضرت والدہ ماجدہ اور چھوٹے بھائی بہنون کی تشفی و تسلی مین چندے مصروف رہے اسکے بعد پھر سلسلۂ اکتساب علم شروع ہوا اور مولنا سید امیر حسن رحمۃ اللہ کی خدمت مین پہونچے اُنکو چونکہ آپ کی قابلیت فطری و جوہر استعداد و ذہن و ذکا سے آگاہی تھی اس وجہ سے بتوجہ خاص آپ کی تعلیم مین مشغول ہوئے اور اپنے ہمراہ میرٹھ لے گئے وہان آپ نے چند سال قیام فرمایا اور شب و روز طلب علم و تکمیل درس مین اوقات عزیز بسر ہوئی۔ چونکہ جودت و فطانت کے ساتھ جرأت و دلیری زائد الوصف تھی اور کسی امیر یا حاکم کا رعب آپ کو مانع گفتگو نہ ہوتا تھا

اور قوت تقریر مین یگانہ تھے اس لیے ہمیشہ مجالس وعظ و مناظرہ مین حضرت اُستاد
آپ کو فخر کے ساتھ پیش کرتے تھے اور آپ اپنا فرض خوبی سے انجام دیتے تھے
تقریباً ۱۲۸۵ھ مین مدرسہ اسلامیہ کی طرف سے شیخ الٰہی بخش تاجر رئیس میرٹھ نے
عظیم الشان جلسہ کا اعلان کیا اور علما و فضلاے عصر بلاد و امصار سے شریک و مدعو
ہوئے رامپور بریلی لکھنؤ دہلی مراد آباد دیوبند وغیرہ سے مشاہیر اہل علم آئے اور
تین روز تک یہ بارونق جلسہ علما کے مواعظ و خطب سے معمور رہا تیسرے دن مجمع عام
علما و اُمرا و عمائد شہر مین فارغ التحصیل طلبہ کو سند فضیلت بعد امتحان دی گئی اور سب
سے پیشتر بانی مدرسہ مولنا سید امیر حسن رحہ نے آپ کو پیش کیا کتب منتہائیہ کے
مقامات مشکلہ اور ہر علم و فن کے دقیق و مغلق مسائل آپ کے سامنے لائے گئے
جنکے جوابات شافی بے فکر و تامل آپ نے فضلاے ممتحنین کو دے دیے ہر طرف
سے احسنت و بارک اللہ کی صدا بلند ہوئی اور اول درجہ کی سند بجواہیر علماے حاضرین
آپ کو دی گئی اعیان شہر میرٹھ آپکی حالت سے پہلے سے واقف تھے اس جلسہ کے
بعد عظمت اور بھی زیادہ ہو گئی اسی زمانہ مین آپ نے رسالہ ہدایۃ المبتدعین رد شرک
و بدعات مین بفرمایش بعض نو مسلم انگریز تصنیف فرمایا اور اسکو بعض روساے میرٹھ
نے طبع کرایا پھر حضرت مولنا سے اجازت لیکر آپ دہلی تشریف لے گئے اور اپنے استاد
الاستاد شیخ الکل مولنا سید شاہ نذیر حسین محدث رحہ سے کتب حدیث صحاح ستہ وغیرہ
شاکر سندلی - علی جان صاحب معزز تاجر دہلی نے آپ سے قیام دہلی کی خواہش کی
چنانچہ پانچ ماہ وہان قیام فرمایا طلبہ علم کو درس دیا اور شہر مین جابجا مجالس وعظ
منعقد ہوئین بعض سربرآوردہ مسلمانون کے اصرار سے آپ نے مسیحی پادریون سے
مناظرہ کیا اور مجمع عام مین انکو شکست دی کتب مذاہب باطلہ پر آپ کی نظر وسیع
تھی اور اُنکے مضامین مستحضر فی الذہن تھے انکی خوب خوب تردید فرمائی اور

جلسہ میرٹھ

سفر دہلی

حقانیت دین اسلام زور شور سے ثابت کی چند مسیحی علما نے خود اپنے مغلوبیت و عجز
کا اعتراف کیا۔ پھر وہان سے بقصد وطن روانہ ہوئے اور راستہ مین علی گڈھ قیام
فرمایا یہان بانی مذہب آریہ دیانند سرستی سے مقابلہ ہوا مخالفین نے تقریری
بحث کو گوارا نکیا لہذا آپ نے ایک تحریر اثبات حقیت اسلام و تردید اعتراضات
مخالفین سے مشحون لالہ صاحب کے پاس بتوسط بعض اعیان شہر بھیجی اور اسکا جواب
نہ آنے پر دوسرے روز ایک تحریر جسمین وید کی تعلیمات کو لغو ثابت کیا تھا اور عقائد آریہ
کی اصولاً تردید تھی ایک جلسہ عام مین پڑھ کر سنائی اور بمشورۂ عام مخالف کو بھجائی
اس دوران مین چند جگہ آپ کا وعظ و بیان ہوا مگر کسی مخالف کو مجال دم زدن
نہوئی پھر سنا گیا کہ لالہ صاحب کسی طرف روانہ ہوگئے اسکے بعد آپ وطن
تشریف فرما ہوئے اور حضرت تاج الاولیا قدس سرہ نے اپنی دختر کے ساتھ
آپ کا عقد نکاح فرمایا پھر باجازت حضرت والدہ معظمہ آپ بدایون تشریف لے گئے
اور بقدر دانی بعض حکام مسلمان وہان قیام فرمایا طلبہ علوم کو درس دیتے اور
اہل بدع واہوا و ہنود و نصارا سے معرکہ بحث مین وقت صرف فرماتے بعض
علماے بدایون سے بسبب اختلاف عقائد و اعمال مباحثے ہوئے اور تحریراً
و تقریراً اعلاے کلمۃ الحق و اشاعت توحید و اتباع کتاب و سنت و رد شرک
و بدعت مین سعی روزانہ فرمائی اور کسی جلسہ مین کسی مخالف کی پرواہ نہ کی
بخیط اظہار حق فرمایا۔ مشہور پادری انگریز ہاسکن صاحب سے بتقریب بحث و
تحقیق مذاہب ملاقات ہوئی اور وہ آپ کی وسعت نظر و تحقیق و عبور کا گرویدہ
ہوگیا تحریفات انجیل کا اعتراف کیا آپ سے عربی زبان کی تحصیل و تکمیل کو چاہی
وہ زبان عبرانی کا عالم تھا آپ نے اس سے زبان عبرانی حاصل کی اور بسبب ضرورت
کتب دین مسیحی کا مطالعہ کیا آپ کے مناظرات و مباحثات مین تعصب و نفسانیت

وخود نمائی و شہرت پسندی کا مطلقاً دخل نہ تھا ہمیشہ خلوص وسعی لوجہ اللہ و ارشاد
عباد مرکوز خاطر تھے اور طلب حق وکسب کمال و درس و وعظ و تصنیف مین بدل
مساعی فرماتے تھے ردّ اہل باطل و الزام مخالفان اسلام آپ کا خاص شعار تھا۔
تعلقات معاش شہر جون پور مین قیام فرمایا کچھ وقت تدریس طلبہ علم مین بھی صرف
ہوتا تھا مولوی حکیم محمد انور علی لکھنوی محشی کتب درسیہ ومصنف انوار الحواشی وغیرہ
سے آپ کا ربط وضبط زیادہ رہا اور بعض اوقات فرصت مین آپ نے اُنسے فن
طب کے مسائل اور بعض مقامات مشکلہ ومصطلحات طبیّہ کلیات قانون شیخ الرئیس
زبانی استفادہ فرمائے اور طریقہ مطب بھی حاصل کیا بعد چندے شہر آگرہ مین مدرسہ
عربی سرکاری مین آپ کا تعلق ہوا اور کئی سال وہان قیام فرمایا مدرسہ مین تعلیم
ادب وریاضیات عربی آپ کو تفویض ہوئی حساب و ہندسہ وہیئت ومساحت
مین آپ کو علماً وعملاً کامل دستگاہ تھی جامعیت علوم و فنون معقول ومنقول مین ممتاز
اور استحضار وتحقیق فروع واصول مین فائق الاقران تھے اِس وقت آگرہ مین
مسیحی پادریون کا بڑا زور تھا اور عوام وخواص سے ہر موقع پر برسر بحث ہوتے
تھے آپ نے وہان پہونچکر دین نصارا کی تردید اور حقانیت اسلام پر زور وشور سے
وعظ کہی اور ہر مجلس مین مذہبی تقریرین کین اسپر عیسائی علمانے متفق ہوکر ایسے
مباحثہ کا قصد کیا اور مشہور مسیحی عالم پادری عماد الدین جو عربی زبان و اسلامی
کتب پر عبور اور بحث ومناظرہ مین خاص مہارت رکھتا تھا اس مباحثہ کے لیئے
منتخب ہوا اور بعض مشنری علما پنجاب سے بھی اس مُہم کے لیے مدعو کیے گئے
پادری دین صاحب پرنسپل مشن کالج اس کے منتظم تھے شرائط مباحثہ و انعقاد
جلسہ انھین کے ذریعہ طے ہوئے اور یوم موعود پر عمائد شہر ہندو ومسلمان وعیسائی
وحکّام وقت وامرا وغربا شریک جلسہ ہوئے اور باتفاق راے حاضرین استدعا کی

جون پور

مناظرہ نصارا

مخالفین آپ نے تقریر طویل دربارۂ استحکام اصول اسلام وحقانیت قرآن وصداقت
دین برحق وابطال وتردید ادیان منسوخہ وتحریفات وغیرہ پر بفصاحت وبلاغت تمام
بیان فرمائی مسیحی علما اس سے قبل آپ کی تقریرون اور وعظون کے مضامین خود اور
لوگون کی زبان سے بھی متواتر سُن چکے تھے اب اس بیان مین دین اسلام کا
غیر مذاہب سے موازنہ اور زبردست فیصلہ تھا اور آپ کی طلاقت لسانی نے اسکو
بوضاحت حضّار کے ذہن نشین کردیا اسمین دو گھنٹہ سے زیادہ وقت صرف ہوا
آپ کے بعد پادری صاحبان سے جوابی تقریر کا تقاضا کیا گیا مگر کچھ نہوا کچھ دیر خاموشی
کے بعد پادری عماد الدین نے مناظرۂ زبانی کو موجب فتنہ وفساد کہکر رخصت مانگی اور کہا کہ
ہم تحریری بحث کو پسند کرتے ہین۔ منتظم جلسہ ودیگر معزز عیسائیون نے انکے فرار وبہانہ جوئی
کو تسلیم کرکے جلسہ برخاست کیا پادریون کی اس بے محابا گریز سے عام عیسائیون کے
دل بیٹھ گئے اور ایک مدت کے لیے اُنکی تقریرون کا بازار سرد ہوگیا اسکے بعد چند
تحریرون کے ذریعہ سے اُنکو تنبیہ کی گئی مگر جواب صاف ملا اور کوئی آمادہ بحث نہوا
مُسلمانون نے نعرہاے فتح ونصرت بلند کیے۔ اسکے مختصر حالات رسالہ فتح المبین
علیٰ اعداء الدین مطبوعہ آگرہ سنہ ۱۲۹۴ھ مین درج ہین جب سرسید مرحوم کی تفسیر القرآن اردو
کے بعض مضامین رسالہ تہذیب الاخلاق مین علیگڈھ سے شائع ہوئے تو آپ نے
سورۂ فیل کی تفسیر پر سید صاحب کا رد لکھا اور انکی تفسیری غلطیان ظاہر کین اس
مضمون کو سید مرحوم نے تہذیب الاخلاق مین بلفظہ طبع کرادیا اور دوستانہ خط و
کتابت کا سلسلہ جاری کیا اور جب قیام محمڈن کالج کے لیے گشت کیا تو آگرہ پہونچکر
سب سے پہلے آپ سے آکر ملے اور آپ کو اپنے قیام گاہ یعنی مکان مولوی عبد القیوم
صدر اعلیٰ پر ساتھ لے گئے اور جابجا شہر مین معززون کے پاس مع آپ کے گئے
بعد چندے عہدۂ پروفیسری عربی وفارسی کے لیے آپ کو بلایا اور بہت اصرار کیا

تصنیف کتاب

مگر آپ نے حمیت دین و اختلاف عقائد باہمی یہ تعلق گوارا نفرمایا باایں ہمہ سید صاحب
ہمیشہ آپ کی ہمت و عزم و مستعدی کے مدّاح رہے بزمانہ قیام آگرہ مین آپ نے کتاب
مستطاب اعلام الاخبار والاعلام ان الدین عند اللہ الاسلام مجلد ضخیم تصنیف فرماکر
طبع کرائی جو اپنے باب مین بے مثل و نظیر ہی مخالفین دین حق کیلئے حجت قاطعہ اور اہل حق
کے لیے آیت باہرہ ہی دلنشن تنقیدی اصول پر غیر مذاہب کو باطل اور اسلام کو حق ثابت کیا گیا ہی عله

جنگ روم و روس

چونکہ تمام سعی آپ کی اشاعت حق و تبلیغ اسلام مین تھی اور حمیت دین و فلاح
مسلمین کو نصب العین رکھتے تھے بنابران واقعہ جنگ روم وروس ۱۲۹۴ھ مین خاموش
نہ رہے کے اعانت سلطان ترک و مجاہدین پر کمر ہمت باندھی آگرہ مین جابجا وعظ کہے
مفصلات شہر مین دورہ کیا اپنے وطن مین لوگون کو ترغیب امداد دی اور ایک رقم
کثیر چندہ کی ترکی کو بھیجی اور آپ کی کوشش سے بہت نفوس مسلمین مجاہد بنکر روم کو گئے
اسی خدمت کی مصروفیت مین ملازمت سے مستعفی ہوکر وطن تشریف لائے اور وعظ و

مناظرہ ہنود

ارشاد و ترغیب و ترتیب عباد و تفسیر قرآن و حدیث مین مشغول ہوئے - بعدہ مراد آباد
کا سفر فرمایا اور مشہور رئیس شہر قاضی محمد عباس مرحوم کے مہمان ہوئے اندرین مراد آباد کی
مشہور عالم ہنود مصنف تحفۃ الاسلام سے مناظرہ کیا اور مجمع عام مین اسکو شکست
دی اور یہ بھی ثابت کر دیا کہ کتاب مذکور اسکی مصنفہ نہین ہے وہان سے لکھنؤ گئے
اور مولنا محمد عبد الحی لکھنوی کے تعلقات محبانہ کی وجہ سے فرنگی محل مین قیام فرمایا اتفاقاً
منشی نول کشور سی ایس آئی - سے ملاقات ہوئی اور انھون نے مطبع کے لیے
تصحیح کتب کی نگرانی وافسری کی استدعا کی جسکو آپ نے طوعاً وکرہاً قبول فرمایا -

عله آپکو مصنفات ابن تیمیہ وابن قیم و سیوطی و شاہ ولی اللہ وغیرہ رحمہم اللہ سے بیحد مذاق تھا اور اکثر عبارات نوک زبان
پر از بر تھین شروح بخاری و اکثر تفاسیر پر نظر غائر و وسیع و علم معانی و بیان مین کامل دستگاہ تھی
محاسن شعر عربی فارسی اردو کو خوب بہ فہم فرماتے ۱۲ —

وہ آپکی فضیلت علمی و ستعدی کے مدح سرا اور آپ انکی ملازمت سے سخت بیزار رہے غیر مسلم کی ماتحتی سے ہمیشہ احتراز فرماتے اور بمجبوری اختیار کرتے تھے چنانچہ بعد چندے سبکدوش ہوگئے اور بغرض تبلیغ دین و اعلائے کلمۃ اللہ مقامات دور و دراز کا سفر کیا ریاست ٹونک و حیدر آباد دکن بھی تشریف لے گئے مگر خواہش حصول ملازمت اصلا نہ کی ہر جگہ اکرام و احترام کامل کیا گیا مجالس عام میں وعظ ہوئے آپ کی حسن مساعی و برکت انفاس سے صدہا گمراہ دین برحق میں آگئے اور بہت سے مبتدعین عقائد باطلہ سے تائب ہوئے آپ کی اثر صحبت سے ایک معزز انگریز لکھنؤ میں مائل اسلام ہوا اسکا نام جوزف تھا۔ آپ کی تحریک سے ریاست بھوپال میں معزز عہدہ پر مامور ہوا حضرت نواب سیدنا مولانا سید محمد صدیق حسن خان بہادر مرحوم نے بمعائنہ اشتہار طبع کتاب اعلام الاخبار بحمیّت دینی مصارف طبع میں اعانت فرمائی تھی جب سے باہم سلسلہ مراسلت قائم تھا اتفاق سے بعد واپسی حیدر آباد ۱۲۹۵ھ میں آپنے بھوپال میں قیام فرمایا اور بفرمایش و اصرار نواب صاحب ممدوح ریاست بھوپال میں تعلق ملازمت اختیار کیا اور تا آخر حیات متوسّل و مشیر و ندیم نواب صاحب و معتمد امور ریاست رہے ریاست کے علما و فضلا و مدبرین و عقلا میں قدر و منزلت و تقرب و حضوری میں آپ ممتاز تھے عام رائے تھی کہ جس صیغہ کا کام یا جو عہدہ آپ کے سپرد کیا جائے اُسکو آپ سب سے بہتر انجام دیسکتے ہیں دربار میں جس طرح مباحث علمی میں سبقت فرماتے تھے اُسی طرح امور نظم و نسق ملکی میں بجرأت تردید و تائید و اظہار رائے فرماتے تھے بلکہ بزور دلائل اپنے مدعا کو مخاطبین سے تسلیم کرا لیتے تھے راست گوئی و اظہار حق میں آپ کی جرأت و دلیری ضرب المثل تھی آپ پر کسی امیر و حاکم و والی ملک کا رعب نہ تھا جس موقع پر ندمائے خاص و مقربین مجبور ہوتے آپ وہاں بلا خوف و خطر تقریر کے جوہر دکھاتے تھے آپ میں

[illegible]

تعلق بھوپال

دلیری و اظہار حق

ذرا بھی مبالغہ نہین کہ خود اُمرا و رؤسا پر آپ کا رعب چھاتا اور اُنکو آپ کے اتباع پر مجبور کر دیتا تھا یہ حقیقتاً ہیبت حق تھی آپ نے کبھی اپنی ترقی جاہ و منصب کے لیے کوشش نہین فرمائی اور جب خود بخود کوئی موقع پیدا ہو گیا اور سرکار سے آپ کی ترقی و قدر شناسی ہوئی تو فوراً کسی امیدوار حاجتمند دوست و عزیز کو نواب صاحب کے سامنے پیش کر دیا اور بعوض اپنی زیادتی جاہ و منصب کے اسکو معقول ملازمت پر مامور کرا دیا اس ایثار کی مثالین آپ کے کارنامہ مین بکثرت ہین۔ اعزہ وطن کی قدر افزائی و سرفرازی مین ہمیشہ جد و جہد فرماتے تھے کلکٹر میر محمد حسین خان بہادر مرحوم کو آپ نے عزت کے ساتھ ریاست مین بلوایا اور اُنکی ترقی اعزاز مین ساعی رہے کپتان میر فدا حسین خان مرحوم اور ڈپٹی میر مظہر علی صاحب رئیس سہسوان کو اپنے توسل و تقریب سے معزز عہدون پر مامور کرایا۔ اہل حاجت اقارب و آشنا کی ہمدردی بدل و جان فرماتے اور اگر کوئی احسان فراموش آپ کو رنج پہونچاتا تو عفو سے کام لیتے اور پھر احسان و مروت سے اسکے ساتھ پیش آتے سچ ہے ؎

بدی را بدی سہل باشد جزا	اگر مردے احسن الی من اسا

حق گوئی و اظہار ما فی الضمیر مین آپ کو موقع و محل کا انتظار نہوتا تھا بڑے بڑون کو خطا و لغزش پر فوراً ٹوک دینا ایک معمولی بات تھی خوشامد و دنیا سازی آپ کے مسلک مین کفر تھی ۱۳۰۲ہجری مین تیئیہ سفر حج فرمایا کلکٹر میر محمد حسین خان بہادر کو بھی ترغیب ادائے حج دے کر ہمراہ سفر کیا اور خود بھی ریاست سے رخصت لی اہل و عیال کو بھوپال مین چھوڑ کر مکہ معظمہ گئے علما و صلحائے مکہ سے ملاقات ہوئی حاجی امداد اللہ ہندی مہاجر کے حلقۂ درس مین پہونچے حاجی صاحب ایک جماعت کو کتب تصوف کا سبق دے رہے تھے اور جلسہ ذکر کتاب اللہ و حدیث رسولؐ سے خالی تھا اس مواخذہ پر حاجی صاحب برہم ہوئے اور علمائے متقدمین و محدثین مثل امام ابن قیم و شاہ ولی اللہ

رحمہما اللہ کی شان مین الفاظ نازیبا فرمائے اسپر بہت بحث و نزاع رہی آخر بتقاضائے
ہمراہیان آپ قیام گاہ پر واپس آئے مگر وہان بحکم تبنگ آمد بجنگ آمد آپ پر ایک
سخت حملہ کیا شریف مکہ کو اطلاع دی کہ یہ نو وارد عالم وہابی ہین اس پر تحقیق
و تفتیش ہوئی اور آپ سے زبانی و تحریری جواب طلب ہوئے اسی کے ساتھ
مخالفین کی کوشش سے دس بارہ سوال متعلق عقائد آپ کے پاس پہونچے
آپ نے بغیر استمداد کسی کتاب کے اجوبہ محققانہ بنقل شواہد کتاب و سنت و آثار
صحابہ و عقائد سلف مع حوالہ کتب معتبرہ و نقل عبارات ایک رات مین تحریر
فرماکر شریف کے پاس بھیج دیے شریف مکہ نے بحضوری علما اسکو پڑھا اور حاجی
صاحب کے پاس روانہ کر دیا بعدہ آپ کو بعزو اکرام طلب کرکے تین روز
مہمان رکھا اور بتکلف تمام آپکی دعوت مع رفیقون کے رہی جوابات مشار الیہا کا
مسودہ قلمی آنجناب رہ راقم الحروف کو زمانہ ترتیب کتاب ہذا مین کتب خانہ جناب
نواب سید محمد علی حسن خان صاحب بہادر دام اقبالہ مقیم لال باغ لکھنؤ سے دستیاب
ہوا اسکے مطالعہ سے آپ کے حفظ و استحضار مطالب و عبارات و وسعت نظر و تحقیق
مجتہدانہ کا کمال ظاہر ہوتا ہے علوم قرآن و حدیث مین آپ کا پایہ ارفع و اعلےٰ تھا
اتباع سنت و زہد و تقوےٰ و اجتناب منکرات و رد بدعات مین ہمیشہ ساعی رہتے
تھے مولوی ہدایت اللہ خان مدرس جونپور و مولوی ہدایت علی بریلوی و مولٰنا
عبد القادر بن مولوی فضل رسول صاحب بدایونی و مولوی عبد النبی رامپوری
سے مختلف اوقات و مواقع مین مباحثات ہوئے اور ادلۂ قاطعہ قرآن و حدیث
سے سب کو ساکت کیا مصنفات امام ابن تیمیہ و ابن قیم جوزی و شاہ ولی اللہ دہلوی
و علامہ شوکانی و حافظ عسقلانی پر عبور خاص تھا تفسیر امام رازی گویا ازبر تھی نواب صاحب
مرحوم کے دربار خاص مین اکثر شب کو مجمع علما و فضلا ہوتا تھا آپ بھی روزانہ پابند

قوت جسمانی

حضوری تھے مسئلہ رفع سبابہ کی بابت نواب صاحب مرحوم نے اپنی تحقیق بیان فرمائی اور کسی نے مخالفت نہ کی آپ نے بیخوف تردید کرتے ہوئے فرمایا کہ ابتداے قعدہ سے آخر تک رفع سبابہ مسنون ہے اُسپر دلائل صریحہ حدیث پیش کیے کچھ باہمی بحث کے بعد سب کو آپ کی تحقیق سے اتفاق کرنا پڑا اسی طرح جب مسجد جامع سہسوان زیر تعمیر تھی تو نواب صاحب نے آپ کی درخواست پر عذر کیا کہ صرف زکوٰۃ کا روپیہ میرے پاس ہے اور وہ بناے مسجد کے لیے جائز نہین بعض علما نے موافقت بھی کی مگر آپ نے مصارف زکوٰۃ سے صرف فی سبیل اللہ کا جہاد کے لیے مخصوص نہونا ثابت فرمایا اور چند روز تک متواتر دلائل و اقوال صحابہ و سلف سے اپنے مدعا کی تائید فرمائی آخر نواب صاحب نے آپ سے اتفاق کیا اور مبلغ دو ہزار رقم چندہ عطا فرمائی۔ علیہ حضرت نواب شاہجہان بیگم صاحبہ مرحومہ خلد مکان آپ کو شیر دربار کے لقب سے یاد کیا کرتی تھین۔ آپ جسمانی صحت و توانائی و چستی مین مشہور پہلوان اور محنت و جفاکشی و مستعدی مین غیر معمولی قوت کے انسان تھے ورزش بدنی و مشی و ریاضت دائمی معمول تھا۔ رحم و ہمدردی کا اسقدر جوش تھا کہ ایام قحط و گرانی مین کبھی خود شکم سیر ہو کر نہ کھاتے اور غربا و محتاجین کی مدد فرماتے اور خود کسیکا بار احسان کسی حالت مین گوارا نہوتا تھا با این ہمہ تواضع

خصائل اخلاق

و خوش اخلاقی و مہمان نوازی شعار خاص تھا۔ آپ کا رابطۂ اُنس و محبت بھوپال مین فضلاے عصر مولنا سید ذوالفقار احمد نقوی دام فیضہ و مولنا شیخ محمد صاحب محدث جعفری مچھلی شہری قاضی ریاست و مولنا محمد عبدالرشید کشمیری و مولنا حکیم محمد معز الدین پشاوری رحمہم اللہ سے زیادہ تھا۔ تادیج حج بیت اللہ سے دوسرے سال سنہ ۱۳۰۳ھ مین آخر ماہ ذی القعدہ مین بعارضۂ تپ محرقہ علیل ہوئے اور تیرہ[۱۳] دن صاحب فراش رہکر خاص یوم الحج ۹ - ذی الحجہ یوم پنجشنبہ کو بعد نماز مغرب آغاز شب جمعہ مین سنہ ۱۳۰۳ھ عالم فانی سے جوار رحمت الٰہی کو منتقل ہوئے انا للہ و انا الیہ راجعون ٥ اس خبر

وحشت اثر سے تمام شہر مین سخت کہرام مچ گیا سرکار عالیہ نواب صاحب بہادر کو آپ کی وفات سے دلی صدمہ ہوا آپ کے اہل وعیال کی پرورش کے لیے ریاست سے معقول وظیفہ ماہوار معین فرمایا مزار مقدس جانب شمال شہر تکیہ قلندر شاہ مین واقع ہے رحمہ اللہ تعالٰے اس سانحہ کی تاریخ آپ کے محب مخلص حافظ سید محمد سورتی رح اُستاد سرکار موجودہ حال وجاگیر دار ریاست نے فی البدیہہ حدیث نبوی فَیَدْخُلُ الْجَنَّةَ بِلَا حِسَابٍ سے بتعمیہ یک عدد مستخرج فرمائی اور مولنا سید ذوالفقار احمد سلمہ ربہ نے۔ امیر المتقین مولنا سید عبد الباری تاریخ کہی آپ کے صاحبزادہ مولوی سید اعجاز احمد سلمہ اللہ تعالٰے آیہ شریفہ وَحُلُّوٓا اَسَاوِرَ مِنْ فِضَّةٍ سے بصنعت ملفوظی یعنی بعد اسقاط الف جمع مستنبط کی۔

(۳۵) علامہ نحریر مولنا الشیخ محمد بشیر محدث فاروقی رحمہ اللہ تعالٰے

بن حکیم محمد بدر الدین رح آپ دودمان علم وحکمت کے مایۂ ناز خلف اور فضائل و کمالات مین یادگار سلف صالحین تھے زمانہ آخر مین مجدد دین برحق و امام عصر مجتہد مطلق ہوئے ولادت شریف وسط صدی سیزدہم مین ہے وقت وفات پدر رح آپ کا سن آٹھ نوسال سے زیادہ نہ تھا دو بھائی بڑے اور ایک آپ سے چھوٹے تھے بچپن کا زمانہ والد صاحب کے سایۂ عاطفت مین لکھنؤ مین بسر ہوا ابتدائی تعلیم وہین پائی ذکاوت طبع واصابت رائے ونظر غائر بدرجۂ غایت رکھتے تھے بعد وفات پدر بزرگوار وطن آئے اور بعد چندے بشوق تحصیل علم سفر کیا پھر لکھنؤ وارد ہو کر مولنا محمد واجد علی لکھنوی وبعض فضلائے فرنگی محل سے فنون معقولات ومنقولات متداولہ پڑھے بعدہ دہلی جا کر تکمیل علوم تفسیر وحدیث وفقہ واصول فرمائی

۱؎ افسوس آپ کی وفات ۱۱ محرم ۱۳۴۰ھ مطابق ۲۴ ستمبر ۱۹۲۱ء شب جمعہ کو ہوئی ۱۲ منہ

علم و عمل

تصنیف و اجتہاد

درس و تدریس

بعض مقامات کتب دینیہ مولٰنا سید امیر حسن محدث ؒ سے حل و استفادہ فرمائے اور شیخ الحدیث مولٰنا سید نذیر حسین دہلوی سے کتب صحاح ستہ وغیرہ سماعاً و قراءۃً اخذ کین نیز سند کتب احادیث علامہ شیخ حسین عرب یمنی و شیخ احمد شرقی نزیل مکہ و مولٰنا محمد صاحب سہارنپوری مہاجر مکہ سے حاصل کی بعد فراغ درس اولاً علوم عقلیہ منطق و فلسفہ و علم ادب و فقہ و اصول مین زیادہ انہماک ہوا موافق مذہب حنفی کتب فقہ کے مطابق فتوے تحریر فرماتے تھے مولٰنا سید امیر حسن ؒ کے فیض صحبت سے دینیات کا مذاق غالب ہوا اور جادۂ تحقیق کی جانب قدم بڑھایا قرآن و حدیث کا اتباع مطمح نظر ہوا اور ہر مسئلہ مین کتاب و سنت کی طرف رجوع کی مسائل جزئیہ و فرعیہ قرآن پاک سے مستنبط فرماتے اور بقوت مجتہدانہ عمل بالحدیث و ترک آرا و تقلید شخصی کو واجب سمجھتے تھے ۔ ہر مسئلہ مین اختلافات ائمہ اربعہ و نزاع فقہا و مسلک محدثین و اقوال سلف و آثار صحابہ پیش نظر تھے اور شرائط اجتہاد ذات والا صفات مین مجتمع تھین اس لیے ہر دعوی حجج قویہ سے موید اور ہر استنباط شواہد کتاب و سنت سے موکد تھا جس فتوے یا مسئلہ پر علماے عصر سے اختلاف کیا با یراد ادلہ باہرہ کتاب و سنت مخالف کو تسلیم کرا دیا زور تحریر و قوت مناظرہ مین فرد اور وسعت معلومات و اطلاع مذاہب سلف مین یگانۂ عصر تھے ۔ درس و تدریس و تصنیف و تالیف و وعظ و ارشاد مین اوقات عزیز بسر فرماتے اور خدمت کتاب و سنت بخلوص دل بجالاتے تھے اول مدرسہ انگریزی سینٹ جونس کالج آگرہ مین فارسی و عربی کے پروفیسر ہوئے اور ایک مدت وہان قیام فرمایا مدرسہ کی تعلیم کے سوا مکان پر صبح و شام جماعت کثیرۂ طلبۂ علوم معقول و منقول کو درس دیتے تھے ۔ خاندان اطباے آگرہ کے مستعد و منتہی طلبہ آپ کے حلقۂ درس سے مستفیض ہوئے حکیم مبارک علی و حکیم معصوم علی نامور طبیب آپ کے تلامذۂ خاص سے تھے

افق المبین ملّا باقر دھوم دھام سے ہوتی تھی اسمین استاذی مولنا سید امداد احمدؒ بھی شریک ہوتے تھے آپ کا وصف مشہور یہ تھا کہ جو مقام کتاب آپ کی نظر سے گذر گیا اسکو کوئی آپ کے مثل نہین پڑھا سکتا تھا تفسیر وحدیث وفقہ واصول مین بے نظیر تھے آگرہ کے قیام مین آپ حج کو تشریف لے گئے اور واپس ہوکر رسالہ مختصر القول المحقق المحکم فی زیارۃ القبر الحبیب الاکرمؐ تصنیف فرماکر شایع کیا اُسپر مولنا محمد عبدالحی لکھنوی فرنگی محلی نے قلم اُٹھایا اور رسالہ الکلام المبرور جوابًا لکھا پھر آپ نے رسالۂ القول المنصور اسکار وشایع کیا اس کی تردید مین مولنا لکھنوی نے الندہب الماثور بڑے زور شور سے شائع کیا اسکا جواب بلیغ وشافی مزیل تمام شبہات و دافع جملہ ایرادات قدیمہ وجدیدہ بہت شرح وبسیط کے ساتھ جامع مانع بجد وجہد تمام المسمّٰی اتمام الحجۃ علےٰ من اوجب الزیارۃ کالحجۃ المعروف بہ السعی المشکور ایک مجلد مبسوط وضخیم تصنیف فرماکر طبع کرایا جو نہایت محققانہ ومسکت تھا اگرچہ اسکا جواب برائے نام لکھا گیا مگر اہل تحقیق نے ہیچ سمجھا اور پھر جواب الجواب تیار ہوگیا جسکے طبع کی نوبت نہ آئی مبدء بحث یہ تھا کہ مسئلہ استحباب ووجوب زیارت قبر نبوی صلعم مین اولاً مولوی محمد بشیر الدین قنوجی و تلمیذ رشید مولوی سید امداد العلی ڈپٹی کلکٹر متوطن آگرہ آپ کے مدمقابل ہوئے اور فیمابین چند تحریرات کی آمدوشد ہوئی فاضل موصوف نے اپنی کمزوری بفراست دریافت کرکے مولنائے لکھنوی کو بحث کی ترغیب دی اور اپنا تحقیقی سرمایہ بھی اُنکے سپرد کیا فجری ما جری۔ آپ جب لکھنؤ تشریف لیجاتے تو مولنا عبدالحی صاحبؒ فرنگی محلی بتواضع وحسن خلق پیش آتے اور باصرار کئی روز تک آپ کو مہمان رکھتے آپ کا وعظ سُنتے اور مودبانہ عظمت واحترام کرتے آگرہ مین بزمانۂ قیام راقم آپ مرجع اہل دین ومقتدائے مسلمین ومرشد طالبان تحقیق تھے تحریر فتاوی واجوبۂ مسائل مین آپ کی طرف رجوع کی جاتی تھی بعض فروعی مسائل مین

مباحثہ در مسئلۂ زیارت

مولنا سید امیر احمد سہسوانی رح نے آپ سے اختلاف کیا اور بسبب حدت طبع و اصرار فطری کشاکش پیدا کی مگر بعد وضوح حق بارہا رجوع فرمائی اور بحث سے دستکش ہوئے۔ ادھر غضب کا زور و شور اور ادھر انتہا کا حلم و تحمل کبھی ملکہ حالت اعتدال بھی پیدا کر لیتے تھے آپ کو اخی و استاذی مولنا سید عبد الباری رح سے رابطۂ خلت و وداد مستحکم تھا اور ہر معاملہ مین اُنکی راے پر اعتماد فرماتے تھے۔ ورع و تقوی و عبادت و شب بیداری بصدق و اخلاص رکھتے تھے رقت قلب و خشیت الٰہی کا اثر وعظ پر تاثیر سے ظاہر ہوتا تھا۔ تاریخ پنجم محرم الحرام سنہ ۱۲۹۵ ہجری کو حسب الطلب مولنا جناب نواب سید محمد صدیق حسن خان بہادر آپ آگرہ سے ترک تعلق فرما کر ریاست بھوپال تشریف لے گئے محرر سطور اس سفر مین ہمراہ تھا حضور سرکار عالیہ و جناب نواب صاحب رح نے باراد تدلی آپ کا اعزاز و احترام کیا اور عہدۂ افسری مدارس ریاست آپ کو تفویض ہوا۔ طلبہ علم کو بطور خود درس تفسیر و حدیث وغیرہ سے مستفید فرماتے اور اجوبہ مسائل مستفتیہا مجتہدانہ تحقیق کے ساتھ تحریر کرتے ہر جمعہ کو مسجد قاضی صاحب مین وعظ قرآن و حدیث کہتے مسائل شرعیہ مین اپنی تحقیق کو بخیط ظاہر فرماتے اور منکرین پر تحریراً و تقریراً اتمام حجت کرتے انکسار نفس و تواضع و حسن خلق بدرجہ غایت تھا اعزہ و احباب کے ساتھ بے تکلفانہ ارتباط رکھتے تھے اور ایثار و کرم و امداد غربا و مہمان نوازی مین کمال سیر چشمی سے کام لیتے اور کسی امر مین ریا و تجبّر و خود نمائی کا لوث نہ تھا نیز لطیفہ گوئی و ظرافت و کشادہ پیشانی و تواضع مین ممتاز تھے مہمان نوازی و مدارات اعزہ و احباب دریا دلی سے فرماتے خوش خوراک بیحد تھے۔ اقتداے سنت نبوی و نصرت حق مرکوز خاطر و ترک مستحب ناگوار طبع تھا بھوپال بلکہ تمام ہندوستان مین اپنے علم و فضل کا سکہ بٹھا دیا اور علماے عصر پر اپنی فضیلت علمی و قوت اجتہاد کو ثابت کر دیا۔ مفتی مکہ شیخ احمد دحلان رح سے مسئلہ توحید مین مناظرہ ہوا اور ان کے رد مین کتاب صیانۃ الانسان عن وسوسۃ الشیخ دحلان

تصنیف فرمائی اور لاجواب ثابت ہوئی اس کو علماے نجد نے چند بار طبع کرایا جب
مولٰنا عبدالحی لکھنوی رح اور جناب نواب صاحب مرحوم کے مابین بحث کا سلسلہ قائم
ہوا اور طرفین سے رسائل وکتب کی اشاعت ہوئی تو بعض مواقع پر مولناے لکھنوی
نے آپ کو مصنف کتب مناظرہ خیال کیا اور رسالۂ ابراز الغی مین اسکی تصریح کی آپ نے
اُنکے ظن کو رفع فرمایا اور پھر دونون علامۂ عصر کے باہم مصالحت مین سعی فرمائی
جزاہ اللہ خیراً جب وفات نواب صاحب مرحوم بماہ جمادی الاولی ۱۳۰۷ھ مین واقع
ہوئی تو آپ دل برداشتہ ہوئے مگر سرکار عالیہ مرحومہ کی عنایت وقدرشناسی و
حسن عقیدت نے آپ کو روکا اور ہر دوشنبہ کو تاج محل مین آپ کا وعظ مقرر ہوا
جسمین سرکار عالیہ مع جملہ خواتین وبیگمات محل شریک ہوکر حظ دینی حاصل کرتی تھین
وعظ کی تاثیر اور انداز بیان کا یہ اثر تھا کہ تضرع وبکا کی صدائین بلند ہوتی تھین
عدل وسیاست شرعیہ کے احکام اور حکومت وامارت کے متعلق ترہیب وترغیب
بیباکانہ فرماتے اور ذرہ رعایت نکرتے یہانتک کہ ۲۹ صفر سنہ ۱۳۱۹ ہجری مطابق
یکم جون سنہ ۱۹۰۱ء مین سرکار مرحومہ نے انتقال فرمایا اور نواب سلطان جہان بیگم صاحبہ
والیہ حال ریاست بھوپال مسند نشین ہوئین تعلیم جدید وفنون مغربی کی ترقی اور
قدر علم وعلماے دین مین کمی نظر آئی تو آپ نے بعد قیام بست وپنج سال ریاست
کو ہمیشہ کے لیے خیرباد کہا اور مستعفی ہوگئے آپ اس سے قبل جب حسب الحکم سرکار
مرحومہ بغرض مباحثہ مرزا غلام احمد قادیانی دہلی تشریف لے گئے تھے تو وہان کے
دیندار وعلم دوست تجار ورؤساے شہر نے آپ سے قیام دہلی کی استدعا کی تھی
کیونکہ مولٰنا شاہ سید نذیر حسین صاحب محدث رح بوجہ ضعف قوی وپیرانہ سالی درس وتدریس
سے عاجز تھے نیز وعظ وتفسیر قرآن بیان کرنے والا بھی کوئی نہ تھا لیکن بہ سبب تعلق
ریاست واستدعاے بیگم صاحبہ مرحومہ آپ نے بھوپال کو نچھوڑا - اب اُن لوگون نے

مناظرہ قادیانی

آپ کو دہلی کے قیام پر مجبور کیا اور آپ کو جانا پڑا اور مسند درس و افتا و وعظ دہلی پر متمکن ہوئے۔ مناظرۂ قادیانی کی تفصیل یہ ہے کہ جب مرزا صاحب نے مہدویت سے ترقی کر کے ادعاے مسیحیت کیا اور عیسائی و آریہ سے مباحثات کے بعد علماے اسلام سے مناظرے ہوئے مرزا جی احادیث نبوی و اقوال صحابہ سے بچ کر صرف قرآن مجید کو حکم ٹھہراتے تھے جب یہ غلغلہ بلند ہوا تو سرکار عالیہ نے مرزا صاحب کے مقابلہ کے لیے آپ کو دہلی بھیجا مرزا صاحب بحث تقریری پر راضی نہوئے تحریرات کا سلسلہ شروع ہوا مرزا صاحب مسئلہ حیات و ممات مسیح پر مناظرہ کرتے تھے اور یہ اُنکے دعوے کی تمہید تھی چنانچہ آیہ اِنِّیْ مُتَوَفِّیْكَ وَرَافِعُكَ اِلَیَّ کو مثبت ممات عیسیٰ علیہ السلام سمجھکر پیش کرتے تھے آپ نے آیہ وَاِنْ مِّنْ اَهْلِ الْكِتٰبِ اِلَّا لَيُؤْمِنَنَّ بِهٖ قَبْلَ مَوْتِهٖ الآیہ سے اثبات حیات آن حضرت فرمایا مرزا صاحب نے حسب عادت مستمرہ تاویلات کے در کھولے اور صرفی و نحوی مباحث مین جولانی طبع دکھائی اور قواعد عربیت کو ناقابل اعتبار بتایا مگر کچھ پیش نہ گئی آخرکار عاجز ہو کر حیلۂ استقبال خسر کر کے میدان سے رو بفرار ہوئے۔ آپ نے بہانۂ ملاقات خسر سنکر فرمایا خَسِرَ الدُّنْيَا وَالْاٰخِرَةَ ذٰلِكَ هُوَ الْخُسْرَانُ الْمُبِيْنُ تحریرات مناظرہ و کیفیت بحث و فرار کتاب الحق الصریح فی اثبات حیوۃ المسیح مطبوعہ مطبع انصاری دہلی مین مفصل درج ہے یہ مناظرہ تقریباً ۱۳۱۲ھ مین واقع ہوا آپنے

خصوصیات

زمانہ آخر مین بمقام دہلی رسالہ القول المحمود فی رد جواز سود ڈپٹی نذیر احمد خان کے جواب مین لکھا آپ کی خصوصیات علمی و اجتہادی مین مسئلہ قربانی آخر ماہ ذی الحجہ تک ہے بعد وفات نواب صاحب مرحوم آپ نے ایک اشتہار طبع کرا کے شائع کیا کہ قربانی کے لیے ایام تشریق کو مخصوص کرنا دعوے بے دلیل ہے اور اسکے خلاف ادلہ شرعیہ موجود ہین علماے عصر سے کچھ بحثین ہوئین مگر آپ کے دعوے کی تردید نہو سکی مسئلہ مذکورہ

کے متعلق مذاہب و اقوال سلف و اختلافات ائمہ و اثبات دعوی معہ رفع اعتراضات مخالفین ایک مجلد ضخیم مین جمع فرمائے[ع] جو آپ کی کمال تحقیق و وسعت نظر پر دال ہے افسوس کہ ابتک اس کی طبع کی نوبت نہین آئی - آخر زمانہ مین مسئلہ قرأت فاتحہ خلف امام مین ایک مبسوط کتاب مسمی البرہان العجاب فی فرضیۃ ام الکتاب لکھی جو بعد وفات آنجناب دہلی مین مطبوع ہوئی انتظام طبع کی جانب کسی نے توجہ نہ کی بدخط غلط چھپی ہے - یہ عجیب مجتہدانہ تصنیف ہے جملہ اختلافات و اقوال مجتہدین و دلائل مذاہب و آیات و احادیث و آثار متعلق مسئلہ مذکور اور احقاق و ابطال و تردید و اثبات و تنقیح دعوے جزواً و کلاً مندرج ہین اسکے سوا دیگر بہت رسائل وغیرہ آپکے قلم سے نکلے جو بعض تلامذہ کی جانب منسوب ہین راقم سطور نے آپ سے آگرہ و بھوپال مین فنون عقلیہ و نقلیہ اکتساب کیے دہلی مین آپ کے چشمہ فیض سے گروہ طلبہ بلکہ تمام شہر مستفید ہوتا - ہا مختلف علوم و فنون کا درس دیتے اور ہر روز بعد نماز صبح مسجد چوک مین ترجمہ و تفسیر قرآن بالحدیث دو گھنٹہ بیان فرماتے اور اہل شوق دور دور سے آکر سنتے تھے آخر ۱۳۲۶ھ ہجری کو بعمر ۷۴ سال دہلی مین وفات پائی انا للہ وانا الیہ راجعون ٭ طیب اللہ ثراہ و جعل الجنۃ مثواہ آمین علما و ادبائے عصر نے آپکے مرثیہ مین قصائد دلخراش لکھے عزیزی مولوی سید نظر احمد سلمہ اللہ نے بتضمین حدیث نبوی قَدْ دَخَلَ الْجَنَّۃَ بِلَا حِسَاب مادہ تاریخ برآمد کیا (۱۳۲۶) اور مولوی سید اعجاز احمد سلمہ ربہ نے لفظ مغفور تاریخ وفات کہی (۱۳۲۶) اور ایک قصیدہ عربی فصیح و بلیغ انشا کیا

ع اس دعوی کا استدلال سورۃ الحج سے کیا اور تائیداً احادیث صحیحہ و آثار صحابہ مفصلہ فتح الباری وغیرہ و تحقیقات و اختلافات علما و کبار پیش کرکے عجیب و غریب اجتہادات و نازک قیاسات عالمانہ سے کام لیا جسکو دیکھکر نامور علما و عصر دنگ و متحیر ہوگئے چنانچہ امام المحدثین عصر شیخ حسین عرب و دیگر علمائے بھوپال و ہند نے بعد از قیل و قال بسیار اتفاق کیا اور مجید تحسین کی ۱۲ عبدہ

ولا باس بایراد شئی منہا ؎

خطب ابادنفوس الکبیر — وکذا الزمان علی النفوس یجور
اما الہدای فتضعضعت ارکانہ — والدین اسقمہ ضنی وفتور
شمس الضحی افلت وغاب شروقہ — فاذا النہار کلیلنا ودیجور

وقال لعبید ہذا وللہ درہٗ ؎

قد مات من قامت العلوم بموتہ — لاسیما الاخبار والتفسیر
تبکی علیہ مساجد ومنابر — ولاہل علم رنۃ وزفیر
قد کان مجتہدا مصیبا ناسکا — یحیی الشرائع سعیہ المشکور
متخاشعا للہ منقادا لہ — متلالأ من وجہہ التنویر
نقادا اسناد الحدیث ومتنہ — کشاف اسرار الکتاب بصیر
لما سئلت القلب عام وفاتہ — فاجابنی تاریخہ مغفور
۱۳۲۶

(۳۶) مولوی حضور احمد بن مولوی حاجی نور احمد بن مولنا محمد شرف علی رحمہم اللہ تعالے

آپ مولنا محمد حسن رح کے برادرزادہ تھے زمانۂ تولد بعد ۱۲۳۰ ہجری ہے بعض کتب رسمیہ بخدمت مولنا محمد اسمعیل مجاہد اسرائیلی علی گڑھی اور اپنے عم موصوف سے استفادہ کیں خوش عقیدہ و پابند شرع تھے خوش بیانی و سلیقہ وعظ مین امتیاز خاص رکھتے تھے اور طریقت و صوفیت کی طرف طبع مائل تھی آگرہ مین زیادہ قیام کرتے تھے ریاست ٹونک مین آپ کے معتقدین و ارادتمندون کی جماعت کثیر تھی اور ریاست سے آپ کی تنخواہ بطور وظیفہ مقرر ہوئی مختلف شہرون مین دورہ فرماتے اور وعظ کہتے تھے خوش لہجہ و خوش الحان تھے مثنوی مولانا روم

۱۲ محرم ۱۳۲۶ کتاب صفحہ ۹۲

سُناکر سامعین کو خوش کرتے اور تاثیر بیان سے لوگون کو متاثر کرتے تھے حالات بزرگان
دین و سیر نبویؐ واعظانہ طور پر مستحضر فی الذہن تھے چند کتابین آپ کی مطبوعۂ یادگار
اور تمام ملک مین مقبول ہین۔ لُبِّ لُباب۔ خلاصۂ مثنوی معنوی زمانۂ غدر سے قبل
طبع ہوا۔ فضائل رسول اللہ صلعم اردو نثر مین مفید عام ہے۔ حکایات الصالحین
عربی کا اُردو ترجمہ مسمّی احوال الصادقین با یراد اشعار مثنوی کیا جو عام طور پر مقبول و متداول
ہے اور اُسکو بعض حضرات نے نظم کا لباس پہنا کر بھی طبع کرایا ہے۔ رسالۂ نکاح ثانی
اُردو بھی طبع ہو چکا ہے[عه] آپ کی وفات بعمر ۶۳ سال سنہ ۱۲۹۶ ہجری مین واقع ہوئی رحمہ اللہ تعالےٰ

(۳۷) مولٰنا حاجی سید سبط احمد بن مولٰنا حافظ سید اولاد احمد رحمہما اللہ

آپ[سلہ] سنہ ۱۲۶۷ ہجری مین متولد ہوئے اور وقت وفات پدر علیہ الرحمہ تیرہ[۱۳] سال کی
عمر تھی مولٰنا سید امیر حسن رح کے حلقہ درس سے وطن مین مستفید ہو کر میرٹھ گئے
اور چند سال طالب علمانہ قیام رہا غور و خوض و متانت موروثی سے متصف
تھے تکمیل درس و فراغ تحصیل کے بعد وطن واپس آئے اشتغال علم مرکوز خاطر
تھا لہٰذا بدایون و شیخو پور مین درس و تدریس طلبۂ علم مین بسر اوقات فرمائی
متبعین اہل بدعت سے مباحثات کئے بعد چندے بتلاش معاش بھوپال کا
قصد کیا اور بعد حصول ملازمت فائز ترقیات عہدہ و منصب رہے یہانتک کہ عہدۂ منصفی
دیوانی و فوجداری ضلع آشتہ پر مامور ہو کر بکمال دیانت و معدلت و تقویٰ فرائض انجام

سلہ آپ کے برادر کلان حافظ سید ابن احمد رح تھے ولادت سنہ ۱۲۹۵ھ دہم رجب یوم جمعہ ہے قرآن شریف حفظ کر کے
صرف و نحو عربی اپنے والد مغفور سے پڑھی پھر مولٰنا سید امیر حسن رح سے میرٹھ مین تحصیل علم فرمائی بعدہ انتظام
املاک و جائداد مین مصروف ہوئے اعزہ کی خبر گیری کرتے تھے پابند شرع نیک نفس حلیم الطبع متواضع باوقار
تھے عزت و وجاہت دینوی سے موصوف رہے دہم رجب یوم جمعہ سنہ ۱۳۱۶ھ کو بعمر ۲۱ سال وطن
مین وفات پائی تاریخ اغفر لہ طبع زاد مجیز سلمہ و رحمہ اللہ تعالےٰ ۔ ۱۲ منہ
۱۳۱۶ھ

عـه ان کا ذکر خیر مولٰنا نواب محمد صدیق حسن خان صاحب نے بھی اپنی بیاض مین بایں الفاظ تفصیل کیا ہے کہ علامہ بھوپال سنہ ۱۲۶۶ھ مین گئے ... وفات ... ۱۲ منہ

دینی زہد و ورع و تشرّع آپ کا شعار تھا نواب صاحب مرحوم آپ کی عزت فرماتے تھے درحقیقت آپ فرشتہ خو انسان وحق پرست عالم وعابد متقی تھے جملہ علوم متداولہ مین دستگاہ عالمانہ اور دینیات وعلم و فرائض مین مہارت خاصہ رکھتے تھے مسائل فقہیہ ومغلقہ موار یثیہ بے تامل حل فرماتے تھے مشاغل درس کبھی ترک نہین فرمائے البتہ تصنیف کی جانب کم متوجہ ہوئے۔ جب رسالہ کلمۃ الحق مصنفہ جناب نواب صاحب مرحوم کا جواب بعض علمائے بدایون نے شائع کیا تو آپ نے کتاب اعلاء کلمۃ الحق اس کے جواب الجواب مین بزبان فارسی تحریر فرمائی جو بھوپال مین طبع ہوئی رد بدعات وانتصار حق وتردید باطل مین بے نظیر ہے آپ ۱۳۰۰ھ ہجری مین بعزم حج بیت اللہ اپنی والدہ ضعیفہ کو لیکر وطن سے مکہ معظمہ گئے اور بعد ادائے فریضہ زیارت نبوی سے مشرف ہوئے والدہ ماجدہ کو اپنے دوش پر سوار کر کے طواف بیت اللہ کرایا اور ۱۳۰۱ھ مین مراجعت فرمائی۔ آخر مقام چادر ضلع آشٹہ علاقہ بھوپال مین بمرض ہیضہ وبائی بعمر تینتالیس سال ۱۳۱۳ھ ہجری مین وفات پائی رحمہ اللہ تعالیٰ عزیز علامہ معجز سلمہ اللہ نے آیۂ کریمہ۔ قَدْ فَازَ فَوْزًا عَظِيمًا ۱۳۱۳ھ سے تاریخ رحلت مستخرج کی جزاہ اللہ خیرا۔

(۲۸) حکیم محمد خورشید حسن خلف اکبر حکیم بدر الدین فاروقی رحمہما اللہ

آپ مولانا محمد بشیر محدث رح کے برادر کلان تھے تحصیل علوم وفنون درسیہ علمائے لکھنؤ سے کی اور بعد فراغ درس فن طب وطریق علاج اپنے والد ماجد سے حاصل کر کے مشغول مداواو معالجہ ہوئے کامل الاستعداد وصاحب قوت خداداد تھے مطب مین حذاقت تام اور تشخیص وتجویز مین ملکہ خاص تھا امراض سوداویہ ونقصان باہ درجوبیت مین ید بیضا دکھاتے غربا کے ساتھ ہمدردی اور اقارب پر احسان کرتے تھے اکثر قیام وطن سے باہر رہا اور شغل درس ومطب مین مصروف رہے امرا ورؤسا کا مرجع تھے ہمیشہ

اطعمہ لذیذہ و اغذیہ لطیفہ بتکلف تیار کراتے خود تناول فرماتے اور اعزہ و احباب کی مدارات کرتے سیر چشم و با مروت تھے حدود ۱۳۰۵ھ ہجری مین بعمر ہ ۷ سال وفات پائی رحمہ اللہ تعالےٰ آپ کے دو فرزند نامور طبیب ہوئے

(۳۹) حکیم محمد نذیر بن حکیم محمد بدر الدین رحمہ اللہ

آپ بھی مولنا محمد بشیر محدث رح کے حقیقی منجھلے بھائی تھے بمعیت برادر بزرگ تحصیل علوم لکھنؤ مین کی اور خاندانی فن طب و مطب حاصل کرکے چند سال ریاست کماری مین بصیغہ طبابت بعزت تمام ملازم و مقرب خاص رہے پھر بقدر دانی راجہ جیاجی راؤ والی ریاست گوالیار لشکر مین قیام فرمایا بعدہ مفصلات علاقہ ریاست مین معزز عہدہ پر نامور کیے گئے نہایت نیک نفس متبع کتاب و سنت متقی تھے معالجات نسوانی مین دستگاہ خاص رکھتے تھے ریاست گوالیار مین بعارضہ ضیق النفس ۱۳۱۵ھ ہجری کو وفات ہوئی رحمہ اللہ تعالےٰ آپ کے صاحبزادہ حکیم محمد ظریف طبیب تھے۔ تاریخ رحلت۔ غُفِرَ لَہٗ

۱۳ھ ۱۵

ثمرۂ فکر معجز سلمہ اللہ ہے

(۴۰) مولنا حکیم محمد منظر علی خلف اصغر حکیم محمد بدر الدین رحمہما اللہ

آپ زمانہ وفات پدر رح مین خرد سال تھے بتوجہ برادران بزرگ تربیت و تعلیم پائی قوت ذکا و حافظہ و سُرعت فہم مین امتیاز رکھتے تھے علوم و فنون عقلیہ و نقلیہ و اصول و فروع مولنا محمد بشیر رح سے جو آپ کے برادر مکرم تھے بحث و تحقیق کے ساتھ اکتساب کرکے کتب طب و طریق مطب مین کوشش فرمائی اور اطبائے حذاق وارباب علم و فضل سے ہوئے طلبہ علوم کو درس معقول و منقول دیتے اور مطب

میں خاص توجہ فرماتے تھے تراکیب اغذیہ و ادویہ و ترتیب نسخہ و تجویز میں جدت و ایجاد سے کام لیتے علاج امراض پیچیدہ و متضادہ میں بجودت ذہن کامیاب ہوتے اور معاصرین پر سبقت لیجاتے تھے۔ علم اصول فقہ و کلام و عربیت و فنون حکمیہ میں مہارت زائد الوصف تھی راجہ صاحب گوالیار کے دربار میں آپ کا اعزاز و اکرام درجہ اول کا رکھا گیا تھا دیوان اعظم سر دنکر راؤ کو آپ پر اعتماد خاص تھا امور نظم و نسق و مالی و ملکی میں آپ مشیر و معتمد ریاست تھے باین تقرب خوشامد و کذب و تملق سے بہت دور اور نہایت جری و بیباک و حق گو تھے مختلف مواقع پر دربار میں دلیری کے ساتھ اپنی راستی و حق پسندی کا سکہ بٹھایا امرا و روسا آپ سے جھجکتے تھے آپ کی ذات سے اہل وطن و ارباب فن کو فائدے پہونچے ریاست میں اُن کو ملازمتیں دلائیں علم و ہنر کے قدردان تھے کتب بینی و تصنیف کا شغلہ رکھتے تھے زہد و تقوے و عبادت میں قدم راسخ تھا اور صبر و استقلال و خلوص میں یگانہ تھے بوجہ تعلقات بڑا حصہ عمر کا ریاست میں بسر فرمایا آپ کی تصنیف لطیف تفسیر مظہر البیان[1] ہے اسکی ایک جلد ضخیم تا سورۂ بقر مطبع گوالیار میں غلط و بدخط طبع ہوئی تھی۔ عربی عبارت بنہایت فصیح و بلیغ مباحث کلامیہ بالکل معمور وسعت نظر مصنف و تبحر علم حدیث و تفسیر کا پتہ لگتا ہے تفسیر کبیر امام رازی کا انداز ہے۔ آخر میں تمام تعلقات ترک فرما کر اوقات عزیز عبادت روز و شب بیداری میں گزارتے تھے بشوق حج و زیارت حرمین شریفین و قصد ہجرت سفر حجاز کیا اور مع اہلبیت ۱۳۱۲ ہجری میں بعد ادائے حج مبرور مکہ معظمہ میں لبیک گوئے داعی فردوس ہوئے رحمہما اللہ تعالےٰ و غفر لہما آپ کے فرزند حکیم محمد منتظر علی طبیب ریاست گوالیار میں کالت کرتے ہیں

[1] مظہر البیان تاریخی نام ہے متکلمانہ تفسیر ہے ۱۲ سید اعجاز احمد۔

(۱۴) حکیم محمد ضیاء الحسن بن حکیم خورشید حسن رحمہما اللہ

آپ نے اپنے پدر و عم رح سے علوم و فنون درسیہ پڑھ کر فراغ حاصل کیا پھر صناعت موروثی کی طرف توجہ کی اور چند سال متواتر اپنے والد ماجد کے سامنے زانوئے ادب تہ کیا اور مطب مین مہارت کلی اور علاج مین حذاقت تامہ نصیب ہوئی۔ نواح علیگڈھ و بلند شہر وغیرہ کے روسا و تعلقداران نے آپ کی قدر دانی کی اور فخر کے ساتھ اپنی ریاست مین رکھا چونکہ آپ کے والد رح کے مطب و قیام کا سلسلہ بلاد مشرق مین زیادہ رہا اس لیے آپ کو بھی اس جانب رغبت ہوئی اور شہر گیا مین مستقل قیام فرمایا مطب کی شہرت و وسعت ہوئی معالجات مین ناموری و کامیابی حاصل کی اپنے اہل خاندان کی طرح نیک نفس خوش مزاج قبیلہ پرور اعزہ و احباب پر کرم گستر و با مروت و مہمان نواز تھے۔ ریاست دان پور ضلع بلند شہر کے نامور رئیس کنور عبد الغفور خان نے حسب اعتقاد قدیم و مراسم سابقہ آپ کو اپنے علاج کے لیے شہر گیا سے طلب کیا آپ کے دست شفا سے کنور صاحب بہت جلد صحت یاب ہوگئے مگر آپ بعمر ۶۰ سال ناگہان مبتلاے مرض فالج ہو کر سنہ ۱۳۲۰ ہجری مین راہی دار بقا ہوئے وَمَا تَدْرِي نَفْسٌ بِأَيِّ أَرْضٍ تَمُوتُ

آپ کے فرزند حکیم شمس الحسن سلمہ اللہ شہر گیا مین نامی طبیب ہین

(۴۲) مولوی سید سلطان حسن بن میر لیاقت علی رح

آپ مولانا سید امیر حسن رح کے حقیقی چھوٹے بھائی تھے ولادت بحساب سن عیسوی سنہ ۱۸۴۶ع مین ہے لکھنؤ مین علوم رسمیہ تحصیل کیے اور اپنے برادر معظم رح سے معقولات و منقولات کی تکمیل فرما کر جلسہ علما مین دستار فضیلت حاصل کی صاحب

۱۹۰۶ع افسوس کہ مرحوم نے بسن شباب شہر گیا مین انتقال کیا رحمۃ اللہ تعالی ۱۲

استعداد و قوت ذہن و حافظہ تھے مشاغل علمیہ و درس طلبہ مین ہمیشہ مصروف
رہے مدرسہ عالیہ کلکتہ مین پروفیسر عربی کے عہدہ پر فائز ہوئے اور مدت دراز
ملازم رہے وطن مین آمد و رفت بہت کم تھی خیرآباد مین زیادہ وقت بسر کیا آخر
کلکتہ مین بعمر ۵۵ سال ۱۲۹۶ھ مین انتقال ہوا۔ رحمہ اللہ تعالےٰ۔

(۴۳) حکیم سید محمد بن مولانا حکیم سید اسد علی فاضلی رح

آپ نے فنون درسیہ اپنے والد علامہ سے استفادہ کئے بعدہ کتب طب پڑھ کر مطب
کیا طبیعت مین غوص و تدبر تھا تواضع و حسن خلق کے ساتھ وقار و خودداری
رکھتے تھے وطن سے نکلکر بسلسلہ مطب کئی جگہ قیام کیا اودھ مین راجہ امیر حسن خان
تعلقدار محمود آباد نے چند سال آپ کو مشیر و معتمد خاص بناکر اعزاز و احترام کے ساتھ
اپنے یہان رکھا ایک موقع پر آپ اُنکی صحبت سے دل برداشتہ ہوگئے اور مفارقت
اختیار کی راجہ صاحب نے معذرت و اظہار ندامت کرکے قیام پر اصرار کیا مگر آپکی
غیرت و حمیت نے قبول نکیا سیدھے ریاست حیدراباد دکن تشریف لے گئے اور ہائیکورٹ
مین وکالت شروع کی قابلیت کی شہرت اور وسعت دائرہ وکالت کی وجہ سے معزز
و ممتاز عصر رہے دولت و ثروت کافی بہم پہنچائی اور حقوق ذوی القربیٰ ادا کئے فیاضی
و سیرچشمی مین بے نظیر تھے۔ مطب و درس طب کا مشغلہ وکالت کے ساتھ بھی رہا
حیدرآباد مین بعمر ۶۰ سال ۱۳۱۰ ہجری مین وفات پائی رحمہ اللہ تعالےٰ

(۴۴) حکیم محمد انوار حسین بن حکیم شیخ مصطفےٰ علی صدیقی رح

آپ نے کتب رسمیہ عربی رام پور وغیرہ مین پڑھ کر فن طب اپنے والد سے حاصل کیا اور
مطب کا سلسلہ وطن و نواح مین جاری کیا فن معالجات سے مناسبت طبع تھی خوش اخلاقی

وسیع تر چشمی سے لوگوں کو گرویدہ کرتے تھے قصبۂ اترولی ضلع علی گڑھ و کاسگنج ضلع ایٹہ مین برسون بمشغلہ مطب مقیم رہے مرجع امرا و روسا تھے بعدہ احمد آباد ملک گجرات مین پہونچکر شہرت و ناموری حاصل کی بمبئی مین کئی سال قیام کیا ہر جگہ معزز و نامآور رہے دریافت حالات مریض و تشخیص امراض مین بیان غیر کے محتاج نہ تھے خود اظہار حال ماضی و حال کرکے لوگون کو متعجب و متحیر بنادیتے تھے ڈاکٹر و اطبا ششدر رہجاتے تھے مریض کا ہاتھ اپنے ہاتھ مین لیکر کمال نباضی کا ثبوت دیتے اور برسون کے قصے بے کم و کاست کہہ گزرتے بعض وقت ایسے واقعات بھی زبان پر آجاتے جنکا تعلق مرض سے معلوم نہوتا تھا اسی وجہ سے باخبر لوگ اس غیب دانی کو دوسرے فنون و اعمال سے متعلق کرتے تھے غرضکہ اس عجیب ملکہ کی بدولت جہان پہونچے بڑی شہرت و رجوع ہوئی اور مال کثیر آپنے حاصل کیا مگر فیاضی و استغنا کے ہاتھون ہمیشہ لٹاتے رہے سائلین کو محروم واپس نکرتے تھے بعمر ۶۲ سال ۱۳۱۵ ہجری مین بمقام احمد آباد رحلت کی رحمہ اللہ تعالےٰ

(۵۸) مولوی میر یاد علی خلف اکبر منشی سید مراد علی صالحی رحمہما اللہ تعالےٰ

آپ کی ولادت تقریباً ۱۲۴۹ ہجری مین ہے آپ کے والد ماجد ایک لائق و فائق مدبر اور بغایت متقی و مستغنی المزاج بزرگ تھے صحبت علما و صلحا سے مستفیض ہوتے تھے۔ آپنے کتب درسیہ صرف و نحو عربی و فقہ علماے مراد آباد و رامپور سے حاصل کرکے صحبت مولنا عالم علی محدث مراد آبادی مین اکتساب علم کیا اور فقہ و تصوف کی کتابین مطالعہ فرمائین اور کچھ منطق و فلسفہ مولنا احمد حسن مراد آبادی تلمیذ مولنا فضل حق خیر آبادی سے اکتساب فرمایا۔ اور رجحان طبع صوفیت کی جانب

ہوا حالات و کرامات بزرگان بطریقہ مروجہ متصوفین ذہن نشین کیے غدر سے قبل محکمہ
دیوانی و منصفی مین عہدۂ منصرمی پر مامور ہوئے جب سرسید صاحب صدر امین بجنور
تھے تو آپ انکی ماتحتی مین کام کرتے تھے اور انکی نظر مین خاص عظمت و اعتبار
رکھتے تھے مسٹر محمود وغیرہ اولاد سرسید کو ابتدائی تعلیم بھی دی۔ مراد آباد مین
آپ سررشتہ دار بھی رہے اور کمال ورع و دیانت و تقوے کے ساتھ فرائض انجام
دیے پابندی صوم و صلوٰۃ و عبادت مین ممتاز تھے حکام بالا دست آپ کی شایانہ
قابلیت و دیانت کی بیحد عزت کرتے تھے۔ مروجہ صوفیت و تقلید مین آپ کو نہایت
غلو تھا علوم قرآن و حدیث و کتب محققین پر کمتر نظر تھی اس وجہ سے اہل تحقیق کو
اچھا نجانتے تھے مجالس میلاد و عرس مین شریک ہو کر کیفیت وجدانی پیدا کرتے
اور خود بذوق و شوق رسائل میلاد پڑھتے اور مجالس منعقد کرتے تھے اور کتاب
خدا کی رحمت مصنفہ مولوی سلامت اللہ کشفی بدایونی بعقیدت تمام و خوش الحانی
و جوش رقت و گریہ پڑھتے تھے چند سال مسجد جامع سہسوان مین امامت کی خوش لہجہ
قرأت مین قرآن پڑھتے جس سے جوش بکا و کیفیت قلبی کا اثر ظاہر ہوتا تھا
سنہ ۱۳۰۲ ہجری مین مراد آباد سے پنشن لیکر وطن آگئے اور مرجع معتقدین رہے صابر
نیک مزاج حلیم الطبع بامروت مہمان نواز و سیر چشم تھے ذکاوت طبع و قوت حافظہ
آپ کا خاندانی وصف ہے آپ کے ہر دو برادران خرد آپ کی توجہ سے نہایت قابل
منشی و شاعر و ذی استعداد ہوئے آپ کو بھی نظم اردو مین دستگاہ تھی غزلیات
از قسم نعت و منقبت بصورت دیوان مجتمع ہین آخر بعمر ۶۸ سال سنہ ۱۳۱۹ھ مین وفات
پائی قبر خام مسجد پیرزادگان کے احاطہ مین ہے رحمہ اللہ تعالےٰ

(۴۶) مولوی سید محمد عبد الصمد شاہ خلف سید غالب حسین شہید رح ہاشمی رح
تولد تخمیناً سنہ ۱۲۶۹ھ مین ہے وطن مین اپنے خالہ زاد بھائی مولوی سخاوت حسین رح

انصاری سے کتب درسیہ صرف ونحو ومنطق وفقہ وغیرہ پڑھ کر بدایون گئے علمائے محدثین سہسوان اور فضلائے بدایون مین مسائل کثیرہ ورد بدعات مین بحث ونزاع تھا اس لئے آپ کی تعلیم بتوجہ مولنا فضل رسول ومولنا عبد القادر بدایونی رحمہما اللہ مدرسہ قادریہ مین ہوئی اب جو رسالہ اہل حق کے خلاف شائع ہوتا تھا آپ کے اساتذہ اسکو آپ کی جانب منسوب کرتے اور آپ کو بحث ومناظرہ پرا بھارتے تھے مولنا سید امیر حسن صاحب رح آپ کے حقیقی پھوپھا تھے مگر آپ اپنے بھائی صاحب کے اثر تعلیم وتربیت سے انکی جانب سوء ظن رکھتے تھے اب بدایون کی تعلیم وتلقین نے اور پختہ کردیا اعمال وعقائد مین بھی بدعات کا اثر ہوا استعانت اہل قبور وتعظیم مزارات وعرس پر بحسب صوفیت اساتذہ عمل پیرا ہوتے موحد ومنکر تقلید شخصی کو برا سمجھتے تھے آپ کو کلام اللہ شریف بقرأت وتجوید حفظ تھا بہت صاف اور جلد پڑھتے تھے قوت مناظرہ وجرأت تقریر وقدرت بیان ووعظ رکھتے تھے ذہن وذکا وقوت حافظہ سے متصف تھے طریق چشتیہ مین حافظ شاہ محمد اسلم خیرآبادی سے بیعت کی اور خلیفہ ہوئے قصبۂ بھپوند ضلع اٹاوہ مین قیام فرمایا جماعت کثیر معتقدین ومریدین کی حاضر رہتی اور مجالس عرس وحال وقال منعقد ہوتی تھین آپ نے بہت شہرت پائی اور عزت ومنزلت مقتدایانہ سے محترم رہے مطالعہ کتب کا شوق تھا علم حدیث کی طرف توجہ مبذول ہوئی اور اسکی برکت سے تعصب وناحق پسندی کی جگہ طبیعت مین میلان حق وانصاف پیدا ہوگیا مطالعۂ تصانیف محققین مجتہدین نے رنگ بدل دیا فتح الباری وعینی وقسطلانی شروح بخاری زیر مطالعہ رہتی تھین صحیح بخاری کے چند پارے ازبر کرلئے وظائف مین حصن حصین کا ورد تھا وَاللّٰهُ يَهْدِي مَنْ يَّشَاءُ إِلَىٰ صِرَاطٍ مُّسْتَقِيمٍ آپ زمانہ طلب علم کے مجادلات ومباحثات کو آخر مین نظر حقارت سے دیکھتے اور مخالفت اہل حق وحمایت بدعات پر نادم ہوتے تھے اہل حدیث سے

بخلوص قلب ملتے تھے آپ کی تصانیف ابتدائی رسائل بحث و مناظرات ہین جو پایہ اعتبار
سے ساقط ہین مثل افادات صمدیہ و مناظرہ صمدیہ و تبعید الشیاطین وغیرہ آخر زمانہ مین
بمقابلہ شیعہ رد شیعہ مین ارغام الشیاطین تصنیف کی جو نہایت محققانہ و بے مثل کتاب
ہے طبع ہوکر مقبول عام ہو چکی ہے۔ باوجود شعار تصوف و مشغلہ پیری و مریدی خوش مزاج
ظریف شگفتہ پیشانی تصنع و تکلف سے دور خلیق و متواضع و سادہ و خوش مزاج تھے
عالی ہمتی و سیرچشمی کی حد نہ تھی ہزار ہا روپیہ آتا اور قبیلہ پروری و عزیز نوازی مین صرف
ہوتا تھا سنہ ۱۳۱۶ھ مین بھوپال تشریف لائے جا بجا جلسہ ہاے وعظ ہوئے اہل شہر
ہزار ہا کی تعداد مین شریک ہوتے تھے بیان پرزور تھا راقم سطور ہذا کے ساتھ باوجود
اختلاف عقاید ماوراے عزیز داری بیحد شفقت خاص فرماتے تھے اور میرے برادر معظم
مولٰنا سید عبد الباری صاحب سے اکثر مباحثہ مجالس مین ہوتے جانبین سے رد و قدح
زبانی و تحریری مخالفانہ عالمانہ محققانہ ہوتی مگر باینہمہ بوجہ ہم عمری بیحد خلت و اخلاص باہم
تھا چند بار آگرہ آئے تو باوجود اصرار دیگر رؤسا معتقدین بھائی صاحب مرحوم کے یہان
خود مہمان عزیز ہوئے اور اکثر نکتہ سنجی و لطائف علمیہ سے وقت عزیز صرف ہوتا مین
بوجہ طالبعلمی شریک جلسہ رہتا۔ پھپھوند مین بعمر ۵۹ سال سنہ ۱۳۲۴ ہجری کو مرض فالج
مین رحلت فرمائی آپکے صاحبزادہ مولوی سید مصباح الحسن صاحب سجادہ نشین ہین

(۴۷) مولوی سید محمد نذیر بن سید نوازش علی فاضلی رحمہ اللہ

آپکی ولادت سنہ ۱۲۷۰ھ مین ہے مولٰنا سید امیر حسن محدث اور انکے خلف مولٰنا سید
امیر احمد رح سے سہسوان دہلی میرٹھ آگرہ مین صرف و نحو و منطق و حکمت و ادب
و فقہ و تفسیر و حدیث و اصول و کلام حاصل کیے نہایت ذکی و ذہین و سریع الفہم
و مستعد تھے میور کالج آگرہ مین باضابطہ دستار بندی ہوئی علماے عصر دور و دراز

سے شریک جلسۂ کالج ہوئے علم ادب وعربیت وانشا نگاری مین ملکہ خاص تھا عبارت فارسی وعربی بے تکلف لکھتے تھے قوت مباحثہ وحاضر جوابی واستحضار مسائل علمی مین ممتاز تھے چند رسائل مناظرہ آپ کی مصنفہ یادگار ہین جن سے جودت طبع ووسعت نظر کا پتا لگتا ہے طلبۂ علوم کو تمام فنون درسیہ مین مستفید فرماتے اور ہمیشہ مشاغل علمیہ سے دلچسپی رکھتے تھے رسالہ تلک عشرۃ کاملہ متضمن اعتراضات شمس العلماے سہسوانی بزبان فارسی جو بمقابلہ مولنا محمد عبدالحق خیرآبادی ہے آپ نے آگرہ مین طبع کرایا براہین اثنا عشر رسالۂ اردو جسمین انتصار الحق پر بارہ اعتراض لاجواب ہین تائید معیار الحق لکھا اور طبع ہوکر شائع ہوا مناظرۂ احمدیہ اردو کیفیت مباحثہ شیخو پور جسمین مفصل حالات مناظرہ وتحریرات مولوی سید امیر احمد رح ومولوی عبدالقادر رح مندرج ہین تبعداد کثیر طبع ہوئی اسکے سوا اور بہت رسائل مطبوع وغیر مطبوع آپ کی تالیف ہین چند سال قصبہ بسولی ضلع بداون مین بتعلق ملازمت مدرسہ قیام رہا آخر آپ نے بعہد شباب بعمر ۴۳ سال ۱۲۹۹ھ ہجری کو وطن مین وفات پائی رحمہ اللہ تعالے۔

(۴۸) مولوی سید پرورش علی بن میر شجاعت علی ہاشمی رح

ولادت تخمیناً تیرھوین صدی ہجری کے وسط مین ہے ابتدائی تعلیم وطن مین پائی پھر رامپور جاکر پڑھا بعدہٗ مراد آباد مین مولنا احمد حسن مراد آبادی رح سے بقیہ فنون درسیہ ومعقولات کی تکمیل فرمائی علم فقہ وفرائض مین خاص عبور حاصل کیا بعد فراغ تحصیل درس وافتا وغیرہ کا مشغلہ بھی رہا رؤساے ضلع بلند شہر وعلیگڈھ کی قدردانی سے آپ نے اُس طرف زیادہ قیام کیا اُمور انتظامیہ زمینداری وعلاقہ مین بھی آپ پر خاص اعتماد تھا آپ کے زہد وورع وپابندی شریعت سے دلون مین قدر وعظمت راسخ ہوئی آپ نے محض بایماے والد خود اپنی زوجہ کو بے تامل طلاق

دے دی۔ اب مدت سے وطن میں تشریف فرما ہیں لوگوں کے معاملات سے بالکل بے تعلق اور خود کسی سے غرض و مطلب نہیں رکھتے ذکر و عبادت میں بسر کرتے اور باوجود ضعف پیری و خمیدگی پشت و کمر پنجگانہ مسجد میں نماز باجماعت ادا کرتے ہیں۔ بارہ سال ہوئے کہ اپنی جائداد وقف تعلیم اسلامی کر کے مدرسہ عزلی جاری کیا ہے اور خود متولی و منتظم مدرسہ ہیں شرائط وقف میں تعلیم قرآن مجید و دینیات بقید فقہ حنفی ہے اور یہ کہ مدرس حنفی مقلد ہو اہل حدیث سے آپ تعصب رکھتے ہیں آج کل مدرس مولوی فضل احمد صاحب بدایونی ہیں جو بسبب ضعیف العمری کے قوت تعلیم و تربیت اطفال سے معذور ہیں اور تنخواہ معقول پاتے ہیں اسی وجہ سے عام لوگ اس طرف راغب نہیں ہوتے اور خواص تشدد شرائط سے متنفر ہیں آپ کو تقلید شخصی پر بیحد اصرار ہے اسکو رکن ایمان سمجھتے ہیں مبتدعین سے اجتناب نہیں فرماتے۔ خلیق و نیک مزاج و منکسر ہیں پنکھا ہر موسم ہر موقع ہر وقت کبھی ہاتھ میں کبھی بغل میں رکھتے ہیں سن شریف اسّی سال سے زائد ہے۔ مجھپر باوجود اختلاف تحقیق و تقلید بہت کچھ مہربانی فرماتے ہیں سلمہ اللہ تعالے۔

(۴۹) مولوی حافظ شیخ امیر حسن بن شیخ امام بخش انصاری رح

تقریباً ۱۲۵۰ھ میں آپکا تولد ہے تحصیل علوم لکھنؤ میں کی اور قرآن مجید حفظ کیا فن تجوید و قرأت قاری حافظ احمد حسن برادر خرد خطیب معین الدین سابق الذکر سے حاصل کی علوم معقولہ اور بعض دینیات لکھنؤ میں ابو البرکات مولانا تراب علی رح سے استفادہ کیے بعد فراغ درس سلسلہ تدریس ہمیشہ قائم رکھا قصبہ سہاور ضلع ایٹہ میں بقدر و منزلت اولاد اُمرا کو تعلیم دی ابتدائی کتب درسیہ کے تعلیم میں مہارت خاص حاصل تھی صرف و نحو کا استحضار تام تھا تلاوت کلام اللہ شریف سے

کسی وقت غافل نہوتے کوئی مشغلہ مانع نہوتا تقدس وورع وتقویٰ واجتناب منکرات وبدعات مین ہمیشہ ثابت قدم تھے اور مقلد حنفی ہونے کے باوجود اہل حدیث سے مطلق بغض وعناد نہ تھا فرائض کے عمدہ ماہر تھے عابد متقی منکسر المزاج وائم السکوت غایت درجہ نیک طینت تھے چند سال امامت مسجد جامع سہسوان کی آخر مین باختلال حواس مجنونانہ حالت مین پھرتے تھے تقریباً ۱۳۲۲ھ کو وطن مین وفات پائی رحمۃ اللہ تعالیٰ

(۵) مولوی حافظ سید غلام جیلانی خلف اکبر مولوی حکیم سید اشفاق حسین ہاشمی رح

آپ کے والد صاحب کے ذکر مین بیان ہوا ہے کہ تعلیم اولاد کے حقوق جیسے اُنھون نے ادا کیے اورون نے کم کیئے ہین چنانچہ آپ کو مع بھائیون کے حفظ کلام اللہ سے اولاً مشرف کیا آپ نہایت ذکی وقوی الحافظہ جید الفکر تھے بعد حفظ قرآن تعلیم فارسی حسب دستور پائی پھر صرف ونحو عربی پڑھ کر فنون درسیہ معقول ومنقول حاصل کیے مولوی ہدایت علی تلمیذ مولنا فضل حق خیرآبادی سے منطق وفلسفہ وعربیت اور مولنا محمد احسن نانوتوی سے جو مترجم دُرِّ مختار ومشارق الانوار تھے دینیات کی تکمیل فرمائی انشانگاری عربی وفارسی مین بھی دستگاہ خاص تھی بعد فراغ درس بامعاے حضرت والد خود حج بیت اللہ سے مشرف ہوئے۔ واپس آکر زبان انگریزی وفنون مغربی کیا بیغی حاصل کر کے عہدۂ ڈپٹی کلکٹری پر فائز ہوئے اور نہایت قابلیت سے فرائض انجام دیے جودت فہم وزور تحریر وفیصلہ نگاری مین فائق الاقران تھے ایک مدت تک آزاد خیال رند مشرب خلیلین رہے لہو ولعب ومیخواری مین منہمک احکام شرع کی پابندی سے مطلق العنان جلسۂ احباب مین مشغول عیش وعشرت تھے آخر مین جذبات دینی وحمیت ایمانی نے ہر طرف سے دل کو پھیرا کوٹ پتلون اور

طرز معاشرت انگریزی ترک کرکے سیدھے سادہ مسلمان بن گئے رندی و آزادی و عیش پسندی یکدم رخصت و کافور ہوئی پابند صوم و صلوٰۃ و تلاوت و عبادت ہوئے کتب حدیث و تفسیر و تاریخ و سیر سے خاص دلچسپی پیدا ہوگئی معانی کلام اللہ مین تدبر کیا اتباع کتاب و سنت مین قدم راسخ ہوگیا تقلید و رسوم بدعہ کا خیال بھی رفع ہوکر موحد محقق بنگئے یہ عجیب انقلاب آخر زمانہ ملازمت مین رونما ہوا اسکے بعد پنشن لیکر خانہ نشین ہوئے اور بجز مشغلہ قرآن و حدیث کوئی کام نکرتے اور ذکر و عبادت سے حظ وافر لیتے تھے۔ آراستہ و پیراستہ کوٹھیان چھوڑ کر ایک سادہ بنگلہ مین بسر کرتے تھے سچ ہے ؎

غمزۂ عابد فریبش زاہد صد سالہ را	موے پیشانی کشان خود سوے خمار آورد

جناب بیگم صاحبہ ع والیۂ بھوپال نے آپکی قابلیت کا شہرہ سن کر عہدہ مہتممی بند و بست ممالک محروسۂ ریاست پر آپ کے آنے کی استدعا کی آپ ریاست مین تشریف لے گئے اور چند روز سرکاری مہمان رہے مگر قبول خدمت سے بوجہ استغنائے نفس انکار فرمایا آخر بریلی مین امراض گلیہ و مثانہ مین مبتلا ہوکر ۱۳۲۵ھ مطابق ۱۹۰۷ء بعمر ۷۰ سال انتقال ہوا رحمہ اللہ تعالےٰ آپکے خلف اصغر مولوی سید عبد الودود صاحب خدمات قومی و اسلامی مین بہت نامور و مقتدر ہین سلمہ اللہ تعالےٰ۔

(۱۵) مولوی حافظ سید میر احمد بن حکیم سید اشفاق حسین رح

آپ نے برادر معظم مذکور کے ساتھ اساتذہ مذکورین سے تحصیل علوم و فنون و حفظ قرآن و حج بیت اللہ کرکے قانون وکالت درجۂ اول کا امتحان پاس کیا زبان انگریزی مین اعلیٰ قابلیت حاصل کی اور عہدہ تحصیلداری پر مامور ہوئے آپکے مناسبت علمی بیشتر تھی ادبیات کا شوق تھا بطور تفنن عربی و فارسی مین شعر موزون کرتے متعدد بیاضہاے اشعار موجود ہین بہت طباع و ذکی و صالح و صائب الراے

ع یعنی نواب سلطان جہان بیگم صاحبہ بالقابہا دام اقبالہا مسند نشین ۱۳۱۹ھ ۱۹۰۱ء

تھے ہر حالت مین صلاح و تقوے و پابندی شرع نصب العین رکھتے تھے خوشامد حکام سے بہت مجتنب تھے ملازمت سے قبل عقد نکاح نہین کیا اور بعد ملازمت عمر نا پائدار نے اجازت نہ دی چنانچہ عین شباب مین مقام بھنڈارہ مین ۱۳۰۲ھ مطابق ۱۸۸۴ء کو وفات پائی اور بعد وفات آپ کے نام تقرر عہدۂ ڈپٹی کلکٹری کا حکم گورنمنٹ سے موصول ہوا یہ ترقی محض ذاتی قابلیت کا ثمرہ تھی رحمہ اللہ تعالے بھنڈارہ مین ایک باغ عالی شان آپ کے مزار کے قریب بحکم پدر بزرگوار رح لگا گیا اور سہسوان مین ایک چاہ پختہ محلہ اونچے پر آپ کے یادگار مین تعمیر ہوا جسپر ایک قطعہ تاریخ وفات پتھر پر کندہ ہے

(۲۲۵) شمس العلما مولوی حافظ محمد امین سلمہ خلف اصغر حکیم سید شفاق حسین رح

ولادت باسعادت ۱۲۷۶ھ ۱۸۶۰ء مین بمقام ساگر ملک متوسط ہند مین ہوئی تحصیل علوم و فنون دینی و دنیوی مثل دیگر برادران حد تکمیل کو پہونچائی کلام اللہ شریف بقرأت و تجوید حفظ کیا حج کعبہ و زیارت قبر نبوی سے مشرف ہوئے فن طب و دستور مطب اپنے والد ماجد سے حاصل کیا اور علاج مین مہارت تامہ پیدا کی انگریزی زبان و علوم مغربی اپنے شوق و محنت سے بمدد طبع غواص و جودت ذہن استفادہ کیے کسی اسکول و کالج مین نہین پڑھا اچھے اچھے زباندان بلکہ اہل زبان آپ کی قابلیت و فضیلت کا اعتراف کرتے ہین اولاً عہدۂ ڈپٹی کلکٹری و اکسٹرا اسسٹنٹی پر ممتاز رہے پھر شہر جبل پور مین بعہدۂ ججی ۱۹۰۰ء مین فائز ہوئے بتعلق ملازمت ممالک متوسط آپ کا قیام ہوشنگ آباد جبل پور ناگپور ساگر کھنڈوا وغیرہ مین رہا اعزاز و اقتدار آپ کا حکام یورپین و گورنمنٹ برطانیہ مین بنہایت ہے علم و فضل و فہم و دانش وجامعیت کمالات مین جوہر فرد ہین دربار خاص ۱۸۹۸ء مین گورنمنٹ ہند نے آپ کی علمی قدردانی کا ثبوت بخطاب شمس العلما دیا علم ادب عربی و انگریزی و فن تاریخ سے خاص دلچسپی ہے بعض سرکاری جلسون مین

بموجودگی اہل علم و ارباب کمال آپ نے زبان عربی و فارسی و انگریزی و اُردو مین بغایت فصیح و برجستہ تقریرین کین اور تحریری لکچر سُنائے اگر علوم مرتبت علمیہ و فضائل صوریہ و معنویہ پر نظر کی جائے تو خطاب کو آپ کی ذات سے شرف و امتیاز ہے۔ آپ نے سند کتب حدیث مکہ معظمہ مین شیخ دحلان مفتی حرمین شریفین سے بھی حاصل کی کتب تفاسیر و محاضرات و سیر اکثر زیر مطالعہ رہتی ہین نظر تحقیق و مشغلہ حدیث و قرآن کی وجہ سے اصلاح اعتقاد ہوئی اور خیالات مقلدانہ برطرف ہوئے بدعات قدیمہ و جدیدہ سے نفرت کرنے لگے با این ہمہ اعلیٰ تعلیم مغربی کا اثر اسقدر باقی ہے کہ سکونت و طعام و لباس وطرز معاشرت مین ایک جنٹلمین یورپین معلوم ہوتے ہین۔ میز پر چھری کانٹا استعمال فرماتے ہین اعلیٰ افسران انگریز سے بے تکلف ملاقاتین اور انکے ڈنر و پارٹیون مین شرکت کرتے ہین۔ ہیٹ۔ کوٹ۔ پتلون بوٹ ملبوس ہے اسباب و سامان ایک معزز عہدہ دار انگریز کی طرح باقاعدہ اور کوٹھی جدید فرنیچر سے آراستہ رکھتے ہین۔ فرائض اسلام صوم و صلوٰۃ و تلاوت قرآن کے نہایت پابند اور علمائے دین کی خاص عظمت کرتے ہین۔ راقم سطور کو آپ سے دو بار بھوپال مین ملاقات کا اتفاق ہوا پہلی مرتبہ ۱۳۱۶ھ مین اُس وقت ماشاء اللہ وضع قطع لباس ریش و بروت عالمانہ و صوفیانہ تھی دوسری مرتبہ ۱۳۲۳ھ مین چشم بد دور دو ریش مقدس بالکل صاف مونچھین بڑی گنجان و مخضب اہل یورپ کے فیشن کے مطابق تھین جس سے مردانہ وجاہت کا ثبوت ملتا تھا اب سُنا ہے کہ ریش و بروت دونون ندارد چہرہ سراسر نور ہی نور بن گیا ہے اب یہ کرزن فیشن مطبوع خاطر ہے آئندہ خدا جانے کونسا انداز اختیار ہو کسی ظریف ہموطن نے آپکی شان مین خوب کہا ہے قطعہ

	وہ جو کرسی پہ تن کے بیٹھے ہین		ہین محمدؐ امین صاحب فضل
	فارغ البال بن کے بیٹھے ہین		داڑہی مونچھون کو صاف فرما کر

آپکے چہرہ سے آثار متانت ووقار وذکاوت درخشان ہین ۱۹۱۵ء مین بحصول پنشن ملازمت سے کنارہ کش ہوکر اپنی ذاتی خوشنما جدید کوٹھی مین بمقام جبل پور مستقل سکونت پذیر ہین ۱۸ سال سے انجمن اسلامیہ جبل پور کے صدر مجلس اور مدرسہ اسلامیہ کے منتظم ورکن اعلیٰ ہین طلبہ کے قیام وآسایش کے لیے عظیم الشان بورڈنگ ہاؤس چالیس ہزار کے مصارف سے اپنی نگرانی مین تعمیر کرایا اور اب عمارت دار العلوم ساٹھ ہزار کے صرف سے بڑے پیمانہ پر زیر تعمیر ہے آپ کی کوشش سے تیس ہزار روپیہ اس تعمیر مین گورنمنٹ نے دینا منظور کیا ہے اب آپ امور خیر ورفاہ ملک وقوم وترقی اسلام مین اوقات عزیز صرف فرماتے ہین نہایت نیک نام وتمغہ شہرت سے ممتاز خلیق نیک مزاج راست گو راست باز سیر چشم دوست نواز نجیب وضع اولوالعزم ہین علم و اہل علم کے دل سے قدردان راقم کے ساتھ مخلصانہ محبت وبرادرانہ مراسم رکھتے ہین سن شریف تقریباً ۷۰ سال ہے سلمہ اللہ تعالےٰ وابقاہ وعلےٰ مدارج الکمال رقاہ۔

(۳۰۳) مولوی محمد انعام حسین خلف اصغر مولوی شیخ امداد حسین انصاری

آپکے پدر وعم اساتذہ محققین زبان فارسی سے تھے اور سہسوان کے اہل کمال مین معدود آپکے چچا مولوی شیخ احمد حسین المتخلص بمشربی شعر وانشاے فارسی کی دستگاہ خاص رکھتے تھے آپ نے ہر دو بزرگ سے تحصیل کتب درسیہ فارسی کرکے حل دقائق ومضمون نگاری مین قابلیت پیدا کی بعدہ بانس بریلی جاکر علوم وفنون متداولہ رسمیہ علماے شہر سے حاصل کیے جدت ذہن وسرعت فہم وجودت حافظہ مین فائق الاقران تھے جس فن کی جانب متوجہ ہوئے تھے اسمین مہارت خاصہ بہم پہنچا لیتے تھے۔ ملازمت انگریزی حاصل کرکے ترقی کی اور تحصیلداری سے عہدۂ ڈپٹی کلکٹری پر فائز ہوئے ذکاوت طبع سے زبان انگریزی مین بطور خود عمدہ قابلیت پیدا کی حکام بالادست آپ کو معتمد

گورنمنٹ سمجھتے اور قدر و منزلت کرتے تھے آپ نے تمام مراحل تعلیم و ملازمت بلا اعانت غیرے اپنے قوت بازو سے طے کئے دیانت و راستبازی و استقلال و اولوالعزمی مین فخر خاندان تھے عدالت و تقویٰ ہمیشہ ملحوظ تھا بندۂ مؤلف سے آپ کو رابطہ محبت عہد طفلی تھا افسوس ۱۶ جون ۱۹۰۶ء مطابق ۲۴ ربیع الثانی ۱۳۲۴ھ مین بمقام اُناؤ مانک اودھ بعارضہ ہیضہ بعمر ۴۵ سال آپ کا انتقال ہوا بموجب وصیت مزار خام ہے رحمہ اللہ تعالیٰ آپ کے برادر بزرگ مولوی شیخ عزیزالدین صاحب لکھنؤ مین مقرب حکام ہین علم سے دلچسپی رکھتے ہین عربی انشانگاری پر قادر ہین کتب حدیث و سیر جمع کرنے کا زیادہ شوق ہے خلیق و بامروت ہین۔ اور آپ کے منجھلے بھائی مولوی احسان حسین صاحب ضلع بجنور مین سرکاری معزز عہدہ دار راقم کے دوست مخلص مہمان نواز متواضع ہین سلمہ اللہ

(۵۴) مولوی محمد اسمٰعیل بن خطیب مولوی معین الدین انصاری

سال تولد ۱۲۶۵ ہجری ہے کم سنی مین یتیم ہو کر والدہ ماجدہ کی آغوش محبت مین پرورش پائی اور حضرت مولٰنا سید امیر حسن و مولٰنا محمد بشیر رحمہما اللہ سے علوم درسیہ صرف و نحو و منطق و تفسیر و حدیث و عقائد باضابطہ پڑھے دینیات سے موروثی دلچسپی پائی عمل علم سے زیادہ نصیب ہوا خلوص و حقانیت و راست پسندی و فہم دین مین اعلیٰ درجہ پر فائز ہوئے اور بحکم اَلوَلَدُ سِرٌّ لِاَبِیْہِ منکرات و منہیات سے طبعاً محترز اور ہمیشہ اتباع کتاب و سنت کے دلدادہ رہتے ہین خود بیحد پابند شرع اور اقارب و متعلقین کو وعظ و ہدایت فرماتے ہین۔ نظر ہمیشہ نیچی رہا کرتی ہے حیا و شرم کا پتلا ہین کبھی کسیکی غیبت نہین کی نہ کبھی دیدہ و دانستہ جھوٹ بولے نہ کسیکو بمفوائے المومن لایکذب جھوٹا سمجھتے ہین نیک مزاج سادہ دل قدسی سرشت

ہین قناعت و توکل شعار ہے کتب حدیث و تفسیر و عقائد کا مطالعہ کرتے ہین گو آپکا
بھوپال آگرہ وغیرہ مین اکثر قیام رہا اور ہر جگہ مقتدائے دین و مصلح بندگان خدا رہے
خلوص نیت و صدق مقال و کسب حلال کی وجہ سے نصیحت و وعظ مین کہربائی اثر
ہے ہزارہا بے نمازون کو پابند صوم و صلوٰۃ بنا دیا اور یہ صفت متوارث ہے
فیض صحبت و برکت تلقین سے صدہا لوگ عامل بحدیث و قرآن ہو گئے شرک و بدعات
و ملاہی و مناہی کا قلع قمع کر کے خلق اللہ کو صراط مستقیم توحید و شرع پر چلا دیا
بسلسلۂ تعلیم دین و وعظ و تلقین محلہ تاج گنج آگرہ مین بقدر دانی بعض تجار اہل حق
تشریف فرما ہین عمر شریف اسوقت ۶۲ سال ہے سلمہ اللہ و ابقاہ[1]

(۵۵) ابو الفضائل سید آل محمد شاہ سلمہٗ خلف و خلیفہ سجادہ نشین طریقت حضرت مولانا حکیم سید نذیر احمد شاہ قدس سرہٗ

آپ راقم کے برادر عمزاد ہین ولادت ۱۲۸۳ھ نام تاریخی مظہر الحق ہے نہایت ذکی
و فہیم و صاحب فراست ہین آپ کی تعلیم و تربیت بوجہ احسن حضرت والد ماجد ہی کی توجہ
سے وطن مین ہوئی بعد حصول استعداد و تکمیل قوت فہم علوم تصوف و اخلاق و سلوک
اپنے والد رحمۃ اللہ و مولانا سید عبد الحسیب رح سے حاصل کیے بعدہٗ طریقۂ چشتیہ
و قادریہ و سہروردیہ مین حضرت والد مغفور سے بیعت کر کے خرقۂ خلافت لیا آپ
اپنے والدین کے تنہا فرزند ہین ۱۳۰۰ھ مین عقد نکاح آپ کا بنت مولوی سید
محمود حسن بن حضرت تاج الاولیا قدس سرہ سے ہوا بعد وفات حضرت والد بزرگوار
۱۳۰۹ہجری مین سجادہ نشین و خلیفہ باقاعدہ ہوئے ہر چند حزاولت علوم رسمیہ

---

[1] افسوس قبل طبع کتاب ہذا ۱۳۱۹ء مین وفات پائی مزار خام خطیب محلہ وطن مین ہے ۱۲
سید شہزاد علی عفی عنہٗ

کا موقع آپ کو زیادہ نہین ملا مگر تعلیم اولاد کی طرف توجہ کامل فرمائی اور اس سلسلہ مین عربی علوم وفنون کی کتابون کا نادر وعظیم الشان ذخیرہ بکمال شوق وسعی جمع کیا اور اس دُھن مین جابجا سفر کیئے ع۔ زہے خرمنے خوشۂ یافتم۔ غرضکہ بذل درم وسعی قدم سے بے نظیر کتب خانہ فراہم کرلیا آپ کو مطالعہ کتب سیر و تاریخ وحالات بزرگان دین کا شوق زیادہ ہے علمی کارنامون سے دلچسپی ہے تعلیم اولاد وتحصیل ذرایع علم مین آپ نے مساعی جمیلہ کا ثبوت دیا ہے اسوجہ سے بالخصوص آپ کا ذکر خیر درج کتاب کیا گیا ماشاء اللہ اولاد مین چھ صاحبزادے اور ایک دختر رکھتے ہین سب تعلیم یافتہ باادب معزز و مقتدر وصالح ہین سلمہم اللہ تعالے بعض صاحبزادگان کا تذکرہ آیندہ ذکر ہوگا۔ اس نعمت کے ساتھ آپ بفضلہ تعالے ثروت وجاہت وعزت دنیوی سے ممتاز اور رؤسا و حکام مین ذی احترام ومشارالیہ ہاین معاملہ فہمی وخوش بیانی وطلاقت لسانی وجرات وجسارت موروثی مین عدیم المثل ہین اہل خاندان کی خبر گیری آبائی شعار ہے دستگیری غربا و مہمان نوازی وسیرچشمی مین پایہ ارفع واعلےٰ ہے اس وقت عمر شریف ۵ سال ہے سلمہ اللہ تعالے وحصلہ ماتیمناہ آپ نے اپنے والد بزرگوار رح کی تصانیف تصوف وتاریخ ونظم ونثر کو حسب وصیت مرتب کرلیا ہے عجب نہین جو جلد طبع ہوجائے۔ سلمہ اللہ تعالے

(۵۶) مولوی حکیم سید عبدالواحد بن سید ولایت علی ہاشمی رح

آپ کی تعلیم ابتدائی وطن مین ہوئی مولنا محمد نذیر رح سے کتب درسیہ صرف ونحو وغیرہ پڑھکر دہلی گئے وہان تکمیل درس معقولات ومنقولات کی کتب حدیث مولنا سید نذیر حسین محدث رح سے استفادہ کرکے سند لی اور فن طب باقاعدہ حکیم

محمد عبد المجید خان حاذق الملک دہلوی سے پڑھ کر سند حاصل کی بعد فراغ تحصیل وطن تشریف لائے نہایت ذکی و ذہین صاحب استعداد و استحضار فنون درسیہ تھے مذاق شاعری درست تھا معاصرین اہل علم نے بارہا آپ کی فطانت طبع کی شہادت دی وطن مین سلسلہ درس و مطب مین مشغول رہے اتباع قرآن وحدیث مرکوز خاطر تھا اور عہد شباب مین بعمر ۲۸ سال ۱۳۱۳ھ ہجری کو بجیات والد بزرگوار چراغ حیات صرصر اجل سے خاموش ہو گیا رحمہ اللہ تعالی۔

(۷۰) مولوی حکیم عبد الرشید بن قلشی شیخ احمد حسن صدیقی سلمہ اللہ

آپ ۱۸۵۸ء مطابق ۱۲۷۴ھ ہجری مین متولد ہوئے فضلائے وطن مولنا سید امیر احمد شمس العلمارح و مولنا شیخ محمد بشیر محدث رح سے سہسوان و آگرہ مین اکتساب فنون درسیہ کر کے آرہ مین مولنا سعادت حسین مدرس اعلی مدرسہ آرہ و مولنا ہدایت اللہ خان رامپوری مدرس مدرسہ جون پور سے پھر مولنا محمد عبد الحی فرنگی محلی سے تحصیل و تکمیل علوم درسیہ متداولہ کی بعدہ حکیم مظفر حسین خان خلف حکیم مسیح الدولہ بہادر سے کتب طب پڑھین اور حکیم سید محمد خان موہانی سے مطب کیا۔ ریاست بھوپال مین سند بلوغ المرام وحدیث مسلسل بالاولیۃ قاضی شیخ محمد مچھلی شہری رح سے لی جوہر ذکاوت جودت طبع و رسائی ذہن مین پایۂ عالی رکھتے ہین اور جامعیت کمالات و اطلاع فنون مختلفہ و مشارکت علوم مین ممتاز ہین السنہ فارسی و ہندی و انگریزی مین دستگاہ اور خطوط طرز جۂ نسخ و شکست و نستعلیق مین مہارت ہے۔ مدت مدید سے شہر فرخ آباد مین بعہدۂ ہیڈ مولوی گورنمنٹ ہائی اسکول ممتاز ہین۔ اکثر شغل مطب و درس ہر فن و علم رہتا ہے۔ تحریر نظم و نثر نشیانہ عربی و فارسی و اردو مین

ید طولیٰ ہے تصنیف و تالیف علوم و فنون و مناظرہ کا مذاق ہمیشہ سے ہے
اکثر عیسائی یا دری و آریہ ہنود وغیرہ سے آپ کے مناظرے تحریری ہوئے
جو بصورت کتاب و رسالہ طبع ہو کر مشتہر ہوتے رہے ۔ آپکی تصنیفات علمی
وادبی بھی بہت ہین علم ادب عربی سے خاص دلچسپی ہے ۔ شاعری ہر صنعت کی
بے تکلف کرتے ہین آپ طریقہ نقشبندیہ و قادریہ مین حضرت مولنا محمد فضل رحمن
صاحب قدس سرہٗ گنج مرادآبادی سے بیعت ہین ۔ میرے ہم محلہ ہم وطن و
قریب العمر ہین وہم جماعت و ہم سبق رہے ہین اور مجھ سے مودت قلبی رکھتے
ہین صاحب وقار و متانت اور قدیم سے تنہائی پسند ہین ماشاء اللہ
اس وقت آپ کی عمر ۵۶ سال ہے سلمہ اللہ تعالےٰ وابقاہٗ مدے اللیالی
والایام

(۵۸) مولوی محمود حسن بن شیخ محمد امام خان زبیری سلمہ اللہ

آپ نے مولنا رشید احمد صاحب محدث و فقیہ حنفی گنگوہی رح اور مولنا محمود حسین
صاحب مدرس اول دیوبند دام فیضہ سے علوم مروجہ صرف و نحو منطق فقہ حدیث
وغیرہا تحصیل کر کے جلسہ دستاربندی مدرسہ عربیہ دیوبند مین سند فراغ
حاصل کی ذی استعداد و جامع فنون درسیہ و متین مزاج ہین بعد اکتساب علم
مشغلہ درس و تدریس مین صرف اوقات فرمانے لگے ۔ چنانچہ مسجد عربیہ شاہی
مسجد شہر مرادآباد مین ۳۵ سال سے بعہدہ مدرس اول ممتاز ہین ۔ طلبہ علم کی
جماعت کثیرہ کو درس دیتے اور ہر فن کی کتاب محققانہ پڑھاتے ہین آپکے
تلامذہ ذی استعداد و قابل اطراف و جوانب مین بکثرت موجود ہین مناظرات
مذہبی مین کتب و رسائل اپنے اور اپنے لائق شاگردون کے نام سے اکثر شائع

کئے ہیں۔ فیض صحبت علماے دیوبند و شغل دینیات کی وجہ سے بدعات و منکرات واہیہ سے بری ہیں صرف تقلید شخصی پر باتباع طریق اساتذۂ دیوبند کاربند ہیں مگر اہل حق سے تعصب نہیں ہے۔ صناعت کیمیا سے خاص دلچسپی رکھتے ہیں۔ آپ بہت سنجیدہ متواضع خلیق و متقی ہیں شہر کے اعیان و امرا آپ کی نہایت عظمت کرتے ہیں اس وقت عمر شریف[1] تخمیناً پچپن ۵۵ سال ہے۔ سلمہ اللہ تعالےٰ عن ریب الزمان

(۵۹) مولوی سید اسرار حسن بن سید علی حسن فاضلی سلمہ اللہ

آپ سنہ ۱۲۷۳ھ سنہ ۱۸۵۷ء غدر ہند میں پیدا ہوئے وطن میں مولنا سید امیر حسن محدث اور شمس العلماء سید امیر احمد رح اور رام پور و خورجہ ضلع بلند شہر و قنوج میں علماے مدرسین سے تحصیل علوم و فنون متداولہ کی حکیم محمد یعقوب الہ آبادی سے سند کتب طب حاصل کی۔ پھر ریاست بھوپال جاکر مولنا محمد بشیر محدث رح کو بعض کتب حدیث جستہ جستہ سنائیں اور سند لی۔ مولنا شیخ محمد جعفری مچھلی شہری قاضی ریاست سے سند بلوغ المرام پائی اور حاجی مولنا سید سبط احمد صاحب رح سہسوانی سے علم فرائض حاصل کیا۔ راے بریلی ملک اودھ کے مشن اسکول میں مدرس رہے پھر خود ترک ملازمت کر کے لکھنؤ میں بخدمت سرآمد علماء و اولیا حضرت شاہ محمد سعید صاحب سہسوانی رح قیام کیا۔ میلان طبع تصوف و طریقت کی جانب پیدا ہوا زہد و طاعت کا مشغلہ ہوا اور بایماے حضرت ممدوح رح راے بریلی واپس جاکر میاں احمد علی شاہ صاحب رح کے حلقہ مریدین میں داخل ہوئے بعد وفات مرشد خود آپ سجادہ نشین و

[1] افسوس صاحب ترجمہ نے سنہ ۱۳۳۱ ہجری میں وطن میں وفات پائی عمر ساٹھ سال ہوئی رحمہ اللہ تعالیٰ ۱۲ منہ

خلیفہ ہوئے اور وہین قیام فرمایا چنانچہ پچیس۲۵ سال سے خاص ضلع رائے بریلی ہی
مین آزادانہ وصوفیانہ زندگی بسر کرتے ہین اور خلق اللہ کو فیض علمی وعملی پہونچاتے
ہین عالم باعمل وصوفیہ زمانہ کے مخترعات بدعیہ وخلاف شرع سے محترز و
عقائد مطابق حدیث وقرآن رکھتے ہین۔ اشغال علمیہ واذکار عبادت شرعیہ مین صرف
اوقات فرماتے ہین بجد خلیق ونیک نفس متواضع بامروت اور معاملات دنیا
سے یکسو رہتے ہین اور راقم سطور ہذا کے بہت مخلص ہین اس وقت آپ کی عمر
اٹھاون سال ہے سلمہ اللہ تعالے۔

(۶۰) مولوی سید محمد الیاس بن شاہ سید محمد نقی فاضل رح

آپ کی ولادت باسعادت ۱۲۷۳ھ ۱۸۵۷ء کی ہے۔ ابتداے علوم آلیہ عربیہ
صرف نحو منطق مختلف اساتذہ سے وطن مین حاصل کیے بعدہ ۱۲۹۲ھ مین
آگرہ جاکر ورنیکولر مدرسہ اسلامی سرکاری مین جناب شمس العلما حاجی مولانا
سید امیر احمد صاحب برادر عم زاد خود سے تحصیل علوم مروجہ فرمائی اور اچھی
قابلیت پیدا کی آپ کو علوم دینیات وادب سے گہری دلچسپی رہی آگرہ مین
ملا حسن حمد اللہ مقامات حریری وغیرہ مین میرے ہم سبق رہے تھے۔ ذہن نقاد
طبع رسا ہے اور بجد متقی دیندار راستباز رحمدل خوش اخلاق جبلتاً واقع ہوے
ہین۔ امانت ودیانت مین ضرب المثل اقران ہین قدیم وضع بالکل سادہ ہے
عربی فارسی کی انشا پردازی پر قدرت ہے افسوس ہے کہ آپ کو مزید موقع
درس وتدریس مشاغل علمیہ کا نہین ملتا تاہم وقت فرصت کتب بینی وحدیث وعلم
ادب مین گزرتا ہے راقم کتاب ہذا سے خصوصیت واخلاص قلبی ہے افسوس
اس امر کا ہے کہ مدت پینتالیس سال زمانہ ختم طالب علمی آگرہ سے باوجود خصوصیت قلبی

باہمی ملاقات نہین ہوئی۔ مگر الحمد للہ طرفین کے دلون مین جوش مودت روز افزون ہی واقعی ع از فرط محبت وار تپیدن۔ آنجا دل او اینجا دل من۔ وجہ یہ ہے کہ میرے زمانہ موجودگی وطن مین وہ جائے ملازمت خود پر ہوتے ہین اور انکی موجودگی وطن کے زمانہ مین یہ راقم جائے ملازمت بھوپال مین رہا یہ حسن اتفاق ہے ذٰلِكَ تَقْدِيرُ الْعَزِيزِ الْحَكِيمِ الْخَيْرُ فِيمَا وَقَعَ آپ کے والد ماجد رحم صوفیائے کرام کی جماعت مین ممتاز سمجھے جاتے تھے اور مروجہ بدعات مخترعہ سے اُنکو قطعی تنفر تھا ہمیشہ متبع قرآن وحدیث رہے مجکو بھی اُنکی خدمت اقدس مین شرف حاضری وطن مین اکثر رہا ہے اور آپ بھی ماشاء اللہ دلدادہ احکام قرآن وحدیث شریف ہین اسوقت عمر آپ کی الشیخ سال ہے سلمہ اللہ تعالیٰ بالفضائل عہ

(۱۶) حاجی مولوی سید جمیل احمد خلف سید امتیاز علی مرحوم

آپ منشی میر مراد علی رح کے پوتے اور عموی مولانا سید اولاد احمد رح کے نواسے ہین سال ولادت ۱۲۷۶ھ ہے دو برس بعد از واقعہ غدر پیدا ہوئے عہد آغاز شیر خواری مین آپ کی والدہ نے انتقال فرمایا اور نانا و نانی صاحبہ کی آغوش شفقت مین پرورش پائی اور نانا صاحب کی وفات کے بعد آپ کی تعلیم و تربیت آپکے ماموں صاحبان نے کی اور مثل اولاد صلبی پرورش کیا اور باوجود محروم الارث ہونے کے حصہ جائداد نانہال سے معقول دیا گیا ۱۲۹۰ھ مین ہمراہی خال اوسط مولنا سید سبط احمد رح بھوپال گئے اور شغل تعلیم مین کچھ وقت صرف کیا ذکاوت خاندانی وجودت حافظہ و ذہن رسا نے علوم دینیہ کی طرف راستہ دکھایا اور صحبت ارباب علم وفن وحضوری مجالس ذکر قرآن وحدیث سے تمتع کثیر اٹھایا معمولاً ابتدائی مروجہ تعلیم کے بعد بعض کتب حدیث وتراجم قرآن

عہ الحمد للہ بعد ۴۶ سال کے مارچ ۱۹۲۱ء مطابق رجب ۱۳۳۹ھ کو وطن مین ایک ہفتہ باہم مخلصانہ صحبت رہی ۱۲

کریم محفوظ ذہن کر لیے مطالعۂ کتب دینیہ و مسائل فرعیہ سے استفادہ تام کیا ذٰلِكَ فَضْلُ اللّٰهِ يُؤْتِيْهِ مَنْ يَّشَآءُ اور بھوپال مین بتوسل ملازمت مستقل قیام ہو گیا سنہ ۱۳۰۲ھ مین بمعیت برادر معظم حضرت مولنا حاجی سید عبد الباری رح محدث بھوپالی سے مکہ معظمہ گئے اور حج بیت اللہ سے مشرف ہوئے شعر و سخن سے بموزونیت طبع خداداد مناسبت ہے صفائی زبان و فصاحت کی طرف متوجہ ہین۔ نواب شاہجہان بیگم مرحومہ خلد مکان والیہ ریاست بھوپال و حضرت نواب صاحب کی مدح مین قصائد اردو فارسی سے لکھے اور اب رئیسہ حال کی مدح سرائی مین ممتاز ہین فن شعر مین بھوپال کی جماعت کثیر آپ سے تلمذ رکھتی ہے دیوان مخمسات و قصائد بہ مسمّٰی بمژدۂ فصاحت مطبوع ہو چکا ہے اور دیوان غزل اردو غیر مطبوع مرتب ہے اسکے سوا مثنوی اردو حلیۃ الابرار یا بمدائح حضرت مولنا نواب سید محمد صدیق حسن خان بہادر با لقابہ رحمہ اللہ تصنیف کی جو مطبوع و شائع ہے اسکے سوا بعض رسائل تحقیق مسائل متنازعہ فیہا مین بھی آپ کی تالیف سے مشتہر ہو چکے ہین آپ ابتک مقیم ریاست مذکور ہین اور بقدر دانی رئیسہ حال تنخواہ بطور پنشن پاتے ہین۔ عمر قریب اکاون سال ہے سلمہ اللہ تعالیٰ

(۶۲) مولوی منشی محمد شاکر حسین سلمہ خلف منشی محمد صابر حسین صدیقی رح عله

ولادت آپ کی دہم ربیع الآخر سنہ ۱۲۸۸ھ کو ریاست رامپور مین ہوئی اور وہان بہ تقریب مکتب نشینی مولنا مفتی محمد سعد اللہ صاحب مرحوم نے آپ کو بسم اللہ

عله صبا تخلص - یہ حضرت بہت نازک خیال بدیہہ گو شاعر فارسی و ریختہ کے اور ہمعصر مرزا داغ دہلوی و امیر مینائی لکھنوی کے تھے نیک طبع و لطیفہ سنج و رنگین مزاج تھے آپ رامپور و بھوپال و لکھنؤ مین قیام پذیر رہے تخمیناً سنہ ۱۳۱۳ھ مین انتقال فرمایا - یہ چار حقیقی بھائی تھے چارون قابل و محقق فن فارسی و اردو کے تھے سوا اخلاق غیرہ نہایت پاکیزہ تھا - ۱۲ منہ

پڑھائی تعلیم ابتدائی باقاعدہ شروع کی گئی جب ہمراہ والد ماجد خود بعمر ۸ سال گی
بھوپال آکر قیام کیا اور اساتذہ عصر سے تحصیل علوم و فنون مین مشغول ہوئے
تو کتب درسیہ فارسی مولوی محمد عمر ولایتی شاگرد رشید مولنٰا صہبائی دہلوی سے
پڑھین۔ بعدہٗ ملک العلما جناب حاجی مولنٰا سید محمد عبد الباری صاحب محدث
و حضرت حاجی مولنٰا محمد بشیر صاحب محدث و حاجی مولنٰا سید سبط احمد صاحب
علماے سہسوان رح مقیم ریاست بھوپال سے علوم متداولہ وحدیث و تفسیر
وغیرہ حاصل کیے اور بعض کتب حدیث اُستاد نا شیخ حسین صاحب محدث رح
عرب کو سُنا کر سند حاصل کی۔ آپ قابل ذی استعداد فخر خاندان زکی الطبع اور
عربی فارسی اُردو کی نظم انشانگاری پر قادر ہین۔ فارسی قصائد مین قاآنی کا
مقابلہ کرتے ہین اُردو ریختہ مین عمدہ دیوان غزل مرتب ہے نکہت تخلص
کرتے ہین نازک خیال مضمون آفرین شاعر ہین مطالعہ کتب سیر و تواریخ و ادب
عربی کا شوق ہے۔ مختصر کتب خانہ علوم و فنون بھی جمع کیا ہے آپ کے خاندان
مین مدت مدید سے قابل اہل قلم نظم و نثر فارسی منشیانہ و شاعرانہ لکھنے والے
محقق نامور پیدا ہوئے ہین مگر آپ نے عربیت و فنون مختلفہ مین بھی بہت
معقول استعداد بہم پہونچا کر خاص امتیاز حاصل کیا ہے سواد خط مثل اب و عم وجد
نہایت پُر رونق ہے اور صفات پسندیدہ سے متصف ہین ہر کام مین سلیقہ
و شائستگی نمایان اور صفائی و نفاست طبع عیان ہے جوان صالح و سعید عابد
و متقی ہین اور اپنے خیال و راے کے دھنی اور پختہ ہین ہر باب مین خودداری
و وقار و امتیاز خاص کا بہت لحاظ رکھتے ہین بعد وفات والد بزرگوار ریاست
بھوپال مین بارہ ۱۲ سال سے زائد ملازم رہے حکام بافوق آپ کی قدر افزائی
اور اہل شہر و رؤسا و عمائد عزت کرتے تھے خود تعلق ترک کرکے وطن آگئے

اور انتظام زمینداری مین اوقات عزیز بسر کرتے ہین علمی مشاغل سے بھی خالی نہین رہے اتباع کتاب وسنت کا زیادہ خیال رکھتے ہین آپ امانت ودیانت مین مشہور خاص وعام ہین اِس وقت ماشاء اللہ آپ کی عمر چھیالیس ۴۶ سال ہے صانہ اللہ تعالےٰ عن شرور الدہور

(۶۴۳) الطبیب الفاضل حکیم سید محمود عالم بن مولوی حکیم سید الٰہی بخش صالحی رحمہ

تقریباً ۱۲۸۰؁ھ مین آپ تولد ہوے اور اپنے والد صاحب کے دامن عاطفت مین تربیت وتعلیم قابلانہ پائی شرح ملا جامی وقطبی وغیرہ آپ نے راقم سطور سے پڑھین بعد وفات والد خود طلب علم کے لیے سفر رام پور کیا اور حلقہ درس مولانا ارشاد حسین صاحب مین کتب متداولہ فنون حاصل کر کے شمس العلماء مولانا محمد عبد الحق منطقی خیر آبادی کے تلامذہ مین داخل ہوئے اور علوم عقلیہ منطق وفلسفہ وحکمت بفہم وفراست تحصیل کیے بعض کتب حدیث مولانا حسن شاہ رحمہ اور اُنکے فرزند مولانا محمد شاہ رحمہ اور کتب فقہ واصول مولوی مفتی عبد القادر فقیہ سے پڑھین بعدہ نامور طبیب حکیم محمد ابراہیم خانصاحب لکھنوی متوسل ریاست رامپور سے اور اُنکی وفات کے بعد اُنکے خلف ارجمند حافظ حکیم محمد عبد العلی لکھنوی[ع] سے علم طب استفادہ کیا اور کئی سال مطب مین شریک ہو کر سند با قاعدہ جلسہ اطبا مین بعد امتحان حاصل کی اوائل ۱۳۰۴؁ھ مین تحصیل وتکمیل علوم وفنون درسیہ

ع یہ حضرت بعہد حضرت نواب شاہجہان بیگم صاحبہ خلد مکان بھوپال مین افسر الاطباء ریاست ہوئے آپکی بیحد تعظیم ہوئی بعد ملازمت تخمیناً تین سال ۱۳۱۹؁ھ کو بعد وفات رئیسہ ممدوحہ بترک ملازمت لکھنؤ واپس تشریف لے گئے راقم کتاب کے بیحد مہربان ودوست مکرم تھے ۔۔۔ رحمہ ۱۲ منہ

کرکے وطن کو مراجعت فرمائی اور بڑی دھوم دھام سے مطب و درس شروع کیا آپ علم فرائض وکلام واصول کے ماہر اور منطق و فلسفہ وطب کے جلیل القدر فاضل تھے۔ قوت تدریس وتقریر مضامین فوق الوصف تھے معقول کو وضاحت بیان سے محسوس کا ہمرتبہ بنادیتے تھے کمال مہارت مطب وحذاقت علاج مین آپ بے مثل تھے اس وقت مین بلحاظ شہرت فخر سہسوان کہنا بیجا نہین اضلاع قرب وجوار مین ایسا فاضل ونامور طبیب حاذق سُنا نہین گیا ہمدردی وتشفی مرضا مین توجہ بلیغ وحسن خلق وبے طمعی وانکسار مزاج مین آپ کا نظیر دور دور تک نہین پایا گیا دائرہ مطب اطباے قصبات مین اسقدر وسیع پیمانہ پر دیکھا نہین گیا کمال علم وحسن خلق کی وجہ سے مرجع امرا وغربا تھے روساے نواح بیحد قدر ومنزلت کرتے تھے باانیہمہ وفور مشاغل طبیہ حلقۂ درس علوم منطق و حکمت وطب وفقہ واصول ہمیشہ قائم رکھا اور اس دور آخر مین بہت سے نونہالون کو اپنے چشمۂ فیض سے سیراب وسرسبز کردیا ایک نوخیز جماعت کو شاہراہ تعلیم پر ڈال دیا آپ بہ تقلید اساتذۂ خود اہل حدیث سے تعصب رکھتے تھے مگر آخر مین جمود واصرار سے کنارہ کرکے انصاف وحق پسندی کی جانب مائل ہوگئے اہل حدیث سے کچھ تعصب نرہا اور بہت کچھ اصلاح عقائد ہوگئی نیک مزاجی وبے نفسی وراستبازی وخوف خدا ودیانت کی صفات خاصہ سے موصوف اور خاص وعام مین ہر دلعزیز ہوکر محمود عالم ومحسود زمانہ ہوگئے دور و دراز کے لوگ آپ کے مطب سے فیضیاب ہوتے اور جوق جوق آپکی خدمت مین حاضر ہوتے تھے مبدء فیاض نے شہرت ونیکنامی کا روشن تمغہ آپ کو عطا کیا تھا حلیۂ صلاح وسعادت سے آراستہ وپیراستہ تھے آپ کے تلامذہ مختلف علوم وفنون وخاص مطب طب مین بکثرت ہین افسوس آپ کی موت مفاجات سے تعلیم

وتعلیم وطبی کارنامون کا چراغ گل ہو گیا اور اس سرزمین سے فضل وکمال کا نشان مٹ گیا چند امراض قلب وجگر مین ایک مدت تک تکالیف برداشت کرکے بعد صبح روز شنبہ ۲۲-رجب سنہ ۱۳۳۱ھ مطابق ۲۸-جون سنہ ۱۹۱۳ع کو اس عالم ناپائدار سے بعمر ۵۲ سال وار جنان کو رحلت کی بَرَّدَ اللّٰہُ مضجعہ مزار خام مقبرہ نوشہرہ جنوب آبادی مین ہے آپ کے ارشد تلامذہ فخر زمن عزیز مورخ معجز سلمہ ربہ نے باستخراج آیہ مقدسہ فَاُولٰٓئِكَ يَدْخُلُوْنَ الْجَنَّةَ سے تاریخ وفات کا حق ادا کیا نیز لفظ غفران سے مادہ سال مستنبط فرماکر قطعہ ذیل مین موزون کیا ۱۳۳۱ھ

حیف محمود عالم اکمل عصر	زین جہان رفت سوے دار جنان
بہر تاریخ خامۂ معجز گفت	زود رقم سال رحلتش غفران

(۴۶) علامہ مولوی سید محمد اعجاز احمد سلمہ بن حاجی مولانا سید محمد عبدالباری محدث رح ۱۳۱۳ھ

سال میلاد مبارک سنہ ۱۲۹۴ھ ہے چنانچہ نام تاریخی مختار احمد رکھا گیا عمر کا ساتوان سال تھا کہ ریاست بھوپال اپنے والد ماجد رح کی خدمت مین پہونچکر تحصیل علوم ابتدائی مین مصروف ہوے مگر افسوس کہ دو سال کے اندر ہی حضرت ملک العلما آپکے والد ماجد نے سنہ ۱۳۰۳ھ کو بھوپال مین رحلت فرمائی اور آپ یتیم ہوکر بحالت حزن ویاس وطن مالوف کو مراجعت کی یہان تربیت وتعلیم کا انتظام عارف باللہ حضرت مولانا حکیم سید محمد نذیر احمد شاہ قدس سرہ آپکے دادا صاحب کے چھوٹے بھائی نے فرمایا بعض کتب دقیقہ فارسی وفنون صرف ونحو عربی جناب مولانا سید عبدالحبیب صاحب رح سے تمام کرکے کتب درسیہ منطق وفلسفہ وحکمت وفقہ وکلام وغیرہ مولوی حکیم سید محمود عالم سے بکمالہ استفادہ کئین پھر بشوق تکمیل علوم سنہ ۱۳۱۱ھ مین سفر بھوپال اختیار کیا وہان حلقہ درس مولانا محمد بشیر صاحب محدث رح مین توضیح وتلویح ومسلم الثبوت وتفسیر بیضاوی وغیرہ اور

مولنا عبد الحق کابلی قاضی ریاست سے قاضی مبارک وصدرا و مطول وغیرہ اور حضرت
شیخ حسین عرب محدث حدیدہ سے کتب حدیث حاصل کرکے دیگر کاملین فن سے
بقیہ علوم اکتساب فرماتے اور بعدہ وطن واپس آگئے جودت طبع وذکاوت ذہن
وسرعت ادراک وقوت حافظہ وقابلیت فطری سے ہر صنف علم وفن مین مہارت تامہ
حاصل کرکے اجل علما و اکمل فضلا سے ہوئے بعدہ علم وصناعت مطب علماً وعملاً
کمال حذاقت طباعی کے ساتھ وطن وغیرہ مین اکتساب کرکے سند فراغ باضابطہ حاصل
کی اور شغل علاج ومداوا مین مشغول ہوئے علوم ادبیہ فارسی وعربی ومنطق وحکمت و
کلام وسیر مین بالخصوص دستگاہ کامل ہے۔ بلکہ علماے ہند مین ایسا ادیب ناظم
وناثر بدیہہ گو فصیح وبلیغ قلیل الوجود ہے استحضار غرائب لغات ومحاورات
عرب وحل اشعار مشکلہ مین عدیم النظیر ہین حماسہ متنبی حریری معلقات کے درس
دینے مین آپ کو کتب لغت وشروح وحواشی کے دیکھنے کی ضرورت نہین ہوتی۔
شعراے جاہلین ومخضرمین[۱] کے تتبع مین بے شمار عربی قصائد غرّا تصنیف کیے۔
انشا پردازی عربی وفارسی مین عجیب ملکہ خداداد پایا ہے اہل زبان متحیر ہوتے ہین
مولنا محمد طیب[۲] مکی ومولنا محمد صاحب[۳] عرب بھوپالی ومولنا سید ذوالفقار احمد صاحب[۴]
نقوی رکن مجلس العلما بھوپال نے آپ کا کلام عربی بارہا سنکر تحسین وآفرین بلیغ

---

[۱] مخضرمین بالفتح شاعرانیکہ زمانہ جاہلیت واسلام دریافتہ اند۔ از صراح ۱۲ منہ

[۲] مولوی محمد طیب مکی مشہور ادیب ریاست رامپور مین ملازم رہے اور ۱۳۲۲ھ کو وہین وفات پائی رحمۃ اللہ علیہ

[۳] مولوی محمد صاحب مولنا شیخ حسین صاحب محدث قاضی حدیدہ یمن کے بڑے فرزند جو ۱۳ سال ہمراہ والد خود بھوپال مین بعزت واحترام رہے اب ندوۃ العلما لکھنؤ مین پروفیسر ادب ہین قابل ادیب ومحدث ہین ۱۲ منہ

[۴] یہ حضرت تعیبہ سارنگ پور ضلع مالوہ کے اصل باشندہ وسادات نقوی سے ہین آپکے والد بزرگ المسمی سید ہمت علی بھوپال مین مقیم رہتے اور بوجہ عقد نکاح بھوپال ہی مین مستقل سکونت اختیار کی آپ ماشاءاللہ جامع جمیع علوم وفنون در تصوف وسلوک مین درجہ اعلی پایہ رکھتے ہین حدیث وتفسیر وفقہ مین کمال ہے ریاست مین بعدہ رکن مجلس العلما معزز وممتاز ہین ۱۲ منہ افسوس ہے قبل طبع کتاب ہذا ۲۲ ستمبر ۱۹۱۶ء مطابق ۲۱ محرم ۱۳۳۴ھ کو وفات پائی۔

فرمائی زبان اُردو و فارسی مین بھی رسائل علمیہ و قصائد و غزل وغیرہ بہت کچھ تحریر
کر کے دوست و تلامذہ کے نام پر شایع کرا دیے جو فصاحت و بلاغت مین پایۂ عالی
رکھتے ہین ریختہ و فارسی کلام مین تخلص معجز ہے۔ اخراج ما[illegible] ہاے تاریخی جمل مین
ید بیضا دکھاتے ہین چنانچہ اکثر تواریخ و قطعات مندرجۂ کتاب ہذا مشعر سال
وفات علماء آپ ہی کے نتائج طبع وقاد ہین جنکو دیکھ کر مورخین زمانہ انگشت
بدندان رہجاتے ہین فارسی قصائد آپ کے انوری و ظہیر کے کلام کا مقابلہ کرتے
ہین غزل مین کہین حافظ اور کہین نظیری کا رنگ ہے۔ مطالعہ کتب علوم و فنون
و درس و تدریس سے شغف خاص اور علم سیر و آثار علما پر عبور کامل ہے تصانیف
امام ابن تیمیہ و ابن قیم و امام ذہبی رح سے نہایت دلچسپی اور اصول عقائد و اہم مسائل
کلام و مباحث معتزلہ و شیعہ و رد مذاہب باطلہ مین ید طولی و قوت تام ہے۔
الحق ایسا طباع و ذکی و جامع کمالات و وسیع النظر زمانہ مدید سے عالم وجود مین نہین
آیا ہر گونہ علم و فضل مین محسود اقران اور آثار صلاح و سعادت چہرہ سے درخشان
ہین با اینہمہ کمالات مختلفہ و صفات متکثرہ شہرت و خود نمائی سے نفرت طبعی ہے
معاصرین اہل علم اپنی تصنیفات علوم و فنون و نظم و نثر مین آپ سے مشورہ و صلاح
لیتے اور زور تحریر و تقریر سے اہل علم مصنفین و مناظرین مرعوب رہتے ہین صنف
مضمون نگاری کی قوت زائد الوصف ہے تصانیف کثیرہ مین سے بعض کتب
کے اسماء یہ ہین۔ رشحات الکرم فی شرح فصوص الحکم فصوص فارابی کی شرح
مفصلات ہے عربی ہے۔ توضیح الفرند فی تذکار ادباء الہند عربی مین
تذکرہ ادباے ہندوستان فصیح و بلیغ ادبیانہ عبارت سے ہے براعۃ التحقیق
عربی مین مسئلہ اجتہاد و تقلید مین پُر زور محققانہ کتاب ہے تسلیۃ الفؤاد
ترجمۂ بانت سعاد فارسی نظم مین کمال نمونہ ہے فرقۂ آریہ ہنود کی تردید مین

چند رسالے لاجواب اُردو مین لکھے ہین مناظرہ بعض مسائل طبیہ مین اور وبائے
طاعون کے متعلق ایک برجستہ تصنیف بعض تلامذہ کے نام سے شہر مرادآباد
مین طبع ہو کر شائع ہو چکی ہے اُردو مین دو اخلاقی و نتیجہ خیز ناول پردہ راز آگرہ
سے و جاریہ عرب بریلی سے طبع ہو کر نکلے اور ملک مین قبولیت حاصل کر چکے ہین۔
معجز نما دیوان غزل اُردو باصرار احباب بداون مین چھپ کر شہرت عام پا چکا ہے
اسکے سوا فارسی عربی کا لاجواب ذخیرہ متعدد بیاضون کی صورت مین موجود ہے
جو انشاء اللہ عنقریب طبع ہوگا۔ تعلیقات علی الحمیات عربی کتاب المفردات
فارسی بڑے پایہ کی طبی عالمانہ کتابین ہین آپ نے آبائی کتب خانہ مین بڑی
تعداد پر کتب علمیہ کا اضافہ کیا ہے۔ ابتداءً لکھنؤ مین ایک سال قیام کر کے
اپنے علم و کمال سے لوگون کو مستفید کیا پھر آگرہ مین دو سال سینٹ جونس کالج
مین مدرس عربی رہے بعدہ سنہ ۱۳۲۲ ہجری مین باصرار قدردانان قصبہ بسولی ضلع
بدایون مین آ گئے اور خود کو وقف درس و مطب و افادہ عام کیا۔ درس و تدریس
علوم و فنون دائمی مشغلہ ہے طلبہ کثیر بغرض استفادہ ادب و فلسفہ و منطق و
کلام اصول و طب وغیرہ بلاد دور دست سے آ کر حلقہ درس سے فیضیاب ہوتے
رہتے ہین۔ ایک مدت تک قصبہ بسولی آپ کی ذات سے مرکز علوم رہا اعیان و امرائے
نواح نے قدردانی کے ساتھ آپ کی اعجاز نمائی مطب و علاج کا اعتراف کیا اور
برسون سے دست شفا خداداد کے کرشمے دیکھکر عظمت و وقعت کرتے رہتے ہین
تمام روہیلکھنڈ مرادآباد بریلی بداےون سنبھل شاہجہانپور وغیرہ مین آپ کی تشخیص
و تجویز حذاقت و تجربہ کی بیحد شہرت ہے سنہ ۱۳۲۷ھ مطابق ۱۹۰۹ء مین بزمانہ اشتداد مرض
طاعون آپ کے معالجہ سے بفضلہ تعالےٰ نی صدی نوے سے زیادہ مریض شفایاب
ہوئے چنانچہ اس کارنامہ پر حکام ضلع و کمشنر صاحب بہادر بریلی نے پروانہ خوشنودی

مزاج وخدمت ملک بمقابلہ سول سرجن ڈاکٹر یورپین آپ کو عطا فرمایا بالفعل بدایون مین باصرار رؤسا واراکین شہر آپ کا قیام ہے اور درس علوم وطب کا مشغلہ نصب العین ہے نامور اہل علم آپ کی ہمہ دانی وکمال علمی سے متحیر رہتے ہین مطب مرجع خاص وعام ہے[۱] - آپ نے محض بخیال دفع چشمک زنی بعض ہم چشمان مارچ سنہ ۱۹۱۸ء کو دہلی مین جا کر امتحان منشی فاضل بموجب نصاب عربی پنجاب دیکر سند باضابطہ حاصل کی اور پھر مارچ سنہ ۱۹۱۹ء مین رجب سنہ ۱۳۳۷ھ کو اول درجہ مولوی فاضل کا امتحان دہلی مین دے کر سند لی یہ شرکت امتحان صرف بغرض تکمیل ضابطہ سرکاری وشاہی تھی ورنہ آپ کی شان قابلیت ماشاء اللہ بہت اعلی وارفع ہے ممتحنین جلسہ امتحان پہلے ہی سے آپ کے کمال کے معترف ومداح ہو چکے تھے - آپ بغایت زکی خوش اخلاق رنگین مزاج بامروت شگفتہ پیشانی نیک سیرت خوبصورت وجیہ وبذلہ سنج ہین حقد وحسد وخودغرضی سے بخلاف ابناے زمانہ بالکلیہ پاک وصاف ہین اور یہ اوصاف حمیدہ خصوصیات خاندانی اب وعم وجد سے موروثی ہین تاآنکہ اپنے سخت مخالف وحاسد کو بھی بامتنان واحسان اپنا رفیق ودمساز بنانے مین ہمیشہ مساعی جمیلہ کرتے رہتے ہین انتقام وکیفر کردار کا خیال بھی دل مین نہین لاتے ماشاء اللہ اس وقت عمر عزیز آپ کی سینتیس ۳۷ سال کی ہے راقم الحروف کے حقیقی برادر زادہ وجگر گوشہ ہین بارک اللہ فی عمرہ وعلمہ وفضلہ ومتعہ لطول بقائہ بالمجد والاقبال آمین آپ کے کلام فارسی وعربی کا مختصر نمونہ ذیل مین نذر ناظرین کیا جاتا ہے ایک قصیدہ نعتیہ کی

اخلاق حسنہ

---

[۱] اب تقریباً ڈیڑھ سال سے آپ شہر فیض آباد اودھ مین مقیم ہین رؤسا ومعززین شہر آپ کا بیحد اعزاز واکرام کرتے ہین مشغلہ تدریس طلبہ علوم وافتاد در عظ ومطب ہے تالیف وتصنیف سے بھی خالی نہین رہتے ۷ - مئی سنہ ۱۹۲۱ء ۲۸ سنہ ۱۳۳۹ھ سید ابو احمد نامی شہسوانی عفی عنہ - نیز آپ کے یہان دیوان قصائد

تشبیب مین لکھتے ہین

نیست قطع جادۂ مقصد بہ تنہائی گرشد — شوق غم ہمراہ من ذوق جنون ہم پاے من
آرزو ہاے دلِ ناکام اساسِ یاس گشت — خانہ را ساماں ویرانی شدہ کالاے من
نالہ از لب ناشدہ بنیاد عالم برفگند — بے توان بردن بشور حشر از غوغاے من
دارد از فیض تصور گرمی ہنگامہ ہا — صورت آغوش محشر طبع بزم آراے من
می زند ناخن کمالم بر رخ ماہِ تمام — پنجۂ خورشید برتابد بید بیضاے من
ہمصفران را زحیرت آئینہ بر کف نہاد — طوطی شکرفشان یعنی لبِ گویاے من

غزل کا انداز بھی قابل دید ہے

نچہ باشد در حریم جلوہ گاہش لرزش دلہا — کہ برہم زد بیک گردش چشم مست محفلہا
سبکرو ہمچو آواز جرس در کاروان بودم — رسیدم پیشتر از ہمرہان خود بمنزلہا
ہزہ بارید طوفان وہمانا تشنہ لب مردم — چو دریا آب در بردارد و خشک ست ساحلہا
دلیل نارسائی بود رنگ اضطراب ما — کہ بر ہر گام بربستیم و بکشادیم محملہا
زصبح حسن او صد جیب و دامان چاک شد لیک — چو بوے غنچہ پنہان بود راز عشق در دلہا

درین رہ گام زن معجز بطرز حضرت حافظ
کہ سالک بے خبر نبود زراہ و رسم منزلہا

ولہ سلمہ ایضاً

عیشم بکوے بادہ فروشان از آن خوش ست — مے دام مید ہند و تقاضا نمے کنند
از وسعت کرم بہ نعیم شمردہ اند — آن وعدہاے وصل کہ ایفا نمے کنند
نازم بدستگاہ تصور کہ اہل ذوق — در قرب و بعد تفرقہ اصلا نمے کنند

ایک عربی قصیدہ مین چند اشعار حسب حال خود کہے ہین وہ دیدنی ہے

قد جئت فی طلب العلم مغاوزا — ومهالکا کالهائم المتشوق

کم من اذی وسط الفلاۃ سئمتہ	فلقیت امالی بوجہ مشرق
غرتنی الدنیا کثیرا بالغنی	وترکتہا سخط الظاہر ونق

وقال فی مذمۃ الدنیا فی قصیدۃ طویلۃ

یھوی الفتی لذۃ الدنیا ویامُلہا	ولا نصیب لہ منہا سوی الالم
تبا للدار فناء لا بقاء لہا	ولا مصیب لاہلیہا سوی العدم
فھُبَّ من رقدۃ الغفلات نل فرصًا	فلیس ینفع بعد الفوت من ندم

وانشد متغزلا لا فض فوہ

ولا انسی سلیمی یوم سارت	بھا الاجمال طائعۃ الزمام
اتتنی کی تودعنی فقامت	تعض بنانہا والطرف دامی
وغیر وجہھا وشک التنائی	وادجع فا بہا روع انصرام
فاومت باللحاظ حذار واش	وفی ذفرا تہا حرق الغرام

الی آخرہ - آپ کے علمی کارنامے اور خصائص کمالات کے نمونے لاتحصے ہیں اس مختصر میں تفصیل کی گنجایش نہیں تصنیف وتحقیق معارف علوم ودقائق فنون میں فرید دہر ووحید عصر ہیں ماشاء اللہ تعالے وسلمہ وابقاہ وعلی مدارج الفضل رقاہ

(۶۵) مولوی محمد نذیر حسین بن علامہ نحریر مولنا محمد شبیر محدث

سال ولادت ۱۲۸۸ھ ہے حداثت سن میں آپ نے فنون درسیہ وکتب متداولہ پر عبور کیا رسائی فہم وذکاوت ذہن وقوت حافظہ میں بے عدیل ونظیر اور طباعی ومناسبت علم میں فقید المثیل تھے تعلیم فارسی ومشق انشا نگاری بھوپال میں مولوی محمد عمر پنجابی شاگرد رشید مولنا صہبائی دہلوی سے حاصل کرکے نظم ونثر میں ملکہ پیدا کیا علوم درسیہ عربیہ اپنے والد ماجد رح سے تحصیل کیے سلیقہ شعر گوئی وسخن فہمی زائد اوصف

تھا ہزارہا شعر فارسی و اُردو و عربی بقوت حافظہ از بر تھا اور بدیہہ گوئی مین یکتا تھے افسوس کہ عقد نکاح سے چھ ماہ بعد اس جوان صالح کا غنچہ حیات اٹھارہ سال کی عمر مین بتاریخ ۲۸- ربیع الاول ۱۳۰۵ھ شب چہار شنبہ وقت عشاء ریاست بھوپال مین والدین کے سامنے سموم قضا سے پژمردہ ہو گیا۔ علم ادب و منطق و فلسفہ و حکمت مین دستگاہ تھی اتباع قرآن و حدیث پر شیفتہ تھے مزار تکیہ قلندر شاہ مین ہے رحمہ اللہ تعالےٰ

(۶۶) مولوی سید اظہر علی بن میر مظہر علی صاحب سلمہا رئیس سہسوان

آپ نے علوم درسیہ رسمیہ ابتدا ً حافظ مولوی شیخ امیر حسن انصاری رح سے پڑھے اور پھر مولنا سید محمد عبد الحسیب رح سے کتب عربیت حاصل کر کے علم منطق و فلسفہ وطب و فقہ حکیم سید محمود عالم مرحوم سے اکتساب کیا بلوغ المرام مولنا محمد بشیر رح سہسوانی کو سُنا کر سند قرأت حاصل کی اتباع قرآن و حدیث و پابندی صوم و صلوٰۃ و سعادت و صلاحیت مین ممتاز اور باوجود اسباب ریاست تواضع و کسر نفسی و ہمدردی برادران وطن سے متصف ہین انگریزی و گجراتی وغیرہ مین بھی ضروری مہارت ہے معاملات عدالت و قانونی مین خاص دستگاہ ہے راے صائب رکھتے ہین باوجود کثرت مشاغل ریاست و امارت مذاق علمی و کتب بینی لازمہ زندگی ہے اُردو و غزل گوئی مین شاگرد امیر مینائی ہین کلام شستہ ہے ولادت باسعادت ۱۲۹۰ھ مین ہوئی سلمہ اللہ تعالےٰ علم دوست بامروت و صاحب اخلاق حسنہ ہین سادہ مزاج ہین اعزہ و احباب سے بخلوص ملتے ہین نور جگر عزیزم مولوی سید اعجاز احمد سے سواے قرابت قریبہ کے خصوصیت خاص و مودت باختصاص ہے حکام یورپین ضلع و ہموطن بنظر احترام آپکو

دیکھتے ہین سلمہ اللہ تعالےٰ۔

(۶۷) مولوی محمد تقی مرحوم ولد خطیب مولوی محمد اسمعیل انصاری رح

آپ کی ولادت ماہ ذیقعدہ سنہ ۱۲۸۷ھ مین ہوئی پندرہ سولہ برس کی عمر تک علم سے بے بہرہ رہے پھر یکایک جاذبہ شوق تعلیم نے بھوپال پہونچایا اساتذہ عصر سے علوم آلیہ صرف و نحو و منطق و عربیت کمال محنت و جانفشانی سے استفادہ کرکے علم حدیث و تفسیر کی جانب توجہ مبذول کی پھر دہلی کا سفر اختیار کیا نجدمت مولنا محمد بشیر صاحب فائز ہوکر کتب حدیث قراتًا و سماعًا سبقًا سبقًا و تفاسیر درسیہ بغور و خوض پڑھین قواعد صرف نحو کی بحث و تحقیق ہر حال مین مد نظر رکھی اور چونکہ ان فنون سے مناسبت فطری رکھتے تھے اسپر سعی و محنت شبا روزی اور کثرت مطالعہ کتب نے سونے پر سہاگہ کا کام کیا ہر مسئلہ مین اختلافات ائمہ و عبارات کتب فن مستحضر فی الذہن و ازبر تھے مباحثات مین مخالفین کو مسائل صرف و نحو مین لاکر سر اسیمہ کردیتے ناچار مخالف کو بموجب قواعد مسلمہ فن آپ کی رائے صائب سے اتفاق کرنا پڑتا یا بحیلہ روپوشی کرتا تقریر متانت و وقار سے پر اور نہایت نرم لہجہ سے ہوتی قرآن و حدیث کا وعظ نہایت پر اثر و دلکش ہوتا تھا تبلیغ احکام شرع مین بخطر و راست گو تھے اتباع کتاب و سنت مین محو مثل اب و جد تھے تقدس و ورع و زہد و عبادت وعظ و تلقین مین منہمک و مشتغل رہتے غیر متشرع و متکبر امیر و حاکم کو ابتدائ سلام نہین کرتے اور کبھی فاسق و فاجر کو تعظیم نہین دی یہ صفت بھی خورد سالی اب و جد سے پائی تھی قناعت و توکل و غیرت سے موصوف اور بغایت متواضع و منکسر المزاج اور دیانت و تقوی و شب بیداری و سحر خیزی مین مشارٌ الیہ تھے سہسوان مین کئی سال قیام کرکے طلبہ علم کو

درس صرف و نحو حدیث و تفسیر دیتے رہے مشاغل علمیہ کی محویت و دلچسپی نے اس درجہ ماسوا سے بے تعلق بنا دیا تھا کہ باوجود اصرار والدین و اعزہ عقد نکاح کی جانب متوجہ نہوئے آخرکار عین جوانی مین بعمر ۳۹ سال بمقام سہسوان والدین کے سامنے ربیع الآخر ۱۳۲۶ھ مین وفات پائی مزار خام خطیب محلہ مین جانب شمال ہے اسکنہ اللہ تعالےٰ فی جنۃ النعیم وزوجہ بحور عین آمین

(۶۸) مولوی سید خلیق احمد بن مولوی سید محمد اسحق صاحب فاضلی

آپکی ولادت ۱۸۶۵ء مطابق ۱۲۸۲ھ مین ہوئی علیگڈھ مین آپ نے مولنا محمد بشیر احمد صاحب اور پھر مولنا محمد لطف اللہ صاحب رح سے اور اُن کے فرزند ارجمند مولوی عنایت اللہ صاحب سے کتب درسیہ معقولات و منقولات و حدیث و تفسیر و فقہ تحصیل کرکے سند فراغ پائی وطن مین تدریس و تعلیم طلبہ کا شغل رکھتے ہین صاحب اخلاق حسنہ اسم بامسمیٰ دیندار متقی فہیم و ذی استعداد ہین مطالعہ کتب علمیہ سے رغبت اور رجحان طبع بجانب تقلید رکھتے ہین مگر امور منکرہ و بدعات سے محترز رہتے ہین مدرسہ اسلامیہ حنفیہ سہسوان مین درس دیتے اور امامت مسجد جامع کرتے ہین مشاجرات و مناظرات سے اجتناب ہے اہل حدیث کا بھی احترام کرتے اور بمحبت ملتے ہین اس وقت عمر ۴۹ سال کی ہے سلمہ اللہ تعالےٰ۔ آمین

(۶۹) مولوی حکیم سید آغا علی خلف میر تقی علی قاسمی رح

آپ سنہ ۱۲۹۰ھ مین متولد ہوئے تحصیل علم وطن مین کی مولنا سید محمد عبدالحبیب صاحب مرحوم سے کتب صرف و نحو عربی حاصل کرکے کتب منطق و طب و فقہ افضل المتاخرین

مولوی حکیم سید محمود عالم رحمہ کے خلقۂ درس مین اکتساب کیں بترغیب و تاثیر صحبت عزیزی مولوی سید اعجاز احمد سلمہ سے مطالعہ کتب ادب و عربیت کرتے رہے اور اب مطالعہ کتب دینیات سے زیادہ دلچسپی ہے چند سال سے تدریس طلبہ کی جانب بھی متوجہ ہوئے ہین اور اتباع کتاب اللہ و سنت نبوی مرکوز خاطر ہے فہیم و ذی استعداد و قابل ہین ہر معاملہ مین راے محکم رکھتے ہین تقریر شستہ و حافظہ قوی ہے فخر خاندان خود ہین آپ کا چشمۂ فیض مطب وطن مین پندرہ سال سے وسیع پیمانہ پر جاری ہے مریضون پر براہ ہمدردی وخلوص توجہ فرماتے ہین تشخیص و مداوا مین ملکہ و دستگاہ حاصل ہے علم تاریخ جدید و قدیم و جغرافیہ ممالک و اخبار بینی سے بہت مناسبت ہے خدمات قومی و اسلامی مین خاص حمیت و دلچسپی کے ساتھ جلد سرگرم و مستعد ہوجاتے ہین ذرائع قبولیت وعزت رکھتے ہین اس وقت عمر بالفعل ۴۳ سال کی ہے عـــہ سلمہ اللہ تعالےٰ لطول الازمان

(۷۰) مولوی امیر احمد سلمہ بن مولوی عزیز احمد مرحوم قریشی ⁂

کنیت ابو البشارسال ولادت ۱۲۹۷ھ ہے کتب درسیہ فارسی اپنے والد رحمہ سے جو ایک خوش عقیدہ و متبع سنت بزرگ تھے حاصل کرکے مولٰنا محمد یوسف حسین ہزاروی خانپوری سے مقام قصبہ سہسوان و کنور و دہلی مین صرف و نحو عربی و کتب حدیث و بعض تفاسیر کو بتوجہ خاص استفادہ کیا مشق خط نسخ و نستعلیق بھی علامۂ موصوف سے کی اور شہر دہلی کے مشہور مطابع مین ملازمت اختیار کی اب ایک مدت سے مقام سیونی ملک متوسط مین بتعلق وعظ و تعلیم ہی قیام رکھتے ہین اتباع کتاب و سنت و خدمت اسلام ہر دم مد نظر ہے نہایت نیک نفس و منکسر المزاج ہین سلمہ اللہ تعالےٰ عـــہ

عـــہ افسوس کہ مرحوم صاحب ترجمہ نے آخر ماہ رجب ۱۳۳۹ھ و آخر مارچ ۱۹۲۱ء مین بعمر ۴۴ سال بمرض کالرا انتقال کیا اس واقعہ کا ماٰل تاریخ مولوی حکیم سید اعجاز احمد سلمہ اللہ نے آیۂ حسبنت ۱۳۳۹ اللقا سے مستخرج فرمایا ۱۲ رحمہ اللہ تعالیٰ ۱۲ عـــہ لغۃ وقت آپکی عمر ۴۴ سال کی تھی

(۱۱) مولوی حکیم سید مظفر علی بن نقتی سید امتیاز علی صالحی رحمہما اللہ

آپ کی ولادت ۱۳۰۴ھ بماہ شعبان وطن مین ہوئی قوت ذکا وحافظہ وسرعت فہم توریث خاندانی پاکر مولنا سید اعجاز احمد صاحب سلمہ سے کتب صرف ونحو ومنطق وادب وفلسفہ وحکمت وغیرہ بحث وتحقیق کے ساتھ پڑھین اور حکیم سید محمود عالم صاحب کے حلقۂ درس مین بھی بعض علوم عقلیہ استفادہ کیے بعدہ بشوق وطلب علم بھوپال گئے اور بقیہ کتب علوم وفنون دینیہ اساتذہ سے حاصل کرکے دہلی کا سفر کیا اور حضرت مولنا محمد بشیر صاحب محدث رح کے چشمۂ فیض علوم سے خوب سیراب ومستفید ہوئے پھر لکھنؤ جاکر مدرسہ تکمیل الطب مین داخل ہوئے اور نامور طبیب حکیم محمد عبد العزیز صاحب رح کی خدمت مین تین چار سال رہکر بتمامہ صناعت مطب حاصل کیا بعد فراغ تحصیل علم وحصول سند وطن واپس آکر مطب شروع کیا ذہانت وطباعی مین یگانۂ عصر تھے اور استحضار کتب طبیہ ومسائل فن بدرجہ غایت تھا کلیات وجزئیات پر نظر غائر تھی تصنیف وتالیف کا ملکہ خداداد تھا جزئی مسئلہ پر کتاب ضخیم لکھنے کی قدرت وقوت تھی نزاعی اقوال واختلافات حکما واطبا ذہن مین حاضر تھے آپ کی متعدد تصانیف محققانہ وقابلانہ ہین باین حداثت سن ایسی قوت تصنیف وتالیف حیرت انگیز تھی البارھات فی امتناع کون النار من الارکان بعبارت عربی فصیح ہے دوبار طبع ہو چکی۔ ترجیع عناصر وجزویت نار کا ابطال کمال تحقیق کے ساتھ کیا ہے۔ یہ تصنیف نہایت قابل قدر ہے اسی کے ساتھ الغلواء فی الحلوا وترویۃ الظما ودو رسالہ مناظرانہ بعض مسائل طبیہ مین آپ کے مصنفہ شائع ہوئے ہر ایک بجاے خود وسعت نظر ورسائے ذہن وتحقیق کا شاہد ہے الضابطہ اردو مین مزاج مرکبات کے متعلق جملہ اقوال ومذاہب اور استخراج مزاج کے طریقون پر مع تنقید وتحقیق مباحث مشتمل ہے

لاہور مین طبع ہوا ہے اس مسئلہ مین بے مثل کتاب ہے مفردات طب مین
ایک ضخیم تالیف کا مسودہ موجود ہے امید کی جاتی تھی کہ اس نونہال چمن علم وفن
سے تصانیف وخدمات طبیہ مین کارہاے نمایان دقوع پذیر ہونگے مگر صد حیف
عمر نے وفا نہ کی اور کمالات علمی پردۂ خفا مین رہگئے عین عنفوان شباب مین چہارم
ماہ رمضان شریف ۱۳۳۳ھ کو بعمر ۲۰ سال بمرض سل اس دار محن سے جنت الفردوس
کو رحلت کی انا للہ وانا الیہ راجعون سقا اللہ ثراہ وجعل الجنۃ مثواہ آپکے استاد
وبرادر خالہ زاد عزیز معجز مورخ سلمہ اللہ تعالے لے نے تاریخ وفات یہ تحریر کی ہے

بحر کمالات مظفر علی		رفت سوے خلد برین بامداد
بود ز ماہ رمضان چار مین		داغ غم ہجر باحباب داد
کرد چو معجز پے تاریخ فکر		سال وفات آمدہ مغفور باد

(۲۲) ابو العلا مولوی سید نظر احمد بن سید آل محمد شاہ سلمہما اللہ تعالیٰ

آپ جناب عمی حضرت مولنا حکیم سید نذیر احمد شاہ صاحب رحمۃ اللہ فاضلی نقوی مودودی
چشتی کے بڑے پوتے ہین ۱۳۰۴ھ ماہ ذیقعدہ مین متولد ہوئے آپ نے وطن مین عزیزم مولانا
سید اعجاز احمد صاحب معجز سلمہ ربہ وحکیم سید محمود عالم رح سے کتب درسیہ صرف و
نحو ادب ومنطق وفلسفہ وریاضی وغیرہ پڑھ کر بھوپال مین مولنا سید ذو الفقار احمد
صاحب ادیب سے ادب ودیگر علوم مروجہ حاصل کیے پھر دہلی ولاہور ورامپور
مین مفتی عبد اللہ ٹونکی شمس العلماء اور مولوی ڈپٹی محمد نذیر احمد خان صاحب
شمس العلماء دہلوی اور مولوی مولنا محمد طیب مکی عرب سے علوم عقلیہ ونقلیہ
وادبیہ کی تکمیل وتحصیل بجد وجہد کی اور اب اپنے والد ماجد سلمہ ربہ کے سایہ
عاطفت مین مشاغل علمیہ درس وتدریس ومطالعہ کتب وتصنیف وترجمہ علوم
وافادہ خلق خدا مین اوقات شبا روزی بسر کرتے ہین آپکے والد ماجد سلمہ ربہ کی توجہ

خاص سے کثیر التعداد کتابون کا ذخیرہ مجتمع ہوا ہے جو مختلف علوم و فنون کا کتنی نہ ہے آپ فہم و استعداد و مہارت و لیاقت و علم و حلم مین محسود عصر ہین انشا پردازی و مضمون نگاری ہر صنف عربی و فارسی اُردو کا سلیقہ خاص رکھتے ہین علم فرائض مین عبور کامل اور مسائل فقہ و حدیث و تحریر فتاوی مین استحضار تام ہے ہمیشہ طالبین مستفتین آپ سے مستفید ہوتے ہین بطور تفنن طبع گاہے گاہے اشعار و قصائد عربی بھی بحور عربیہ مین لکھتے ہین علم عروض مین ملکۂ خدا داد اور علم سیر و تاریخ وادب سے اچھا مذاق ہے جوان صالح و سعید و سلیم الطبع صائب الرائے خلیق متواضع و خود دار ہین جوہر فضل و عزت خاندانی کا بیحد لحاظ ہے تقریر متین و شستہ چہرہ سے آثار متانت و صلاح و سعادت عیان ہمیشہ خدمات قومی و اسلامی مین سابق الاقران ہین اکثر اصابت رائے و دیانت و امانت غیر کا بیحد خیال و لحاظ رہتا ہی اس وقت عمر آپ کی تقریباً ۲۹ سال کی ہے ضاعف اللہ عمرہ واقبالہ و زاد مجدہ وافضالہ آمین

(۳۷) مولوی سید اقتدار احمد بن سید آل محمد شاہ سلمہما اللہ تعالیٰ

آپ نے اکثر علوم و فنون بشرکت اپنے برادر معظم مولوی سید نظر احمد سلمہ اساتذہ و علمائے مذکورین سے وطن و دہلی و رامپور و لاہور وغیرہ مین بتوجہ تام حاصل کیے زکاوت طبع و متانت فکر بدرجہ غایت ہے نظم و نثر عربی و فارسی و اُردو پر عمدہ قدرت رکھتے ہین ریختہ مین شعر گوئی کا مذاق فطری ہے ساحر تخلص کرتے ہین غزل برجستہ و فصیح کہتے ہین علمی تصانیف کا بھی شوق ہے چنانچہ رسالہ ازاحۃ الحیرۃ فی صرف ابن ھریرۃ عربی عبارت مین نہایت قابلانہ و محققانہ تحریر کیا ہی زور استدلال و قوت تحریر عیان ہے باوجودیکہ دعوئے باتفاق نحات ضعیف

اور ثبوت انصراف امثال بی ہریرہ محال ہے تاہم جودت طبع و استحضار مسائل نحو کا کافی ثبوت
ہے ملہم تاریخ ترجمہ ملخص تسلیم کا فن تاریخ نگاری جمل مین بزبان اردو بفرمایش اڈیٹر
اخبار نیر اعظم مراد آباد کیا اور جا بجا تحقیق و تنقید سے کام لیا ہے یہ دونون کتابین مطبوع
ہو کر شائع و مقبول ہو چکین مذاکرات علمیہ و مطالعہ کتب کا مشغلہ ہمیشہ رکھتے ہین جوان صالح
و ذکی و سخن سنج و سخن فہم ہین غزل پڑھنے کا انداز نرالا عجیب و غریب ہے تمام مجلس
مشاعرہ دنگ ہو جاتی ہے دیوان اردو مرتب ہو چکا ہے انشاء اللہ عنقریب طبع ہو گا
غزل فارسی و اردو شاعری مین اپنے علمی استاد و ماموں مولوی سید اعجاز احمد صاحب معجز
سلمہ ربہ سے مشورہ کرتے ہین اس وقت عمر آپ کی ۲۷ سال ہے خلیق و متواضع صادق القول
ہین اپنی اور دوسرون کی عزت و حرمت کا بہت کچھ پاس و لحاظ رہتا ہے آپ کے
چھوٹے چار بھائی ماشاء اللہ اور ہین ایک سید ابو احمد سلمہ ربہ یہ انگریزی مین نہایت
قابل و لائق ہین اور بایں حداثت سن ان انگریز افسرون کو اردو کی تعلیم دی ہے
کہ جو اردو زبان سے نابلد محض تھے جسکے صلہ مین اکثر معزز حکام کے عطا کیے ہوئے
انگریزی قابلیت کے سرٹیفکٹ بھی موجود ہین فوج کے کپتان و میجر و کرنیل صاحبان
بہت قدر و عزت و احترام کرتے ہین عربی فارسی کے بھی ماہر ہین نظم و نثر اردو فارسی پر
بہت اچھی قدرت ہے اور دونون زبانون مین غزل و قصائد کہتے ہین علیگڈھ
مین تعلیم پائی ہے بغایت ذکی الطبع علم سے خاص مناسبت رکھتے ہین فارسی
زبان مین کمال حاصل کر کے عربی زبان مین بلا مدد غیرے بقدر ضرورت مہارت
پیدا کر لی ہے ہزارہا اشعار از بریاد ہین۔ اکثر مشاعرون مین دیکھا گیا ہے کہ غزل با
بےمثل و لاجواب رہی ہے ابو الاخیار کنیت اور نامی تخلص ہے۔ سید رضی احمد سلمہ
سلمہ آپ نے بقدر ضرورت انگریزی لکھنؤ مین حاصل کر کے فن انجنیری کا پاس باضابطہ
حاصل کیا ریاست کاٹھیاوار مین کہین ملازم ہین صرف و نحو و مبادی منطق

اور فارسی ادب مین بھی دستگاہ ہے جملہ قسم کی دستکاریون مین کمال حاصل ہے دستگاہ صنائع مین الیساوسیع النظر آدمی نظر سے کم گذرا ہے دو بھائی سید وصی احمد و سید عبد القیوم زیر تعلیم ہین بشوق تمام مشغلہ درس کتب ہنی مین مصروف ہین اور سب بفضلہ سعید و صالح ہین سلمہم اللہ تم باحسن وجہ

(۴۴) مولوی سید مصباح الحسن سلمہ بن مولوی شاہ سید عبد الصمد رح

ولادت قصبہ پھپوند ضلع اٹاوہ مین سنہ ۱۳۰۴ھ مین ہوئی - کتب ابتدائی بتوجہ والد ماجد رح خود سہسوان و پھپوند مین مختلف اساتذہ سے پڑھین اور بعد وفات پدر رح جون پور جا کر کتب معقولات مولوی ہدایت اللہ خان رامپوری سے اور بعد ازان دہلی پہنچ کر کتب دینیات مولوی وصی احمد صاحب سورتی سے پڑھ کر تحصیل علم ختم کی اور بجاے پدر بزرگوار سجادہ نشین و محترم ہوئے جوان صالح و نیکنفس خوش اخلاق سعید و بامروت مہمان نوازی مین مصداق اَلْوَلَدُ الْحُرُّ یَقْتَدِیْ بِاٰبَائِہِ الْغُرِّ ہین دینی و قومی معاملات سے خاص دلچسپی ہے مشغلہ وعظ و ارشاد و تقریر رکھتے ہین سلمہ اللہ تعالے

(۴۵) حکیم سید عقیل احمد سلمہ بن حافظ سید ابن احمد رح

آپ عمی مولنا سید اولاد احمد رح کے پوتے ہین سال تولد سنہ ۱۳۰۱ھ ہے اولاً بتوسل اپنے برادر حقیقی کلان سید شکیل احمد مرحوم و برادر عمہ زاد منشی سید جمیل احمد صاحب جمیل سلمہ بھوپال مین تحصیل علوم درسیہ کی اور پھر وطن آکر مولوی محمد تقی مغفور و مولوی سید نظر احمد صاحب سلمہ اللہ سے فنون عربیت و کتب منطق و فلسفہ استفادہ کر کے بغرض حصول فن طب شہر دہلی گئے اور مدرسہ طبیہ حاذق الملک حکیم عبد المجید خان مین باقاعدہ تعلیم پائی اور مطب حکیم حاذق الملک حافظ محمد اجمل خان صاحب سلمہ سے استفادہ کر کے سنہ ۱۳۳۲ھ مین سند فراغ لیکر وطن مالوف آئے اور مطب شروع کیا بغایت سعید و صالح نیک نفس و خلیق ہین تشخیص و تداوی و تشفی مرضی مین توجہ بلیغ ہے اور صاحب دست شفا و مرجع خاص و عام ہین سلمہ اللہ تعالے

(۷۶) حکیم سید حفظ الرحمن سلمہ بن سید محمد عمران رح

آپ مولوی سید ابن حسن صاحب فاضل سلمہ کے پوتے ہین سال ولادت ۱۳۰۴ھ ہجری ہے بتوجہ جد خود بھوپال و دہلی کو بطلب علم سفر کیا اور کتب درسیہ رسمیہ پڑھکر مدرسہ طبیہ دہلی مین نصاب طب ختم کیا بعد فراغ درس و مطب تمغہ طلائی و سند لیکر علیحدہ مطب شروع کیا بہت قابل و ذکی و فہیم ہین آجکل ریاست لوہارو مین رئیس کے طبیب خاص ہین سلمہ اللہ تعالےٰ

(۷۷) حکیم محمد عبد الحفیظ خان بن عبد العزیز خان زبیری سلمہ

آپ مولوی محمود حسن زبیری سابق الذکر کے حقیقی برادرزادہ اور خویش ہین ولادت غالباً ۱۳۱۰ھ مین ہے بتوجہ عم مراد آباد مین تعلیم پائی کتب درسیہ معقول و منقول بجودت ذہن اپنے عم موصوف سے پڑھکر سند فراغ مدرسہ شاہی مراد آباد سے حاصل کی بعدہ دہلی جاکر مدرسہ طبیہ مین فن طب استفادہ کیا اور سند مع تمغہ طلائی ناموری کے ساتھ پائی استعداد علمی و لیاقت فنی کی وجہ سے بقدر دانی اساتذہ و منتظمان مدرسہ طبیہ مین عہدہ پروفیسری طب پر مامور ہوئے محب وطن و خوش مزاج و سعید و نیکنام ہین سلمہ اللہ تعالیٰ آپکے مختصر حالات بتوسط عزیزی سید ابو احمد صاحب سلمہ معرض تحریر مین آئے

التماس

اس مقصد کو ختم کر کے مسودہ اوراق کو خیال پیدا ہوا کہ اگر طبقہ نسوان مخدرات سے بعض موصوفات علم و فضل کے حالات زیب صفحات تذکرہ ہوں تو صورت تکمیل بوجہ احسن جلوہ گر ہو مگر افسوس کہ یہ تمنا کما ینبغی پوری نہو سکی اہل علم شریف مستورات کے حالات پردہ خفا سے باہر نہ نکل سکے اگر کامیاب ذرائع میسر ہوتے تو شاید اس طبقہ کی معتدبہ جماعت کے تراجم بھی سیر رجال کے ہمدوش نظر آتے اب بنا بر مثل ما لا یدرک کلہ لا یترک کلہ ماحضر پر اکتفا کیا جاتا ہے واللہ ولی التوفیق

(۷۸) سیدہ عالمہ شمس النساء بنت مولانا سید امیر حسن محدث رحمہما اللہ

آپ شمس العلما مولانا سید امیر احمد رح کی خواہر خرد تھین کتب درسیہ صرف و نحو عربی با قاعدہ اپنے والد ماجد رح سے پڑھ کر قرآن مجید مع تفسیر و کتب حدیث صحاح و مسانید و مشکوۃ المصابیح وغیرہ استفادہ فرمائین بقوت حافظہ موروثی احادیث کثیرہ و مباحث دینیہ و مضامین کتب زبانی یاد تھین اکثر عورات مین وعظ قرآن و حدیث و احکام کتاب و سنت و رد شرک و بدعت و ابطال رسوم جاہلیت بیان کر کے جاہلین و منکرین کو ہدایت و تلقین فرماتی تھین۔ میر طفیل احمد بن سید نیاز علی کے ساتھ آپ کا عقد نکاح ہوا مگر شوہر سے کمتر موافقت رہی انکی عملی و اعتقادی کجروی سے متنفر رہین آخر بعد وفات برادر خود آپ نے بعارضہ صرع سنہ ۱۳۰۸ھ مین رحلت فرمائی عقب مین ایک دختر چھوڑی رحمہا اللہ تعالے

(۷۹) ست صالحہ لحاظ النساء بنت منشی شیخ صابر حسین صاحب صدیقی رحمہما اللہ

آپکے جد مادری حضرت عمی مولانا شاہ سید نیاز احمد شہید غدر رح تھے سال ولادت سنہ ۱۲۹۰ ہجری ماہ شعبان ہے ریاست رامپور مین پیدا ہوئین اور سنہ ۱۳۰۱ھ مین اپنے وطن سہسوان سے ہمراہ والدۂ خود بھوپال گئین آپ کے پدر رح و دیگر اعزہ و اقارب متوسل و مقیم ریاست مذکور تھے آپ نے اپنے بزرگ اقربا سے تعلیم اردو فارسی کے بعد صرف و نحو عربی و ترجمہ و تفسیر کلام اللہ استفادہ کیا بالخصوص مولانا محمد بشیر صاحب محدث رح سے کتب حدیث بلوغ المرام و بعض صحاح و سنن پڑھین بعدہ مولانا شیخ حسین صاحب عرب یمنی سے سند بعض کتب احادیث حاصل کی نیز اجازت بعض صحاح مولانا سید نذیر حسین دہلوی محدث رح سے لی تینون نامور

علماے حدیث کی تحریری اسناد موجود ہین آپ جید الحافظہ سریع الفہم تھین صدہا
متون احادیث نوک زبان پر رکھتی تھین اور شب و روز بجز مشغلہ احادیث و
تفسیر و مطالعہ کتب و پابندی فرائض و سنن و تلاوت کوئی کام نہ تھا تہجد و نوافل کثیرہ
ادا کرتی تھین۔ جب آپ کے ازدواج و عقد نکاح کی غرض سے آپ کی والدہ ماجدہؒ
نے عزم وطن کیا تو اثناے راہ مین مراد آباد قیام ہوا اور وہین بعض اعزہ کے
مکان پر آپ نے یکایک بمرض ہیضہ وبائی وفات پائی یہ واقعہ ۱۲ صفر ۱۳۰۹ھ
کو ہوا عمر ۱۹ سال ۲ ماہ ہوئی رحمہا اللہ تعالے۔

(۸۰) الست الشریفہ مسماۃ عفیفہ رح بنت کاتب الحروف غفر اللہ لہما

ولادت باسعادت ۱۳۱۲ھ مین بمقام بھوپال ہوئی اور بعمر چار سال اپنی والدہؒ کے
ہمراہ وطن کو گئین اور وہین ابتدائی تعلیم مولوی خطیب محمد اسمٰعیل مرحوم سے ہوئی
پھر بعمر ۸ سال ۱۳۲۰ھ مین واپس بھوپال آکر بتوجہ و تربیت والدہ خود قرآن شریف
ختم کیا اور کچھ اردو رسائل دینیات و اخلاق وغیرہ پڑھے اسی کے ساتھ مشق
خط بھی کی بعدہ قواعد صرف و نحو عربی پڑھکر ترجمہ تحت لفظ قرآن مجید و بلوغ المرام
و بعض ابواب مشکوٰۃ وغیرہ محرر سطور سے پڑھے اور فنون خانہ داری و سلیقہ شعاری
مین مہارت تامہ بہم پہونچائی عقل و فہم صائب اور رائے و تدبیر درست تھی کم سخن
با حیا بزرگون کی بہت مطیع و خدمت گذار و صاحب وقار تھی ترقی تعلیم نسوان و صلاح
ابناے جنس کا خیال ہمیشہ مدنظر تھا چنانچہ جب سفر وطن کا قصد ہوا ہے تو یہ منصوبہ
ذہن نشین تھا کہ وہان پہونچکر ایک انجمن نسوان جسکا مقصد اشاعت تعلیم و تہذیب
اخلاق و سلیقہ خانہ داری ہو قائم کرون گی اسکا اجلاس ہفتہ وار دماہانہ ہوگا اور
ذی عقل تجربہکار تعلیم یافتہ بیبیان اسکی ممبر و صدر مجلس ہوا کرینگی بعد بحث و تقریر

جو بکثرت رائے قرار داد ہوگا اسکو فوراً عملی جامہ پہنانے کی کوشش کی جائیگی اور
نگرانی رہیگی کہ کس طرح اور کہانتک عمل کیا جاتا ہے تعلیم بنات کے لیے چھوٹے
چھوٹے خانگی اسکول قائم کیے جائین علوم کتابی کے ساتھ فنون خانہ داری و
سلیقہ شعاری پر بھی توجہ خاص ہو اسکے سوا باہمی تعلقات میل جول کے
قواعد ساس بہو دنند بھاوج وغیرہ کے مشہور نزاع اور انکے اسباب پر اصلاحی
نظر کی جائے اور جو رائے پاس ہو اسپر عملدرآمد کی کوشش ہو۔ اپنے یہ خیالات
بصورت مضمون لکھکر بعض اردو اخبارات نسوان مین شائع کرائے اور اپنی
روانگی سے قبل وطن کو بعض تعلیم یافتہ لڑکیون کے پاس روانہ کیے علمی و ادبی
و اخلاقی مضامین لکھنے پر پوری قدرت تھی بوجہ روشن خیالی اخبار بینی کا بیحد
شوق تھا اخبار تہذیب النسوان لاہور و پرچہ شریف بی بی تا آخر عمر خود خرید کیے
مختلف مضامین کے مسودات خاص قلمی عزیزہ مرحومہ ابتک میرے پاس
بطور حرز جان موجود ہین جنکی زیارت بادل حسرت زدہ و درد مند کبھی کبھی بگریہ و بکا
کرلیتا ہون۔ راقم کے تعلق ملازمت کی وجہ سے مقام رائسین علاقہ ریاست
بھوپال مین ایک مدت قیام رہا آخر پنشن کے بعد بھی وہین سکونت رہی اسی
دوران مین بماہ رجب ۱۳۳۱ھ مطابق ۱۹۱۳ء آن مرحومہ کا نکاح شرعی بغیر
دخل رسوم جہالت و بدعت منعقد ہوا اعزہ و اقارب خاص وطن سہسوان و بھوپال
سے آکر شریک تقریب ہوئے اگرچہ یہ ازدواج کفو و قرابت مین کیا گیا مگر افسوس
کہ اس نیک نفس کم سخن متحمل مزاج لڑکی کو اپنی سسرال والون کے ہاتھون
جو اقارب کالعقارب کے مصداق ثابت ہوئے سخت صدمات دلی برداشت
کرنے پڑے گو کہ زبان سے کبھی حرف شکایت نہین نکلا اور اپنے متعلقین کی
بدسلوکیان اور اپنا رنج و ملال ظاہر نہین کیا تاہم مرحومہ کی والدہ مشفقہ اور اس

اس ناچیز کو چند سال ملال و پریشانی کا سخت سامنا رہا اور آخر مرحومہ کو اپنے پاس رکھا۔ بعد چندے ۱۲- فروری سنہ ۱۹۱۵ء کو وبائے طاعون مین آن مرحومہ کی والدہ رح نے رائیسین مین سنہ ۱۳۳۴ھ کو یکایک انتقال کیا اس حادثۂ جانکاہ نے بحالت تنہائی و غریب الوطنی و افکار خانگی بیحد پریشانی بڑھائی کوئی ہمدرد و غمخوار نہ تھا اطمینان خاطر بالکل رخصت ہوا وحشت پیدا ہوئی جب کوئی شکل دلبستگی کی جلوہ گر نہوئی تو آخر کار آنمرحومہ نے باشتیاق وطن و اعزہ خود تہیۂ سفر کر کے میرے ہمراہ آخر نومبر سنہ ۱۹۱۷ء کو وطن کا راستہ لیا ابھی مہمانداریون سے فرصت نہ ملی تھی کہ بعارضۂ تپ وبائی ماہ جمادی الاخری سنہ ۱۳۳۶ھ مطابق ۹- مارچ سنہ ۱۹۱۸ء بروز شنبہ بعمر ۲۳ سال جنت الفردوس کو سدھارین انا للہ و انا الیہ راجعون۔ راقم کا گھر بے چراغ ہوگیا سب آرزوئین خاک مین مل گئین کیونکہ یہی فرشتہ خو معصومہ اس گمنام کا نام و نشان تھی اللہ بس باقی ہوس۔ اس صدمہ سے متاثر ہو کر بحالت مضطر برنگ مرثیہ ایک مثنوی زاری غمگین تاریخی نام لکھی جو طبع ہو کر مشتہر ہو چکی للہ ما اعطاہ و للہ ما اخذ ۱۳۳۸ھ۔

(۸۱) الست المکرمہ احتشام النساء سلمہا بنت منشی سید امتیاز علی رح

آپ حضرت مولٰنا سید تاج الدین حسن قدس سرہ کی نواسی ہین سال ولادت سنہ ۱۲۸۸ھ ہے ابتدائی مروجہ تربیت و تعلیم قدیم پائی پھر بشوق طبع و ذکاوت ذہن خود مطالعہ کتب استعداد کافی بہم پہونچائی ترجمہ کلام اللہ و تفسیر و مغازی و سیر مین نظر وسیع پیدا کی باتباع اپنے عم مرحوم میر یار علی صاحب سابق الذکر مجالس میلاد و قیام کو موجب برکات سمجھ کر اکثر منعقد کرتی ہین ذکر و عبادت و پابندی فرائض مین ممتاز ہین موزونی طبع خداداد و قوت نظم نعت آن حضرت صلعم مین دیوان غزل اردو مرتب کیا ہے ہر شعر سے ذوق و شوق ہویدا و شستگی فکر پیدا ہے کنیز تخلص ہے آپ کا

آپ کا عقد نکاح ۱۳۰۸ھ مین رسالدار میر شبیر علی المخاطب بہ خانصاحب سے منعقد ہوا
بفضلہ تعالےٰ جوان ابنا و بنات کی مان ہین اور بغایت رحمدل محتاج پرور و ہمدرد
و سخی ہین سلمہا اللہ تعالےٰ

(۸۲) الست اکرمیہ مصطفائی بیگم بنت مولوی سید اعجاز احمد سلمہما اللہ

نام تاریخی انوار خاتون تولد ماہ رجب ۱۳۱۶ھ مین ہے اپنی جدہ معظمہ ام ظلہا کی توجہ
خاص سے ابتدائی تعلیم حاصل کی بعد ذہن و ذکا مدت قلیل مین قرآن شریف و
بعض رسائل دینیہ و اخلاقی استفادہ کرکے اپنے والد ماجد سلمہ ربہ سے چند کتب
منشآت و اخلاق فارسی و صرف و نحو عربی و تفسیر کلام اللہ و کتب احادیث مثل
بلوغ المرام و مشکوٰۃ باقاعدہ پڑھین اور اسی کے ساتھ مشق خط و مضمون نگاری و
مطالعہ کتب تہذیب و تدبیر منزل و انتظام امور خانہ داری و سلیقہ شعاری کیا
و فنون دستکاری مثل جلکن سازی و گلکاری و کارچوب و تیاری اقسام اطعمہ و اغذیہ
عملی طور پر حاصل کیے۔ سخن سنجی و تحریر نظم و نثر مین مہارت اور انگریزی مین بقدر
ضرورت نوشت و خواند کی دستگاہ ہے بجودت طبع و حافظہ خداداد جملہ ہنر و فنون
ضروری مین سابق الاقران اور بزمانہ موجودہ تمام تعلیم یافتہ لڑکیون سے فائق سعادت
دینی و دنیوی سے بہرہ ور ہین ماہ رجب ۱۳۳۵ھ مین عزیزی سید ابو احمد بن اخی سید
آل محمد شاہ سلمہما کے ساتھ عقد ازدواج ہوا بفضلہ تعالےٰ نہایت نیک دل حلیم
باحیا سلیقہ مند صائب الرائے مطیع بزرگان ہین۔ ۱۳۳۶ھ ہجری ماہ شوال مین
آپ کے فرزند دلبند جنکا تاریخی نام سید محمد تہذیب احمد ہے تولد ہوا جو ماشاء اللہ
بغایت خوش حرکات زکی الطبع و فہیم اپنے جد مادری مولوی سید اعجاز احمد
سلمہ کی زیر تربیت ہے سلمہم اللہ

(۸۳) ست سعیدہ شفیقہ بنت سید عزیز الحسن صاحب سلمہا اللہ

سال پیدائش ۱۳۱۹ھ ہجری ہے بعد ختم قرآن کتب اُردو فارسی ومشق خط اپنے عم معظم حکیم سید نظر حسن صاحب سلمہٗ سے حاصل کرکے مطالعہ کتب دینیات و اخلاق ومضامین مختلفہ کیا اور بمناسبت طبع نظر و استعداد عمدہ پیدا کی تحریر مضامین اخلاقی وادبی سے شوق ہے سوادِ خط اچھا ہے اُمور خانہ داری مین خوب دستگاہ ہے نظم لکھنے پر بھی قدرت ہے سلمہا اللہ تعالےٰ

(۸۴) ست عزیزہ حسنی بنت حکیم سید محمود عالم مرحوم

ولادت ۱۳۲۲ھ مین ہے اپنے والد مغفور کی توجہ سے تعلیم قرآن و اردو و فارسی حاصل کی اور مشق تحریر وخط کی بعد حصول قوت مطالعہ مختلف فنون کی کتابین بشوق خود دیکھین اور اُردو اخبارات کا مطالعہ پابندی سے کیا تہذیب نسوان لاہور کئی سال سے خود خرید کرتی اور مضمون نگاری کا شغل رکھتی ہین فہم وفراست و ذہن و ذکاوت سے بصیرت تامہ حاصل ہے فنون سلیقہ شعاری وخانہ داری مین مہارت خاص ہے ماہ ربیع الاول ۱۳۳۹ھ مین آپ کا نکاح سید مبشر الحسن صاحب سلمہ سے ہوا ہے سلمہا اللہ تعالیٰ

طبقہ نسوان ماضی وحال کا یہ مختصر تذکرہ ہے اسمین بھی صرف دو تین عجالت ہمدوش علما و فضلا ہین بقیہ تعلیم جدید و تہذیب حال سے مزین - اب چونکہ زمانہ نے کروٹ بدلی ہے اور تعلیم نسوان موجب عار و ننگ نہین رہی اسلیے کم وبیش ہر شہر و قصبہ مین اسکا چرچا پھیل گیا ہے البتہ بعض پُرانے خیال کے بزرگ ہنوز لڑکیون کو تعلیم دلانے اور انکی تعلیمی حالت ظاہر کرنے کو عیب سمجھتے ہین

اسلیے مین اس حصہ کو زیادہ وسعت دینے سے معذور اور اعزہ سے معافی کا خواستگار ہون جو کچھ لکھا ہے اس سے میری غرض ترغیب تعلیم نسوان ہے اور مین اسکو ہر گونہ مستحسن خیال کرتا ہون اس لیے قریب زمانہ طبع کتاب یہ اضافہ کیا گیا۔

اللہ پاک کا شکر ہے کہ اس بندۂ ناچیز کے ضعیف ہاتھ سے ایک امر عظیم الشان انجام کو پہونچا دوران تالیف مین طرح طرح کے انقلابات زمانہ و حوادث ناگہانی رونما ہوئے غریب الوطنی مین خانہ بربادی و پریشانی نصیب ہوئی دیرینہ قیام گاہ رائے سین کی سکونت کا چھوٹنا اہلخانہ کی وفات اور اولاد کی جوانمرگی سے دنیوی تعلقات کا بالکل منقطع ہو جانا کس مپرسی کے روحانی صدمات بحر مصائب کی طوفان خیز موجون کے تھپیڑے اور تبدیل مقامات و بیقراری طبع کے تغیرات ضعف قوائے ظاہری و باطنی جملہ مراتب چھ سال مین طے ہو گئے لیکن مشیت الٰہی کو ایک حقیر ہستی سے جو کام لینا تھا وہ بہرحال لے لیا یہ اُس بے نیاز کارساز کی قدرت کاملہ کا ثبوت ہی ہے ع اُنچہ در وہمت نیاید آن کند ۔ اس تالیف شریف کا سنگ بنیاد بمقام بھوپال آخر سنہ ۱۳۳۳ھ مطابق سنہ ۱۹۱۴ء مین رکھا گیا اور آخر سنہ ۱۳۳۷ ہجری مین مسودہ سے بیضہ کی صورت جلوہ گر ہوئی سُبْحَانَ رَبِّكَ رَبِّ الْعِزَّةِ عَمَّا يَصِفُونَ ۝ وَسَلَامٌ عَلَى الْمُرْسَلِينَ ط وَالْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعَالَمِينَ ۝

محمد عبد الباقی غفر لہ ذنوبہ وکان اللہ لہ نقوی مودودی چشتی متوطن
سہسوان ضلع بدایون ۔ ربیع الاول سنہ ۱۳۴۰ھ دسمبر سنہ ۱۹۲۱ء
مقام لکھنؤ

بسم اللہ الرحمن الرحیم

ترجمۂ احوال حضرت مُصنّف دام مجدہ وبرکاتہ

اسم گرامی محمد عبدالباقی ہے یہ نام آپ کے والد ماجد رح نے رکھا تھا آپ خلاصۂ خاندان مصطفوی وسلالۂ دودمان مرتضوی سادات بنی فاطمہ حسینی وحسنی نقوی ہین خواجۂ خواجگان وسرخیل چشتیان حضرت مودود قطب الدین چشتی قدس سرہٗ کی اولاد امجاد سے ہین۔ قریب چار سَو سال سے سہسوان وطن آبا واجداد ہے جو منجانب سلاطین لودھی وتیموری سرکار سہسوان وسنبھل مین بعہدۂ حکومت و قضا مامور ومعتمد رہے کُتب تاریخ وفرامین ملوک وسلاطین دربارۂ عطیات جاگیر ومعافیات وتقرر مناصب جلیلہ شاہد ہین۔ جب اولاد قاضی القضاۃ حضرت خواجہ سید محمد عبدالشکور شہید رح چند شاخون مین منقسم ہوئی تو آپ کے جد امجد فائز عہدۂ افتا اور ان کے بڑے بھائی منصب قضا پر مامور ہوئے اور ان کی نسلین بھی وارث عہدۂ آبا رہین اسوجہ سے آپ مفتی زادہ کہے جاتے ہین۔ آپ کے والد ماجد مولنا سید سراج احمد بن زبدۃ الاولیاء خواجہ سید آل احمد شاہ قدس سرہما تھے جنکا تذکرۂ خیر مندرج کتاب ہی آپ اپنے والد صاحب کی اولاد مین سب سے چھوٹے اور وقت وفات آنحضرت صغیر السن تھے۔ سال ولادت ۱۲۷۳ھ مطابق ۱۸۵۶ء سال غدر اول ہفتہ ماہ شوال روز پنجشنبہ ہے والدین کے کنار شفقت مین پرورش پائی مگر افسوس حضرت پدر بزرگوار رح کا ظل عاطفت صغرسنی مین سر سے جدا ہوگیا آپ کے برادر بزرگ حاجی مولنا سید محمد عبدالباری محدث رح آپ سے آٹھ سال عمر مین بڑے اور ایک خواہر اُن سے بزرگ اور

اور دوسری صرف آپ سے بڑی اور ایک والدۂ معظمہ کل پانچ نفوس سوگوار وغمزدہ رکھے بالجملہ آپ کے بھائی صاحب علیہ الرحمۃ نے بعد فراغ تحصیل علوم وکمالات فنون آپ کی تربیت و تعلیم مین سعی مربیانہ و توجہ بزرگانہ فرمائی ہر سفر وحضر مین آپکو اپنے پاس رکھا بدایون جونپور آگرہ دہلی بھوپال لکھنؤ وغیرہ مین بسلسلۂ تعلیم اُنکے ہمدم رہے۔ حسب ضابطہ کُتب درسیہ نظم ونثر فارسی اور عربی صرف ونحو سے فراغ حاصل کیا شوق علم طبیعت مین پیدا ہو چلا اور مطالعہ وکُتب بینی وتکرار ومذاکرہ سے دلچسپی ہوئی اور کتب درس نظامیہ منطق وحکمت وعربیت وکلام واصول وفقہ وتفسیر وغیرہ پڑھ کر تحصیل علم تا درجہ فضیلت ختم کی۔ بعض متوسطات علوم بخدمت حضرت مولنا سید محمد امیر حسن محدث سہسوانی رح ومولنا محمد بشیر محدث وشمس العلما مولنا سید امیر احمد رحمہم اللہ تعالے ابھی استفادہ فرمائین یہ سلسلہ آگرہ مین سنہ ۱۲۹۴ ہجری تک قائم رہا۔ پھر سنہ ۱۲۹۶ھ کے آغاز مین ریاست بھوپال بخدمت حضرت برادر معظم ہو چکر کتب حدیث صحاح ستہ وبعض تفاسیر حضرت مولنا محمد بشیر رح وشیخ حسین یمنی حدیدی عرب ومولنا شیخ محمد صاحب مچھلی شہری قاضی بھوپال سے تبکرار سماعاً وقراءۃً حاصل کر کے سند لی بعد بعض کتب فن طب مثل نفیسی وشرح اسباب وحمیات قانون افسر الاطباء ریاست حکیم مولوی محمد معز الدین پشاوری رح سے جو آپ کے بھائی صاحب کے خاص دوستون مین تھے باقاعدہ پڑھین اور تعلق ملازمت ریاست بتوسل اپنے برادر معظم رح حاصل کیا۔ ملازمت مدرسہ سلیمانیہ کی حالت مین مشغلہ درس وتدریس طلبہ علوم روزانہ رہا علمی مجالس ومباحثہ ومذاکرات مین بشوق تمام ہمیشہ شرکت فرمائی آپ کے فیض صحبت سے جمع کثیر نے استفاضہ کیا۔ آپ کے فضل وکمال علمی کا پایہ بلحاظ تحقیق ووسعت نظر واصابت رائے وادراک منطوق

و مفہوم و سخن فہمی بلند ہے علمی مباحث و ملکی معلومات و اخبار ممالک و امصار سے
خاص دلچسپی اور مطالعہ کتب کا ذوق ہے۔ سخن سنجی و شعر گوئی کی طرف کبھی توجہ نہین
فرمائی لیکن حیرت انگیز یہ امر ہے کہ اب دو سال سے بموزونیت خدا داد و لقفن طبع
اس طرف مائل ہو کر کہنہ مشق شعرا کی طرح قابلانہ شاعری کرتے ہین ابتدا مرثیہ
اہلخانہ خود و دختر مرحومہ بطور مثنوی لکھا جسکا نام تاریخی زاری غمگین ہے فیض آباد سے طبع
ہو کر شائع ہوا جملہ اشعار ۲۷۹ ہین سال ۱۹۲۲ع ۱۳۴۰ھ مین مثنوی ابنہ نامہ جسکا تاریخی نام دختر مشترکہ (علم) ۱۳۴۰ھ
ہے اپنے مذاق کے موافق نہایت پُر لطف و بامزہ استعارات لطیفہ و تشبیہات
بدیعہ و مطایبات پاکیزہ سے مملو تصنیف کی اسکی تعداد ابیات قریب تین سو کے ہے
دوسری مثنوی تصویر مظالم جو حقیقۃً آئینہ کیا دہی و مکاری اور ظلم و تزویر کا فوٹو ہے
باقتضاے تحریک زمانہ بابت آزادی قومی ملکی قوم کو مخاطب بنا کر لکھی ہے و اقعات
بحوالہ تاریخ و سنین جا بجا درج ہین تعداد اشعار تخمیناً سو سے زیادہ ہے (عک۳) اسکے سوا
فارسی اردو مختلف مضامین کی نظمین اور غزلیات قطعات نتیجۂ فکر والا ہین ایک مثنوی
فارسی بھی تحریر کی ہے ع از شاخ کہنہ میوۂ نورس غنیمت ست ؎ عمدہ تصانیف
یہ تذکرۂ علماے سہسوان ہے اور ایک تاریخ رائسین ضلع بھوپال ہے جو کمال وسعت
نظر و جگر کاوی و محنت و ماغی و مطالعہ کتب تاریخ کا قیمتی ثمرہ ہے اسمین تاریخ
والیان ملک بھوپال و مالوہ و آثار قدیمہ شہر رائسین و عمارات کہنہ و قلعہ سے
جدید و قدیم حالات بمشاہدہ خود محققانہ بحوالہ کتب تواریخ مندرج ہین غالباً
آٹھ جز کی کتاب ہے دوسری تاریخ ملک مالوہ و دکن جسمین زیادہ بحث و تحقیق
تمدنی و تہذیب ملکی اقوام دکن و خصائل مرد و زن سے کی گئی ہے اپنے باب
مین بے نظیر ہے ہر بحث مین وجوہ و اسباب فلسفیانہ بیان کیے ہین اور دیگر ممالک
و اقوام سے جا بجا مقابلہ کیا ہے یہ کتاب ہنوز مسودہ ہے خدا کرے کہ جلد

عک۳ یہ مثنوی سلطان المطابع لکھنؤ سے ۱۳۴۰ھ مطابق ۱۹۲۲ء مین طبع ہو کر مقبول و مشتہر عام ہو چکی افسوس غلط

علے (فرزند) دختر مشترکہ (علم) تاریخی نام ہے جسکے عدد ۱۳۴۰ھ مطابق ۱۹۲۲ء ہین اشعار تقریباً تین سو ہونگے ۱۲

(حاشیہ) ۱۲

حیات حضرت مولف مین مطبوع و مقبول ہو آپ نے ایک رسالہ بابت حرمت سود بجواب مضمون مسٹر عطا محمد صاحب امرتسری مندرجہ اخبار وکیل مطبوع ۲۷ دسمبر سنہ ۱۹۱۳ع لکھا ہے جس سے بذریعہ قرآن مجید و حدیث شریف و آثار صحابہ و فقہ ثابت کیا ہے کہ ربوا کا جزو قلیل و کثیر دونون قطعی حرام ہین نیز سمین ربوا نبک کو احکام شرع سے حرام مطلق ثابت کیا ہے اور بادلہ کلامیہ و کتاب و سنت مجوزین کے اقوال کو باطل ٹھہرایا ہے یہ حصہ علماے مصر و بعض مفتیان پنجاب کی تردید مین ہے دوسرا رسالہ بطور قول فیصل حضرت داؤد علی نبینا و علیہ الصلوۃ والسلام کے قصے کی تفسیر و شرح ہے جو پارہ ۲۳ سورہ ص رکوع ۲ کلام الٰہی مین واقع ہے روایت اوریا کی تصحیح مع عصمت شان رسالت و نبوت فرمائی ہے اختلافات مفسرین و روایات محدثین کی تطبیق مین کوشش بلیغ کی ہے اور منکرین قصہ کے شکوک کے جوابات دیئے ہین ان رسائل کے طبع و اشاعت مین قلیل زمانہ باقی ہے - ریاست بھوپال مین بعہد امیر الملک والا جاہ نواب سید محمد صدیق الحسن خان بہادر مرحوم و والیہ عالیہ حضور نواب شاہجہان بیگم صاحبہ مرحومہ سنہ ۱۲۹۶ ہجری سے آپ کا تعین ملازمت عہدہ المہتامے فوجداری و دیوانی وہان مین رہا اور ہمیشہ ترقی منصب و مشاہرہ معزز عہدون پر مامور ہوتے رہے آخر محکمہ عالیہ وزارت ریاست مین بعہدہ نیابت میر منشی ممتاز کیے گئے انجام دہی فرائض خدمت و قابلیت کارگزاری کے باعث حکام مافوق آپ کے مداح و معترف فضل و کمال رہے رئیس والی و وزراے ریاست کو ہمراہ مین آپ پر اعتماد کامل رہا اور قدر شناسی کے ساتھ آپ کی عظمت و عزت کرتے رہے - بعدہ آپ کا تقرر محکمہ وزارت مین آغاز سنہ ۱۳۰۴ھ مین بعہد کرنیل ایچ وارڈ صاحب جو نجانب

گورنمنٹ برٹش وزیر با اختیار ریاست مقرر ہوئے ابتدا ہوا تھا پھر بعد وزارت منشی محمد امتیاز علی صاحب کاکوروی جو ماہ ربیع الاول سنہ ۱۳۰۶ ہجری مین وزیر مقرر ہوئے اور پھر مولوی محمد عبد الجبار سی۔ الیس۔ آئی۔ جو سنہ ۱۳۱۴ ہجری مین مسند وزارت پر رونق افروز ہوے آپ بھی صیغۂ وزارت مین تا سنہ ۱۳۲۰ھ مامور رہے اور جب ہز ہائنس بیگم صاحبہ جال بالقابہا نے تمکن وسادہ ریاست ہوکر محکمہ وزارت کو شکست فرماکر دو شعبون مین تقسیم کردیا تو آپ نے بعد ملازمت ۲۵ سالہ آغاز عہد حکومت ملکہ ممدوحہ محترمہ حضور نواب سلطان جہان بیگم صاحبہ دام اقبالہا مین انقلاب رنگ زمانہ ملاحظہ فرماکر ریاست سے پنشن کی درخواست کی اور باعزاز واحترام مقام رائے سین ضلع مشرق ریاست بھوپال مین بعد تقرر پنشن قیام فرمایا ناظم وتحصیلدار وحکام ضلع وامرا واعیان شہر آپ کی بیحد عزت وحرمت کرتے اور حسن عقیدت رکھتے ہین بارہ سال سے آپ کا قیام وہین ہے گاہے ماہے بتقاضاے مراسم سابقہ بھوپال بھی تشریف لے جاتے اور ریاست کے عمائد وحکام وعلماء وامرا وصاحبزادگان سے چند روزہ ملاقات وتجدید مین صحبت فرماکر رائے سین کو مراجعت فرما ہوتے ہین اور باوجود اصرار احباب وغیرہ کسی کے گھر پر مہمان نہین ہوتے نواب سید علی حسن خان بہادر ضیغم الدولہ حسام الملک نے بجوش موانست قدیمہ آپ کو باصرار تمام لکھنؤ مین قدر ومنزلت کے ساتھ رکھا ایک سال رہکر رائے سین کو واپس تشریف لے گئے نواب صاحب ممدوح کا اصرار سد راہ نہوا اور اتبک آپ کے بلانے کی کوشش جاری ہے (خاص تعلقات) سنہ ۱۳۳۱ھ ماہ رجب مطابق جون سنہ ۱۹۱۳ع مین آپ نے عقد ازدواج دختر سلمہا کا رائے سین مین کیا داماد صاحب آپ کے قریبی خواہرزادہ وکفو ہین اس تقریب پر راقم ترجمہ عفی عنہ معہ متعلقین وطن سے

جاکر شریک شادی ہوا اور وہان قریب دو ماہ قیام کیا بجز دختر موصوفہ سلمہا اللہ از قسم ذکور و اناث آپ کے کوئی اور اولاد نہین ہے بعدہ ۱۳۳۳ ہجری ۲۵ ربیع الاول مطابق ۱۹۱۵ء ۱۱ فروری روز پنجشنبہ کو آپ کی اہلخانہ مرحومہ نے بعد نماز صبح بمرض طاعون وبائی رائے سین مین انتقال فرمایا آپ بڑی عاقلہ و مدبرہ و تعلیم یافتہ علوم شرقیہ نیک مزاج منتظمہ دوراندیش مطیع شوہر دمربی قبیلہ تھین اس صدمہ سے آپ کے قوائے باطنی و دل و دماغ کو بہت نقصان پہنچا اور راحت و آسائش شبا روزی مین فرق آجانے سے طبیعت مین افسردگی و پریشانی پیدا ہو گئی لیکن اس بے اطمینانی و تکدر مین بھی آپ نے ترک قیام رائے سین نفرمایا وہین خانہ نشین مصروف ذکر الٰہی و فکر عقبیٰ ہین کاتب سطور عفی عنہ پر شفقت پدرانہ فرماتے اور اسکی فضول خواہشون اور تمناؤن کو اپنی خوشی پر بجوش محبت مقدم رکھتے اور گستاخی و تقصیرات خدمت کو ہمیشہ معاف فرماتے رہتے ہین کبھی اظہار عتاب و ناراضگی نہین ہوتا اعزہ واقارب سے تعلقات الفت و انس و ہمدردی و صلہ رحم بدرجہ غایت رکھتے ہین حب وطن سے دل مملو ہے (عام عادات) حمیت و غیرت اس درجہ ہے کہ کسی امر مین ممنون خویش و بیگانہ بننا گوارا نہین ہے کسی کے سامنے دست حاجت دراز نہین ہوا استغنا جو کہ ارباب کمال کا خاصہ ہے جزو طبع شریف ہے باوجہ کفاف و قدر ضرورت سے زیادہ مال و دولت کی کبھی خواہش نکی سیرچشمی داولوالعزمی کا یہ حال ہے کہ مہمان نوازی مین ضرب المثل ہین زائرین و قادمین کو نزول رحمت خدا جانتے ہین اور اکثر یہ شعر ورد زبان رہتا ہے

رزق ما آید بپائے میہمان از خوان غیب ۔۔۔ میزبان ماست ہر کس میشود مہمان ما

وطن مین جائداد و مکانات و معافیات معقول رکھتے ہین اور اعزہ واقارب

عہ افسوس کہ آپنے اس معصومہ کی جوانمرگی کا صدمہ بھی برداشت فرمایا اور اس سے قبل ۱۳۳۲ھ مین آپکے حقیقی خواہرزادہ مولوی سید محمد یونس بن مولوی سید محمد میر مرحوم نے بعارضہ آکلہ دہن وطن مین انتقال کیا یہ غم بھی موجب صدمہ روحانی ہوا ۱۲ سید طیب حسن عفی عنہ خواہرزادہ حضرت مصنف

خاندان کو اس سے بخوشی خاطر متمتع فرماتے ہین گویا وقف اہل قرابت ہے
خوش معاملگی وراستی وراست گوئی آپ کا شعار ہے حق پرستی وصاف گوئی مین
کمال جرات وبیباکی سے کام لیتے ہین کسی کا رعب مانع اظہار حق نہین ہوتا
حب وبغض لوجہ اللہ رکھتے ہین تعصب ونفسانیت کو بالکل دخل نہین ہوتا
اتباع شرع واقتداے کتاب وسنت وزہد وتقوے وذکر وعبادت وکثرت دعا
وانما نصب العین رہتا ہے رقت قلب وصفاے باطن سے متصف سینہ کینہ
حقد وحسد سے پاک اور عنصر عفو مزاج عالی مین غالب ہے دشمن دیرینہ سے بھی انتقام
بدبینا گوارا نہین فرماتے دوست دشمن سے بخندہ پیشانی بخلق وتواضع
پیش آتے ہین آپ کا رجحان طبع روز بروز تصوف کی طرف ہوتا جاتا ہے
اہل باطن واصحاب دل کی صحبت مین زیادہ اوقات بسر ہوتی ہے دنیا سے
کچھ ایسا دل سرد ہو گیا ہے کہ قصد ہجرت حرمین شریفین رکھتے ہین اللہ تعالی
باحسن الوجوہ کامیاب فرمائے مین نے اس تذکرہ حیوٰۃ العلما مین آپ کا ذکر خیر
درج ہونے کے لیے بارہا عرض کی مگر ہضما لنفسہ پسند نفرما کر ساکت رہے
اور درخواست پر مطلق توجہ نفرمائی اب جبکہ کتاب اختتام کو پہونچ کر مسودہ سے
مبیضہ ہو گئی تو احقر نے بضرورت تکمیل تتمہ احوال حضرت مصنف دام فیضہ ومجدہ
قلم برداشتہ تحریر کرکے جزو کتاب وتتمہ بنا دیا اسوقت عمر شریف ۹۵ برس
کی ہے ادام اللہ برکاتہ وفیوضہ ومتعنا بطول بقائہ قیتلع ویرحم اللہ عبداً قال آمینا
(تصنیف) درحقیقت صورت حالات کو دیکھتے ہوئے کہا جا سکتا ہے کہ
آپ کو اس مقصد اہم ومہم عظیم مین بفضلہ بہت بڑی کامیابی ہوئی ایک طرف
گمنام وبے نشان جماعت کو آپنے زندۂ جاوید بنا کر مایوسون سے روشناس
کرا دیا دوسری طرف نامور ومشاہیر اکابر علما واطبا کے دھندلے کارنامون

اور صفحہ ہستی سے مٹ جانے والے واقعات کو دوام کا خلعت بخش دیا کتاب اوّل سے آخر تک سچے واقعات کا مرقع اور ماضی وحال کی تصویر کا البم ہے مصرعہ حرف حرف اسمیں ہے اصح نقطہ نقطہ ہے صحیح ٭ ایک ایک صفحہ بلکہ ہر سطر محنت تلاش ومشقت کی شاہد ہے اب تک اہل علم واہل قلم وطن میں سے کسی صاحب نے اس خدمت کی انجام دہی کی جرأت نہیں کی اور یہی وجہ حضرت مصنف دام فیضہ کی زیادہ جانفشانی وعرقریزی کی ہوئی اللہ تعالےٰ کا ہزار ہزار شکر ہے کہ اس نے اپنے فضل وکرم سے آپ کو اس کار خیر کی توفیق بخشی اور بخیر وخوبی اس مہم کا سرانجام ہوا معزز معاصرین ولاحقین اگر اس تذکرہ میں کسی نام کی کمی محسوس فرمائیں تو التماس مندرجہ دیباچہ کتاب کے مطابق حضرت مصنف دام ظلہ وفضلہ کو ہدف طعن نہ بناکر بصورت تتمہ تحریر شائع فرمائیں اور حضرت کی سعی وجد وجہد موفور پر نظر کرتے ہوئے دعائے خیر سے یاد وشاد فرمائیں

سید اعجاز احمد نقوی مودودی عفا اللہ عنہ سہسوانی ۔ مقام بدایون

جنوری سنہ ۱۹۱۶ء سنہ ۱۳۳۵ھ قدسی

شجرہ متعلق صفحہ ۱۵۹ بابت نسب نامۂ سادات مندرجہ کتاب حیو[redacted] العلماء

مشتاق احمد

سید اسحاق احمد

سید شفیق احمد سلمہ

عبد القیوم

سعید احمد سلمہ

شکیل احمد

سید ابن احمد

شمیل احمد سلمہ

سبط احمد

سید عبد الباقی سلمہ مؤلف

مولوی سید عبد الباری

مولوی سید اعجاز احمد سلمہ

یہ ایک شاخ شجرہ خاندان سادات موجودہ سہسوان ضلع بدایوں

نسب نامۂ سادات مودودیہ چشتیہ سہسوان مع شجرۂ حقیر غفرلہ مولف کتاب حیوٰۃ العلما

سید عبد الباقی بن مولنا سید سراج احمد بن سید آل احمد شاہ بن مفتی سید نظر محمد شاہ بن مفتی سید ابو محمد بن مفتی محمد عاقل بن مفتی عبد الغفور بن محمد غلام میران بن مفتی محمد فاضل بن قاضی سید محمد عبد الشکور شہید بن قاضی القضاۃ محمد اسمعیل ابن ملک العلما خواجہ عطاء اللہ بن محمد ہمام معروف بمیران بزرگ بن خواجہ محمد خیطر ثانی بن خواجہ محمود بن خواجہ محمد عثمان بن خواجہ مودود ثانی بن خواجہ خیطر اول بن خواجہ محمد اشرف بن خواجہ اسد اللہ بن خواجہ محمد عبد اللہ بن خواجہ قطب الدین محمد ثانی بن خواجہ رکن الدین حسن بن خواجہ احمد بن خواجہ خواجگان قطب الاقطاب حضرت قطب الدین مودود چشتی اول بن خواجہ ناصر الدین ابو یوسف بن سید محمد سمعان بن ابراہیم بن سید محمد بن حسین بن عبد اللہ ملقب بہ علی اکبر بن امام علی نقی بن امام محمد تقی جواد بن امام علی رضا بن امام موسی کاظم بن امام جعفر صادق بن امام محمد باقر بن امام زین العابدین علی بن امام حسین سید الشہدا بن بتول فاطمہ زہرا رضوان اللہ علیہم بنت سرور کائنات اشرف مخلوقات حضرت احمد مجتبی محمد مصطفی صلوات اللہ تعالے علیہ و آلہ وسلم

۱؎ لقب شریف ہزبر بیشۂ ولایت ہے افراد اولیاء کاملین سے تھے خوارق و کرامات آپکی حد تواتر کو پہونچی ہیں مفصل حالات درج تکملہ کتاب ہے ۱۲

۲؎ آپ اول قاضی و حاکم سہسوان ہوکر بعہد سلطان سکندر لودھی بمعیت حضرت ملک العلما پدر بزرگوار از خود بیان تشریف لائے اور مستقل سکونت اختیار فرمائی رضی اللہ عنہ ۱۲ ۳؎ آپ بعہد سلطان جلال الدین خلجی تا بعہد معز الدین کیقباد متمکن مسند وزارت و بعہد شاہ غیاث الدین بلبن معتمد شاہان اتالیق شہزادگان رہے جیسا کہ تاریخ فرشتہ مقالہ دوم میں بتفصیل مذکور ہے ۱۲ ۴؎ آپ کی ذات قدسی صفات سرچشمۂ فیوض و برکات و منبع خاندان چشتیہ و مرجع سادات مودودیہ ہے خواجہ خواجگان و قطب الاقطاب دوران تھے کتب سیر و تذکرہ اولیا متضمن حالات آن حضرت ہیں رضی اللہ عنہ ۱۲

تقریظ منظوم نتیجۂ طبع وقّاد حکیم مولوی مولنا سید اعجاز احمد صاحب معجز نقوی سہسوانی سلّمہ ربّہ

شوق دلم بسم اللّٰہ آغاز کرد — زمزمۂ حمد خدا ساز کرد
وہم کہ پوید بره کنہ ذات — سیلئ حیرت خورد اندر صفات
حیرت عقل ست کہ شد سد راہ — ساختہ سامان تخیّل تباہ
در قدح ذوق مئے یاس ریخت — آبروے خامہ بقرطاس ریخت
ژرف نگاہان کہ سخن گسترند — راہ بدین مرحلہ کمتر برند
تاج سخن مدح محمّد بود — فاتحۂ مصحف مقصد بود
وحی منزّل ہمہ فرمان اوست — مطلع انوار خدا شان اوست
ہدیۂ مرغوب درود و سلام — باد بر ان پیدا بجناب لش مدام
اے تو ز آثار سلف خوشہ چین — پند بگیر از قصص اولین
بحث تو از سیرت شان عبرت ست — ذہن ترا صد سبق از حکمت ست
تازہ بخوان تذکرۂ اہل علم — جرعۂ چش از میکدۂ اہل علم
چشم کشا و نگر اوراق چند — تا شوی از سیرت شان بہرہ مند
جلوہ کند در نظرت بیگمان — آئینۂ حالت پیشینیان
خاک سہسوان کہ بود کان فضل — تافت ازو جوہر رخشان فضل
چند پژوہش کنی از حال شان — زندہ ببین طائفۂ مردگان
سیرت نیک علما را ببین — فضل و کمال فضلا را ببین
سال وفات و سن میلاد شان — صورت علمیہ و نام و نشان
درس و تصانیف و صفات و خصال — وانچہ رسیدہ ہم از قیل و قال

یاد دہد کہنہ و نو ماجرا — حال شود حالت ماضی ترا
کلک مولف عجب این نقش بست — رونق از رنگ نگارین شکست
خامۂ آن عیسئ معجز نما — زنده کند مردهٔ صد سالہ را
جان بہ تن مرده دمد دم بدم — صور سرافیل صریر قلم
راند جہۃ سخن از ہر فنی — خوشہ آورده ز ہر خرمنی
تا ز علوم اصل و نشان باقی ست — نامہ و نامش بجہان باقی ست
دیده وران چون نگرند این کتاب — باز شناسند خطا از صواب

نامہ فرخ چو بپایان رسید
نام حیوۃ العلما شد پدید

قطعۂ تاریخ تالیف کتاب نتیجۂ طبع مولانا مفتی محمد نعمت اللہ صاحب صدیقی رئیس و جاگیردار قدیم ریاست بھوپال

کلکِ جادو رقم مولوی عبد الباقی — مو شگافی چه نمود ست بذکر علما
سہسوان ست گہرکانِ جواہر یارب — کہ چنین لعل و زمرد شده از وے پیدا
شد بہر شکل بجا گنج معانی گفتن — کہ ہویدا شد و مدفون شده در شکما
خفتگانِ عدم آباد ز ترشح قلمش — گشت خیل علما جرعہ کشِ آب بقا
سفتے چون نہ پذیرند رفیقانِ وطن — کہ مدون شده صد شکر حیات العلما
آن بزرگان کہ ہمہ قبلۂ عالم بودند — گشت این مرد خدا در حقِ ایشان عیسی

از سر جہد لبسانش چو تفکر کردم
آمد از غیب خوش آواز حیات فضلا
۱۳۲۳ھ

قطعہ تاریخ نتیجہ طبع عالی منشی مولوی محمد شاکر حسین سلمہ صدیقی نکہت تخلص سہسوانی بابت تالیف و تہذیب کتاب حیٰوۃ العلما

ز دست[1] سکہ بنام تو اے جناب وفا[2] | بجا رد آنکہ فصاحت قضا ز روز ازل
چکیدہ قلمت ہر چہ ہست تا پاپست | نفیس و نادر و نایاب و احسن و اکمل
بجذب[3] دیدہ و دل طرفہ قدرتے دارد | طراز کلک تو گر آخر ست یا اول
بحسن فکر تو نازم کہ از کمال صفا | بروے آئینۂ چشم و دل زند صیقل
بصحتے کہ رود ذکر عقل و فہم کسان | زنند رتبہ شناسان بجودت تو مثل
مدام وصف کمال تو ہست موضوعش | مفصل ست حدیث علوم یا مجمل
دران دیار کہ خیزد کمال علم و ہنر | ز ذرہ ذرۂ خاکش توئی امیر اجل[4]
ہزار عقدۂ سربستہ از دقائق علم | بیک دقیقہ کند فکر ہوشگاف تو حل
بجلوہ گاہ طلاقت ز لطف گفتارت | بسستی سخن خویش معترف اخطل[5]
زبان نطق بمدح تو لال غنچہ نمط | دماغ فکر بوصفت چو برگ گل مختل
تراجم علمائے وطن چو کردی ضبط | درین سفینہ باسلوب احسن و اجمل
بفیض خامۂ معنی طراز تو بشگفت | گل مراد جہانے بشاخسار امل
بہے عجالۂ نادر کہ صفحہ صفحۂ اوست | چو روے سادہ رخان پاک از عیوب و علل

[1] عزیز من سلمہ نے بلفظ محبت وحسن ظن مجھ مؤلف کتاب ہٰذا کے باب میں زیادہ مبالغہ سے مدح و ثنا میں کام لیا ہے جسکا اہل میں اپنی ذات کو ہرگز نہیں سمجھتا۔ اِلَّا اَنْ یَرْحَمَ رَبِّیْ وَ یَغْفِرَ لِیْ ارادہ تھا کہ ان اشعار مدحیہ کو کتاب ہٰذا سے خارج کر دوں لیکن بخیال لطف کلام وحسن بیان ونیز بلحاظ دل شکنی و دماغ سوزی عزیز نکہت سلمہ و بایماء بعض احباب بدستور قایم رکھنا پڑا جزاہ اللہ خیر الجزا ۱۲ منہ [2] وفا تخلص حضرت مصنف حیٰوۃ العلما دام فیضہ [3] تلمیح جانب مصرعہ۔ نقاش نقش ثانی بہتر کشد ز اول + بر مقولہ مشہورہ است ۱۲ ۔ [5] اخطل نام شاعر فصیح البیان وخطل در لغت بمعنی سستی و زبونی کلام شاعر بکمال خاکساری و تواضع خود اخطل تخلص نمود و خدائے عزوجل بجزا اورا پسند فرمودہ افصح الفصحا عالم ساخت ۱۲

خہے حلاوتِ مضمون کہ میتوان بفرست	ازان بکوثر و تسنیم ارمغان عسل
بہ نزد اہلِ خرد باد سعیِ تو مشکور	بحق برتر و یکتا خدائے عزّ و جلّ
نوشت خامۂ نکہت بسال تاریخش	ببین ۵ مآثرِ ارباب علم و اہل عمل ۱۳۳۶ھ

ایضاً قطعہ تاریخ سال طبع حیوٰۃ العلما

المنۃ للّٰہ کہ این نادر کتاب	حاویِ اخبارِ اخیارِ وطن
شد بعین انتظار از حسن طبع	نور بخش دیدۂ اربابِ فن
می توانش گفت از روشن سواد	سرمۂ چشم بصیرت سے سخن
بر سرِ چشم تماشائے نہد	حرف حرفش منّتِ سیر چمن
این چنین مجموعۂ آثارِ علم	دیدو نے بیند دگر چشم زمن
بسکہ شد از خاک پاک سہسوان	چشمہ ہائے علم و دانش موجزن
باشد اندر دیدۂ اہلِ نظر	سہسوان در ہند نجد اندر یمن
یافت حالِ عالمانش ارتسام	چون درین سفر فصاحت مقترن

کلکِ نکہت سالِ طبعش بر نگاشت
دل فریب آثارِ اہلِ علم و فن ۱۳۴۰

مطابق ۱۹۲۲ء

قطعہ تاریخ عربی از مولوی سید نظر احمد ابو العلاء سہسوانی سلمہ اللہ تعالیٰ

للّٰہ درّ مصنّفٍ علّامۃٍ	ابدیٰ شموساً فی سماء بیان
نظم اللآلی فی نظام سطورہ	یزری بہاء قلائد العقیان
اذ ہم ترتیباً بدا تاریخہ	ذکریٰ لاہل العلم والاعیان ۱۳۳۶

۵ اگر اعداد الف ممدودہ دو گیرند ۱۳۳۷ھ شدہ سال تہذیب کتاب درست وصحیح می شود ۱۲

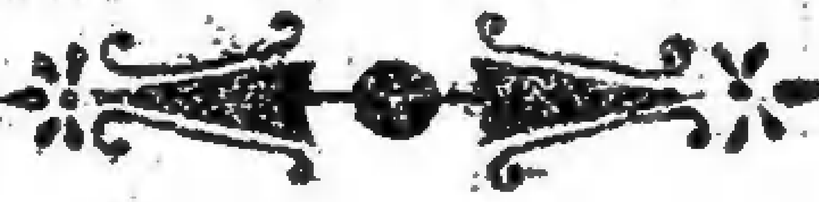
از مولوی سید اقتدار احمد ساحر سلمہ اللہ تعالیٰ

چو این نامۂ نغز گشتہ مزیّن پئے سال ترتیب و تالیف ساحر		ز احوال ارباب فضل سہسوان نمودہ رقم رشک یاقوت و مرجان[عـہ] ۱۳۳۷ھ

از عزیز البوالاخیار سید ابو احمد نامی سلمہ ربّہٗ

منت یزدان کہ خجستہ کتاب از دل نامی پئے تاریخ جمع		حلّہ ترتیب کشیدہ بہ بر سرزدہ۔ ذکر علما و رسیر ۱۳۳۷ھ

عـہ لطف یہ کہ اِس کتاب کا نام بھی الیاقوت والمرجان ہے ۱۲۔



سلہ تاریخ شروع تصنیف کتاب مفتی صاحب نے سنہ ۱۳۳۲ھ میں لکھی اسکے بعد آغاز ترتیب و جمع کا سال قطعہ عربی سے ظاہر ہوتا ہے اور جب تدوین و تالیف مرتب ہو گئی تو باقی قطعات میں اسکا سنہ سال طبع ثبت کیا گیا علا محل للایراد امنہ سلمہ ربّہٗ۔

الیاقوت والمرجان فی ذکر علماء سہسوان

المعروف

حیوۃ العلماء

مؤلفہ

مولنا سید محمد عبد الباقی سہسوانی دام فیضہ

باہتمام کیسری داس سیٹھ سپرنٹنڈنٹ

در مطبع منشی نولکشور واقع لکھنؤ طبع شد

۱۹۲۲ء
۱۳۴۰ھ

باراول

۵۰۰ جلد